Scanned by CamScanner

اللہ محمد
توفیقِ ذاتِ کبریا
رسالہ فخرُالحسن کا
حدیثِ حسن
اردو ترجمہ
توثیقِ فیضِ مرتضیٰؑ
تصدیقِ قلبِ مصطفیٰؐ
سعیِ لاثانی
محققِ پاکستانی عزیزالاولیاء سلیمانی
الحاج الحافظ السیّد حضرت خواجہ
محمّد یوسف علی عزیز رحمۃ اللہ علیہ
مرتبہ
حضرت قبلہ سیّد صداقت علی
جگرِ عزیز سلیمانی
سجّادہ نشینِ اوّل

بارِ اوّل

| | |
|---|---|
| نام کتاب | حدیثِ حسنؒ |
| تالیف وترجمہ | حضرت خواجہ حافظ سیّد محمّد یوسف علی عزیزُالاولیاء سُلیمانیؒ |
| مُرتبہ | حضرت قبلہ سیّد صداقت علی مدظلّہٗ العالی جگرِ عزیز و سجّادہ نشینِ اوّل |
| اشاعت | ۱۴۱۹ھ - ۱۹۹۹ (شمسی) |
| تعداد | ایک ہزار (۱۰۰۰) |
| خطّاطی | محمّد طارق خان |
| پریس | جدید پرنٹرز |

ناشرین

شعبۂ نشر و اشاعت

حضرت خواجہ عزیزالاولیاءؒ سُلیمانی ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

۳/۴۴۵۔ اے لانڈھی شریف کراچی

میں اِس کتاب کو مُحِبُّ النّبی فخرُالاَولیاء حضرت خواجہ محمد فخرُالدینؒ اورنگ آبادی ثُمَّ دہلوی کی آلِ پاک حضرت

## خواجہ نظامُ الدّین فخری مدظلہٗ

(ساتویں پُشت) کے نام منسوب کرتا ہوں۔

حاجی میاں
جگرِ عزیز سُلیمانی



فَخرُالاَوّلِین وَالآخِرِین شَیخُ الشیُوخ مُحِبُّ النّبی
حضرت مولانا محمدؒ فخرالدینؒ اورنگ آبادی ثُمَّہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

محبُّ النّبی فخرُالاولیاؒ حضرت خواجہ محمد فخرُالدّینؒ اورنگ آبادی کی

آلِ پاک (ساتویں پُشت)

حضرت خواجہ نظام الدّین فخری مدظلہٗ

الله محمد
مُترجِم
سیّدِ یوسف سُلیمانی گدا شیخِ وقت وہم عزیزُالاولیاءؒ
حضرت خواجہ الحاج الحافظ السیّد محمد یوسف علی عزیزُالاولیاء قادری
نقشبندی، سہروردی، چشتی، نظامی، فخری، سُلیمانی، محقق پاکستانی رحمۃ اللہ علیہ
المعروف
باوا جی

بسم الله الرحمن الرحيم
دعا میں صدیقی ظفر علی کو یاد رکھیں

# ہدیۂ تہنیت

زیرِ نظر کتاب "حدیثِ حسنؒ" میرے جدِّ امجد فخر الاوّلین والآخرین حضرت خواجہ فخر الدین دہلوی کے عربی رسالہ "فخر الحسنؒ" کا اُردو ترجمہ ہے جسے حضرتؒ نے تقریباً ڈھائی سو (۲۵۰) سال قبل تحریر فرمایا تھا۔ سلسلۂ عالیہ چشتیہ کی ایسی گرانقدر خدمت پر ہم "فخری" جتنا بھی فخر کریں کم ہے کہ ایک طرف تو ہند میں سلسلۂ چشت کی تنظیمِ نو کی، اور جگہ جگہ گدیاں قائم کیں اور خلفاء کا تقرر فرما کر رُشد و ہدایت کے سلسلے کو دراز کیا تو دوسری طرف اپنی علمی قابلیت اور رُوحانی بصیرت کو بروئے کار لاکر معترض شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی کو ایسا مدلّل جواب ارسال کیا کہ پھر کسی منکر کو جرأت نہ ہوئی کہ سلسلۂ چشت میں یہ کہہ کر دراڑ ڈالنے کی سعیٔ لا حاصل کرے کہ خواجہ حسن بصریؒ کی حضرت علیؓ سے تو ملاقات ہی نہیں ہوئی تھی!

میرے محدود علم کے مُطابق "رسالہ فخر الحسنؒ" اوّلاً باقاعدہ طور پر شائع نہیں ہوا تھا بلکہ اس کا قلمی نسخہ ہمارے اجداد کے آستانہ پر موجود تھا جہاں سے قلمی نقول تیار کی جاتی رہیں۔ رسالہ عربی تصنیف کیا گیا تھا اس لئے عُلماء نے اپنے اپنے مزاج کے مُطابق سمجھ کر تراجم کیے۔ اس کے چند تراجم میری نظر سے گزرے لیکن طبیعت میں عجیب سی تشنگی محسوس ہوئی۔

اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے۔ اس کے اندازِ بے نیازانہ نرالے ہیں۔ اس کارخانۂ قُدرت میں ہر کام کیلیے ایک وقت اور ہر وقت کیلیے ایک کام مقرر ہے۔ چنانچہ اس

حقیقت کا مشاہدہ کچھ اس طرح سے ہوا کہ عقل حیران ہے۔ ہوا یوں کہ ایک نہایت وجیہہ، خوش پوش، نیک صورت، پاک سیرت، شفیق اور پُر مذاق، ملنسار، سرتا پا عجز و انکسار، لطیف اور سادہ طبع بزرگ شخصیت سید صداقت علی، جگر عزیز سلیمانی مدظلہُ العالی، سجادہ نشینِ اول حضرت قبلہ خواجہ سید محمد یوسف علی عزیزؒ جے پوری المعروف عزیز الاولیاء سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اچانک مجھ سے رابطہ کیا۔ اُن کی آواز میں کیا سُرور تھا کہ ملاقات کیلیے دل تڑپ اُٹھا۔ فوراً ہی یہ آرزو بھی پوری ہو گئی، تو عقدہ کھُلا کہ یہ جوہر قابل تو سلسلۂ چشت اہلِ بہشت کی اس عظیم المرتبت ہستی کی چہیتی اولاد ہیں جن کے کارہائے نمایاں بے پایاں ہیں اور جنھیں عبادت و ریاضت میں خاص مقام حاصل ہے۔ میری خوش نصیبی کہ ایسی برگزیدہ شخصیت سے شرفِ ملاقات حاصل ہو رہا تھا۔

دورانِ ملاقات "رسالہ فخر الحسن" کا ذکر خاص طور پر ہوا تو معلوم ہوا کہ محترم سید صداقت علی مدمجدہٗ کے والدِ گرامی، حضرت قبلہ عزیز الاولیاء سلیمانیؒ نے ایک گرانقدر خدمت یہ بھی انجام دی ہے کہ "رسالہ فخر الحسن" کا اُردو ترجمہ بھی کر دیا ہے۔ میری آرزو تھی کہ اس کا کوئی ایسا ترجمہ پڑھوں جس سے تشنگی جاتی رہے، گرہیں کھُلتی چلی جائیں۔ میرا اشتیاق بڑھا تو الحمدللہ مجھے اس نادر قلمی نسخے کا دیدار بھی کرا دیا گیا جو حضرت قبلہ خواجہ عزیز الاولیاء سلیمانیؒ نے درگاہ شریف حضرت مولینا ضیاء الدین فخری (جے پور۔ راجستھان) میں موجود نسخہ سے بقلم خود نقل فرمایا تھا۔ نہایت خوبصورت عربی خط ہے جس کے برابر والے کالم میں بخطِ نستعلیق اُردو ترجمہ درج ہے۔ جیسی پیاری عربی ہے، ویسا ہی عمدہ ترجمہ بھی ہے جو محض ترجمہ ہی نہیں، ادبی شاہکار بھی ہے۔

"رسالہ فخر الحسن" کا یہ ترجمہ "حدیثِ حسن" رواں دواں اور پاکیزہ ہے جو حضرت قبلہ خواجہ عزیز الاولیاء سلیمانیؒ کے علمی و ادبی کمالات کی مُنہ بولتی تصویر ہے۔ اسلوب

ایسا اختیار کیا گیا ہے کہ قاری کی مکمل تسلّی و تشفی ہو جاتی ہے اور دل کو تازگی، روح کو رفعت اور بالیدگی نصیب ہوتی ہے۔

حضرت خواجہ فخر قدس سرہٗ کے اس معرکۃ الآرا عربی رسالہ "فخر الحسن" کا جو معرکۃ الآرا اُردو ترجمہ حضرت خواجہ عزیز الاولیاء نے فرمایا تھا، اس کی اشاعت کا سہرا محترم و مُربّی سیّد صداقت علی جگرؔ عزیز مدظلہٗ کے سر ہے جو انتہائی محدود وسائل کے باوجود تن، من، دھن سے حضرت خواجہ عزیز الاولیاء سلیمانی پروجیکٹ کی تعمیرات (جس میں درگاہ شریف، جامع مسجد، دارالعلوم، دارالمطالعہ اور طلبہ کی اقامت گاہ وغیرہ شامل ہیں) کے ساتھ ساتھ نشر و اشاعت کی بھاری ذمہ داریاں بھی بحُسن و خوبی انجام دے رہے ہیں۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ صرف دو سال کی قلیل مُدت میں دو ضخیم کتابوں تذکرہ خواجہ عزیز الاولیاءؒ اور نغمۂ عندلیب (مجموعہ نعت شریف)، اور اورادِ عزیزیہ ترتیب و تالیف اور اجراء کے بعد اب "حدیثِ حَسَن" جیسی اہم کتاب کی نئے زاویہ سے تدوین و ترتیب سلسلۂ چشت اہلِ بہشت کی ایسی بے مثال خدمت ہے جس کا برملا اعتراف نہایت ضروری ہے۔

دُعا ہے کہ ربّ کریم اپنے حبیبؐ کے صدقے میں مُصنّف کی اس سعیٔ مشکور پر جزائے خیر عطا فرمائے اور معاونین و متوسلین کو بھی دارین میں خوب خوب نوازے آمین ثُم آمین۔

**نظام الدین فخری**

اولاد امجاد

مُحب النبی حضرت خواجہ فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

# حدیثِ حسن

## حضرت عزیز الاولیاء خواجہ حافظ سید محمد یوسف علیؒ کے ترجمہ

## فخر الحسن کا تعارف

## ڈاکٹر اسلم فرخی

درج ذیل سطور جگر عزیز صاحب زادہ سید صداقت علی صاحب کے حسبِ حکم قلمبند کی گئی ہیں (ناچیز لکھنے والے کو اپنی علمی بے بضاعتی اور علمی مباحث سے نابلد ہونے کا شدید احساس ہے) لیکن بزرگوں کا حکم ٹالنے کی بھی مجال نہیں۔ لہٰذا تعمیلِ ارشاد کے طور پر طالب علمانہ انداز سے عام قارئین کے لئے "رسالہ فخر الحسن" کا یہ مختصر تعارف اور ترجموں کا احوال صاف، سادہ اور عام فہم انداز میں پیشِ خدمت ہے۔ (اس تعارف میں علمی اصطلاحوں سے گریز کیا گیا ہے) اور ما فی الضمیر سلیس انداز میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

بارہویں صدی ہجری کے ممتاز عالم اور دینی مفکر شاہ ولی اللہؒ نے بزرگانِ چشت کی اس روایت کی صحت میں شبہ کا اظہار کیا تھا کہ حضرت علیؓ نے شیخ الشیوخ خواجہ حسن بصریؒ کو خرقۂ خلافت عطا فرمایا تھا۔ شاہ صاحبؒ کا خیال تھا کہ خواجہ حسن بصریؒ حضرت علیؓ کے عہد میں کم سن تھے اور کسی کم سن کو خرقۂ خلافت روحانی عطا نہیں کیا جا سکتا۔ (شاہ صاحبؒ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ خیال محدثوں کا ہے)

شاہ ولی اللہؒ اس پائے کے عالم اور دینی مفکر تھے کہ عالم اسلام کو بجا طور پر ان کے علمی اور دینی کارناموں پر فخر ہے۔ اُن کا کسی روایت کی صحت میں شبہ ظاہر کرنا بڑی اہمیت اور معنویت کا حامل تھا چنانچہ اُن کے ممتاز ہم عصر اور سلسلہ چشت کے نامور بزرگ شاہ فخر الحسن محب النبیؒ نے شاہ ولی اللہؒ کے اس شک و شبہ کا ردّ تحریر فرمایا جو فخر الحسن کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔

بارہویں صدی ہجری میں شاہ جہان آباد میں تین بزرگ بڑی ممتاز حیثیت کے حامل تھے، شاہ ولی اللہؒ علم و فضل کے خزانے لٹا رہے تھے۔ شاہ صاحبؒ نے بہ نفسِ نفیس اور ان کے بعد ان کے نامور صاحبزادوں اور اہلِ خاندان نے برصغیر میں لاکھوں بندگانِ خدا کو سیدھے رستے پر لگایا۔ دوسری ممتاز شخصیت مولانا فخر الدین محب النبیؒ کی تھی جو بزرگانِ چشت کے سجادے پر متمکن تھے اور سارے ملک کو فیض پہنچا رہے تھے۔ تیسری ممتاز شخصیت میرزا مظہر جانِ جاناںؒ کی تھی، جو نقشبندی سلسلے کے نفیس مزاج بزرگ تھے۔ یہ تینوں بزرگ ہم عصر، ایک دوسرے کے مرتبہ شناس تھے اور اپنے اپنے انداز میں خلق خدا کی رہبری فرما رہے تھے۔ تینوں بزرگوں کے مزاج، طریقۂ کار اور جذبۂ صلاح و فلاح کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ ایک دفعہ شاہ جہاں آباد کے کسی آدمی نے ان تینوں بزرگوں کو کھانے کے لیے اپنے یہاں مدعو کیا۔ تینوں بزرگوں نے دعوت قبول کر لی اور وقتِ مقررہ پر اس کے گھر پہنچ گئے۔

اس شخص نے تینوں بزرگوں کو بٹھایا اور خود کہیں غائب ہو گیا۔ بڑی دیر کے بعد واپس آیا اور معذرت کی کہ بڑا ضروری کام آ پڑا تھا، کھانے کا انتظام نہ کر سکا۔ یہ کہہ کر اس شخص نے ایک ایک ٹکا تینوں بزرگوں کی خدمت میں پیش کیا۔ روایت کے مطابق شاہ فخر الدینؒ نے یہ ٹکا کھڑے ہو کر وصول کیا اور فرمایا:

"بھائی یہ بھی تمھارا احسان ہے کیونکہ اگر ہم صبح سے اس وقت تک مزدوری کرتے تب ایک ٹکے کے مستحق ہوتے، تم نے ہم کو آرام سے بٹھا کر ایک ٹکا دے دیا" شاہ ولی اللہؒ نے ٹکا خاموشی سے وصول کر لیا۔ کچھ فرمایا نہیں لیکن میرزا مظہر جانجاناںؒ نے ٹکا لیتے وقت ناخوشی کا اظہار فرمایا اور کہا "تم نے ان دونوں حضرات کا وقت ضائع کیا۔ کیونکہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ اس وقت تک حدیث کا درس دیتے اور مولانا فخر الدینؒ اپنے مُریدوں کو فیض پہنچاتے۔ اپنی نسبت میں کچھ نہیں کہتا کہ میں کیا کرتا مگر تم نے ان حضرات کو دینی خدمتوں سے روک دیا۔ خبردار آئندہ ایسا نہ کرنا" بعد کے تین نامور بزرگوں نے ان تینوں بزرگوں کی کیفیت کے بارے میں اس طرح اظہارِ خیال کیا ہے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے یہ خیال ظاہر کیا کہ "مولانا فخر الدینؒ کی بات بہت انکساری کی ہے اس سے چشتیت ٹپکتی ہے۔" مولانا قاسم نانوتویؒ کا خیال ہے کہ "شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی بات بڑھی ہوئی ہے کہ ان کے نفس نے اصلاً حرکت نہ کی"۔ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے تھے کہ "مرزا صاحبؒ کی بات بہت بڑھی ہوئی ہے عدل کا اقتضا وہی ہے جو مرزا صاحبؒ نے فرمایا"۔ اس روایت سے تینوں بزرگوں کے اختلافِ مذاق کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

شاہ فخر الدینؒ نے اپنے حد سے بڑھے ہوئے انکسار اور چشتیہ روایات کی سر تا سر پیروی کے باوجود شاہ ولی اللہؒ کے خیال کا رد تحریر فرمایا کیونکہ تاریخ کے تقاضوں کی پاسداری ضروری تھی اور یہ واضح کرنا بھی لازمی ہو گیا تھا کہ چشتیہ سلسلہ کی روایت میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

(شیخ الشیوخ خواجہ حسن بصریؒ کو روحانی خلافت حضرت علیؓ نے عطا فرمائی تھی اور شیخ الشیوخ خلافت عطا ہونے کے وقت کم سن نہیں تھے) شاہ ولی اللہؒ نے

یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ رُوحانی خلافت حاصل ہونے کی روایت میں محدثوں نے شبہ ظاہر کیا ہے۔ شاہ فخر الدینؒ کا کمالِ علم یہ ہے کہ آپ نے محدثوں ہی کے طرزِ تحقیق اور استدلالی طریقے کے مطابق فخر الحسن تالیف فرمائی ہے۔

فخر الحسن وسیع تاریخی معلومات، محدثوں کے موزوں اور برمحل حوالوں، علمی تبحر، تحقیق و تدقیق اور علمی دید و دریافت کے اعتبار سے بڑی زبردست کتاب ہے۔

اس کتاب کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ شاہ صاحبؒ کا علم کتنا گہرا اور وسیع تھا وہ علمی مباحث میں مثبت اندازِ فکر اور معروضی نقطۂ نظر کے حامل تھے۔ تائید یا تردید کی کتابوں میں بالعموم اندازِ بیان کہیں نہ کہیں تلخ اور مناظرانہ ہو جاتا ہے لیکن شاہ صاحبؒ سراپا انکسار تھے (پوری کتاب میں کہیں بھی کوئی ایسا جملہ یا عبارت نہیں ملتی جو تلخی یا مناظرانہ انداز کی حامل ہو) ایک نامور اور انتہائی منکسر المزاج درویش عالم نے اپنے ایک نامور معاصر عالم کے ایک خیال کا رد نہایت عالمانہ انداز، محتاط انداز اور مثبت انداز میں قلمبند کیا ہے۔

شاہ فخر الدینؒ کے انکسار، علم اور رُوحانی برگزیدگی سے واقف ہونے کے لئے اُن کے حالات اور اصلاحی کارناموں کا مطالعہ ضروری ہے۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی (مرحوم) نے "تاریخ مشائخ چشت" میں شاہ صاحبؒ کے حالات، سیرت اور کارناموں کو تفصیل اور تاریخی حوالوں کے ساتھ قلمبند کیا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ "گزشتہ صدی کے ایک مشہور عالم مولانا احسن الزماں حیدرآبادی نے "قول المستحسن فی شرح فخر الحسن" کے نام سے عربی میں اس کتاب کی مفصل شرح مرتب کی تھی"۔ نظامی صاحب نے مناقبِ فخریہ کے حوالے سے یہ بھی لکھا ہے کہ شاہ ولی اللہؒ کے صاحبزادے شاہ رفیع الدینؒ نے جو عالم متبحر تھے اور ترجمہ قرآن مجید کی وجہ سے مشہور ہیں۔ فخر الحسن کا جواب لکھنا چاہا تھا لیکن نہ لکھ سکے۔ برادرم ڈاکٹر محمد مظہر بقا صاحب

نے مولانا احسن الزّماں کے حوالے سے یہ لکھا ہے کہ "رسالہ فخر الحسن" شاہ ولی اللہؒ کی حیات ہی میں مکمل ہوگیا تھا شاہ صاحبؒ نے اس کا مطالعہ بھی کیا تھا لیکن آپ اس زمانے میں بیمار تھے اور کچھ عرصہ بعد ہی آپکا وصال ہوگیا۔

ایک اور نامور عالِم مولوی عبدُالعلی بحرالعلومؒ نے "فخر الحسن" کو دیکھ کر یہ کہا تھا کہ "حسنِ اعتقاد" کے ساتھ ہم جانتے ہیں کہ جو کچھ بزرگوں نے لکھا ہے حق ہے لیکن یہ تحقیق جو مولانا نے کی ہے ہمیں معلوم نہ تھی"۔ یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ شاہ وَلی اللہؒ کے موقف کی تائید میں اُن کے لائق صاحبزادے شاہ عبدُالعزیزؒ کے اس بیان کہ "حضرت خواجہ حسن بصریؒ کی ملاقات حضرت علیؓ سے بہ اعتبارِ تاریخ ثابت نہیں"۔ کے علاوہ اور کوئی تائید مزید نہیں ملتی۔ لیکن شاہ فخر الدّینؒ کا بیان اتنا مدلّل، واضح، مثبت، محدّثوں اور تاریخ کے حوالوں سے مملو ہے کہ اس کی تائید ہر شخص نے کی اور فخر الحسن کو ایک اہم علمی دستاویز کی حیثیت سے بڑی مقبولیت اور اعتبار حاصل ہوا۔

شاہ فخر الدّینؒ کا یہ رسالہ "فخر الحسن" متعدد بار شائع ہوا ہے۔ عربی مَتن اور اُردو ترجمہ محترم بزرگ پروفیسر افتخار احمد چشتی نے شائع کیا ہے، جو ہر اعتبار سے قابلِ قدر ہے۔

فخر الحسن کی اہمیت اور مقبولیت کے پیشِ نظر ممتاز چشتی بزرگ اور عالِم عزیز الاولیاء خواجہ حافظ سیّد محمّد یوسف علی عزیز جے پُوریؒ نے بھی اسے اردو کا جامہ پہنایا تھا۔ عزیز الاولیاءؒ شاہ فخر الدّینؒ کے سلسلہ سے نسبت رکھتے تھے شاہ فخر الدینؒ کے ایک ممتاز اور اہم جانشین حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کی ذاتِ والا صِفات سے ملک کے شمالی علاقوں میں سلسلۂ چشت کا احیاء ہوا اور شاہ محمّد سلیمان تونسویؒ کے حُسنِ توسط سے اس کی تکمیل ہوئی۔ شاہ محمّد سُلیمان تونسویؒ

نے خرقۂ خلافت اپنے نبیرے شاہ اللہ بخش تونسویؒ کو عطا فرمایا تھا۔ عزیز الاولیاءؒ شاہ اللہ بخشؒ سے بیعت تھے اور اس نسبت سے سلیمانی مشہور تھے۔

حضرت عزیز الاولیاءؒ دودھیال کی طرف سے جعفری سیّد اور ننھیال کی جانب سے حسنی سادات سے تعلق رکھتے تھے۔ والد ماجد کا اسمِ گرامی سیّد افضل علی سیف زباں تھا۔ عزیز الاولیاءؒ کی ولادت کا شرف سرزمینِ محمد آباد (ٹونک) کو حاصل ہوا جو اہلِ دل اور اہلِ علم کے مرکز کی حیثیت سے مشہور ہے۔ وسطِ رجب ۱۳۰۶ھ مطابق ۱۴ر مارچ ۱۸۸۹ء کو آپ کی ولادت ہوئی۔ عزیز الاولیاءؒ کی پرورش، تربیت اور نگہداشت اُن کے محترم خالو محمد فیاض خاں صوبیدار توپ خانہ ریاست جے پور نے کی تھی۔ جے پور اور ٹونک میں تعلیم حاصل کی۔ نامور اور شفیق اساتذہ کا سایۂ عاطفت میسّر آیا۔ عزیز الاولیاءؒ نے علم کا سفر بڑی تیزی سے طے کیا اور خواجہ اللہ بخش تونسویؒ کی بیعت سے روحانی برگزیدگی کا سفر بھی آسان ہو گیا۔

حضرت عزیز الاولیاءؒ علمی اعتبار سے عدیم النظیر بزرگ تھے۔ آپ نے ریاست جے پور کے محافظ خانے کی تنقیح میں عہدِ مغلیہ کی ہزاروں دستاویزوں کا مطالعہ کیا اور انھیں مرتّب کیا۔ داشت و تلف کا کام سرانجام دیا۔ اس تنقیح و ترتیب کی وجہ سے آپ کی نظر تاریخ کے اُن گوشوں پر بھی پہنچی جو بالعموم مؤرخوں کی نگاہوں سے اوجھل رہے ہیں۔ اس مطالعے کا ماحصل اورنگ زیب عالمگیرؒ کی شخصیت اور عہد کا وہ جائزہ ہے جس کی مورخانہ عظمت اور اندازِ تحقیق کو بڑے بڑے مؤرخوں نے سراہا ہے۔

حضرت عزیز الاولیاءؒ کثیر التصانیف بزرگ تھے۔ مختلف موضوعات پر ستّر سے زیادہ کتابیں شائع ہو چکی ہیں جو اپنی ادبیت، اہمیت اور افادیت کی

وجہ سے مقبولِ خاص وعام ہوئیں۔ اسلامیات، ادب اور تاریخ آپ کے خاص موضوع تھے، ان موضوعات میں آپ کا علمی تبحر اور کمال بہت واضح ہے۔

حضرت عزیز الاولیاءؒ کو شاعری سے بھی شغف تھا۔ آگاہ دہلوی سے شرفِ تلمذ حاصل تھا جو مرزا غالب کے ارشد تلامذہ میں تھے۔ حضرت عزیز الاولیاءؒ جب پہلے پہل حضرتِ آگاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے کوئی شعر سنانے کی فرمائش کی۔ حضرت عزیز الاولیاءؒ نے مطلع پیش کیا ؂

عشق حبیب خدا بخش دے اتنا کمال
دُور رہوں تو اویسؓ پاس رہوں تو بلالؓ

شعر سُن کر استاد نے بے ساختہ کہا "شاگرد آیا ہے یا اُستاد"۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ حضرت عزیز الاولیاءؒ فنِ شعر میں با کمال حیثیت کے حامل تھے۔ شیوا بیانی، معنی آفرینی، بلند خیالی، پاکیزہ اسلوب، لطافت اور ندرت آپ کے کلام کے جوہر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے زبان میں تاثیر عطا فرمائی تھی اور تقریر اتنی دل پذیر ہوتی تھی کہ سننے والے محو ہو جاتے تھے۔ چنانچہ آپ نے ملک کے مختلف شہروں میں ایسی ایمان افروز تقریریں فرمائیں جو بہت مقبول ہوئیں اور سننے والے ان سے بہت متاثر ہوئے۔

حضرت عزیز الاولیاءؒ ان تمام اوصافِ ظاہری کے ساتھ باطنی نعمتوں سے بھی سرفراز تھے۔ ساری زندگی خلقِ خدا کو فیض پہنچاتے رہے، ہدایت و رہنمائی فرماتے رہے۔ وعظ، تلقین، گفتار، کردار سب میں اس غضب کی کشش تھی کہ جو آتا گرویدہ ہو جاتا۔ جے پور میں حضرتؒ نے مولانا ضیاء الدین فخریؒ کی مسجد میں پچپن ۵۵ برس امامت کے فرائض انجام دئے اور لاکھوں طالبانِ معرفت کی رہ نمائی

کی۔ کراچی میں آپ کا قیام لاء کالج کے قریب گلزار مسجد میں رہا جو آپ کی پاکیزہ شخصیت کی وجہ سے سچ مچ گلزار بن گئی تھی۔ جے پور کی طرح کراچی میں بھی آپ کی ذاتِ گرامی علم و عرفان کے ایک بڑے مرکز کی حیثیت رکھتی تھی۔ ۷، ذیقعدہ ۱۳۹۵ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ اس تاریخ کو حضرتؒ کا عرس ادب واحترام سے جگرِ عزیز سید صداقت علی سجادہ نشینِ اوّل کے اہتمام میں ہوتا ہے۔

حضرت عزیزالاولیاءؒ صاحبِ دل درویش اور عالم فاضل تھے اس لئے فخر الحسن کے ترجمے میں بھی علم و فضل کا نمایاں ہونا لازمی ہے۔ (میرا یہ منصب نہیں کہ میں اس ترجمے کی خوبیوں کی وضاحت کروں۔ میں نے اپنی اس مجبوری کا اظہار جگرِ عزیز سید صداقت علی صاحب سے کردیا تھا لیکن انھوں نے میرا عذر تسلیم نہیں کیا لہٰذا مجھے یہ تعارف سپردِ قلم کرنا پڑا) ویسے میں سید صاحب کی ہمت، حوصلہ اور ذوق شوق کی داد دیتا ہوں۔ انھوں نے حضرت عزیزالاولیاءؒ کی بعض کتابوں کو بڑے اہتمام سے شائع کیا ہے اور فخر الحسن کی اشاعت میں بھی صحت اور ذوقِ جمال کو پوری طرح ملحوظِ خاطر رکھا ہے۔ میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں اور زیادہ حوصلہ عطا فرمائے تاکہ وہ حضرت عزیزالاولیاءؒ کے اذکار و تعلیمات کو وسیع پیمانے پر شائع کرسکیں۔ اولیائے کرام کے پیغام اور تعلیمات کو عام کرنے کی جتنی ضرورت اس وقت ہے، شاید ایسی ضرورت پہلے کبھی نہیں تھی۔ ناظرین بھی جگرِ عزیز سید صداقت علی صاحب کی کوششوں کو مشکور فرمائیں کہ انھی کوششوں سے صلاح و فلاح کی نئی راہیں نکلتی ہیں۔

الله محمد

# ایک قیمتی تحقیقی کارنامہ

## سید رفیق عزیزی یوسفی تاجی

**اسلام** (دینِ محمدی) نے مسلمانوں کے لئے اصلاحِ اعمال، اصلاحِ اذہان، اصلاحِ افکار کی دینی اور دنیاوی تربیتِ کاملہ کیلئے فرداً فرداً دو (۲) جہتیں مقرر فرمادی ہیں۔ اولاً تربیت ظاہری، ثانیاً تربیتِ باطنی۔

**تربیتِ ظاہری۔** اہلِ اسلام کے رہن سہن، اُن کی معاشرتی زندگی اور اُن کے کام کاج کی حدود سے متعلق ہے اور ربّ العالمین نے رحمۃ للعٰلمین سے اُس کی حدود قائم کرادی ہیں۔ اس ترتیب کا مقصد یہ ہے کہ جن اُمور کا حکم دیا گیا ہے انھیں بتمام وکمال اُن کی تمام تر جزئیات کے ساتھ انجام دیا جائے اور جن امُور سے روک دیا گیا ہے، انھیں کبھی نہ کیا جائے۔ چنانچہ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اِس ظاہری تربیت کے ہی نام ہیں۔ سچ بولنا، غیبت نہ کرنا، امانت داری، ناجائز منافع خوری نہ کرنا، مال کو مہنگائی پیدا کرنے کیلئے گوداموں میں ذخیرہ نہ کیا جائے۔ پورا تولا، پورا ناپا جائے۔ ظالم کا ساتھ نہ دیا جائے، سچی گواہی کو نہ چھپایا جائے، نشہ نہ کیا جائے، جنسی بے راہ روی اور فواحش سے مکمل اجتناب کیا جائے۔ پڑوسیوں سے خوشگوار مراسم رکھے جائیں (وغیرہم) دراصل یہ وہ ظاہری طرزِ حیات ہے، جو ہماری کھلی ڈُلی زندگی سے وابستہ ہیں۔ یہ وہ امور ہیں جن کی تفصیلات قانونِ شریعت سے ملتی ہیں۔ قانونِ شریعت میں تصریف وتحریف کی گنجائش نہیں ہے اور بزعمِ خویش کوئی مدعی اجتہاد ان حدود کو پار کرنے کی جسارت

اگر کرے تو شرعاً مستوجبِ تعزیر قرار پائے گا۔

تربیتِ ظاہری کے بعد، باطنی تربیت کا مرحلہ آتا ہے یہاں نفس کا تذکیہ اور تصفیہ ہوتا ہے اور اس تزکیہ اور تصفیہ کے لیے دل و دماغ، فکر و خیال، اور خواہشات کو پاک رکھ کر، اخلاقی پاکیزگی پیدا کرنا اور اُسے اختیار کیے رکھنے پر زندگی استوار کی جاتی ہے۔ اسی ظاہری اور باطنی تربیت کو "تصوف" کہا گیا ہے اس مسلک پر زندگی کو مُرتب کر لینے والے افراد "صوفی" کہلاتے ہیں۔ بتایا یہی گیا ہے کہ صُوفی وہی ہوتا ہے جو اپنے دل و دماغ، اپنی فہم و فکر، اپنی خواہشوں اور تمناؤں، اپنے ارادوں کو نفسانی گندگیوں اور جسمانی وظائف کے ناجائز حیوانی جذبوں سے خالی کر لے، اس ساری کیفیت کی تعریف تزکیۂ باطنی سے کی گئی ہے اور اسی ظاہری اور باطنی تربیت کو اصطلاحاً طریقت کہا گیا ہے۔

تصوف اور طریقت کے خلاف دشمنانِ دینِ محمدیؐ ہمیشہ صف آرا رہے ہیں اور دین کا چُغہ پہنے ہوئے بکثرت دشمنانِ دین، اپنے منصوبے اور اس کے عواقب و اثرات سے بخوبی واقف ہیں کہ اہلِ اسلام کو پوری طرح تباہ و برباد کر دینے کے لیے سب سے بڑا حربہ، طریقت بے شریعت کی ایجاد ہے، جسے رائج کر دیا جائے تو دینِ اسلام ختم ہو سکتا ہے اور اندازِ فکر ایسا ہی ہے جیسے طریقت بے شریعت محض اور محض مسخروں کی دکانداری ہے۔

طریقت کے وہ تمام منکرین، جو خود کو پابندِ شریعت ظاہر کرتے ہیں، اُن کو شاید معلوم نہیں ہے کہ شریعت کی پابندی کو مستحکم اور عامۃُ النّاس کے لیے مفید بنانے کے حق میں اس وقت تک کچھ نہیں کیا جا سکتا جب تک اس سے فضائلِ اخلاقِ عالیہ اور خیرِ تمام کے ثمرات حاصل نہ کیے جا سکیں۔

حضرت مولٰنا الحاج الحافظ سیّد محمد یُوسف علی عزیز جے پوری علیہ الرحمۃ

نے پوری زندگی فقرِ محمدیؐ میں آراستہ رہ کر گزاری۔ حافظ صاحب قبلہ شریعت وطریقت کا مجسّم نمونہ تھے، علم وعمل کا پیکر تھے۔ اخلاقِ محمدیؐ میں رنگے ہوئے تھے۔ صاحبِ نسبت اور صاحبِ مجاز بزرگ تھے۔ انھوں نے اپنے زہد واتّقا اور توکّل کو علائقِ عالم کی آلودگی سے بچائے رکھا۔ دنیا سے انھوں نے جتنا علم حاصل کیا تھا اُسے انھوں نے دُنیا کا قرض سمجھا اور وہ سارا قرضہ اپنی نثری اور منظوم مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تصانیف سے اُتار گئے۔ تمام اصنافِ سخن میں انھوں نے شاعری کی۔ بڑے بانکے انشاپرداز تھے۔ خوش نوا اور دلکش انداز کے مُقرّر تھے۔ مہذّب طنّاز بھی تھے۔ محتاط اور محنتی محقق تھے۔ مفسّرِ قرآن مجید تھے۔ عربی، فارسی، اُردو، سنسکرت، ہندی بھاشا اور راجستھانی بعض بولیوں پر دسترس رکھتے تھے۔ درویشانہ تواضع اُن کے مزاج کا حصّہ تھی۔ دل آزاری سے اُن کا دامنِ حیات پاک رہا۔ بزلہ سنجی اور شگفتہ مزاجی کے مالک تھے۔

حضرت حافظ صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ کی غیر مطبوعہ تصانیف کو اُن کے سپوت سب سے چھوٹے صاحبزادے عزیزم سیّد صداقت علی سلمہ اللّٰہ تعالیٰ نے (جو خود بھی شاعر ہیں اور جگر تخلّص کرتے ہیں) حافظ صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ کا مزارِ اقدس اور خانقاہ شریف بڑے حسنِ اہتمام سے تعمیر کرائی ہے۔ وہ حضرت کے پہلے سجّادہ نشین ہیں۔ صاحبِ تسخیرِ قلوب ہیں۔ تمکنت وتفاخر سے کوسوں دُور ہیں۔ فقیرانہ انکسار وتواضع بھی اپنے والد اور شیخ سے ورثہ میں پایا ہے۔ حفظِ مراتب کے امین ہیں۔ فراخ دل وفراخ حوصلہ ہونے کے ساتھ کشادہ دست اور چشتیہ عالی ہمّتی سے سرفراز ہیں۔ محبّت ان کا شیوہ ہے۔ حضرت حافظ سیّد محمد یوسف علی عزیز جے پوری نور اللّٰہ مرقدہٗ کی غیر مطبوعہ تصانیف کو اُن کے شایانِ شان شائع کر رہے ہیں۔ یہ بہت جان لیوا کام ہے۔ خصوصًا ایسی حالت

میں کہ طباعت و اشاعت کا اتنا بڑا کام کرنے والا نہ تو کوئی جاگیردار ہو نہ صنعت کار ہو، نہ تاجر ہو، نہ سرمایہ دار ہو لیکن میں دیکھ رہا ہوں اس عظیم خدمتِ دین زرِ کثیر صرف کرنے کے لیے بارگاہِ مُعطی جلّ جلالہٗ وعمّ نوالہٗ سے اُن پر فتوحات کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔ اُن کے اوقات میں بھی برکت عطا فرما دی گئی ہے۔

حافظ صاحب علیہ الرّحمۃ کے سجادہ نشینِ اوّل سیّد صداقت علی صاحب زاد اللہ اقبالہٗ کی ایک خوش بختی یہ بھی ہے کہ اُن کی سب سے بڑی ہمشیرہ عزیزہ سیّدہ عصمت عزیز صاحبہ ان کی علمی و ادبی مشیر ہیں۔ قبلہ حافظ صاحب اپنی ان صاحب زادی کو علمی نکات، زبان و بیان کی اونچ نیچ اور فارسی گھول کر پلا گئے ہیں۔ عصمت صاحبہ زود گو شاعرہ ہیں، اچھی انشا پرداز ہیں۔ طنزیہ اور مزاحیہ اصلاحی تحریریں، علی الخصوص خوب لکھتی ہیں اور چونکہ آج کل کی فیشن ایبل اور سوسائٹی "اپوا" لیڈی نہیں ہیں اس لیے اپنی کوئی لابی نہ ہونے کی وجہ سے گوشہ نشینی کی زندگی گزار رہی ہیں۔ وہ بچوں کی بہترین مُدرّسہ بھی ہیں ڈرگ روڈ مہاجر کالونی (جس کا نام محض سیاسی نفع اندوزی کی نیت سے "شاہ فیصل کالونی" رکھ دیا گیا ہے) میں پہلا اسکول (عصمت بوائز اینڈ گرلز پرائمری اسکول) قائم کیا تھا (جس کے قدیم طلباء میں سے نیشنل اسمبلی کے رُکن، متعدد بڑے بڑے افسران آج ریٹائرڈ زندگیاں بسر کر رہے ہیں) اور ان کا ایک بڑا علمی کارنامہ یہ بھی ہے کہ سندھی زبان جس کے قواعد کی کوئی کتاب نہیں تھی۔ انھوں نے سندھی قواعد مرتّب کی۔ (کاش ناشرین و تاجرانِ کتب ادھر متوجہ ہوئے ہوتے۔

حضرت شاہ فخری چشتی نظامی قدس سرہٗ کی تصنیف "فخرُ الحسن"

جو حضرت خواجہ حسن بصریؒ کی بلا فصل خلافتِ علی کرم اللہ وجہہ کے تاریخی ثبوت کے طور پر عربی زبان میں لکھی گئی تھی اس کا سہل و سلیس اردو میں ترجمہ حضرت حافظ سید محمد یوسف علی عزیز جے پوری نے کیا ہے جو قارئین کے ہاتھوں میں ہے اور تاریخی کتاب حوالہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

میری دعا ہے کہ پاکستان بھر کی لائبریریاں اور تحقیق و تفتیش کا ذوق رکھنے والے لوگ اس قیمتی کتاب کو اپنے ذخیرۂ کتب میں شامل کر لیں۔

آمین۔

# عرضِ حال

رسالہ "فخرالحسن" امام الائمہ عمدۃ الاصفیاء، سلطان العارفین، برہان العاشقین قطبِ زمانہ، عالمِ علمِ حقیقت، فخرالاوّلین والآخرین، عارف باللہ، شیخ المشائخ حضرت خواجہ محمد فخرالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وہ تصنیفِ لطیف ہے جس کا ڈھائی سو سالہ قدیم قلمی نسخے کا (جو عربی زبان میں ہے) ترجمہ اردو میں میرے باوا حضور حضرت قبلہ خواجہ حافظ سید محمد یوسف علی عزیز جے پوری المعروف عزیز الاولیاء سلیمانی علیہ الرحمہ کے کتب خانہ میں "حدیثِ حسن" کے نام سے محفوظ تھا۔ (رسالہ فخرالحسن کا یہ اردو ترجمہ کم از کم چالیس سال پہلے حضرت قبلہ باوا حضورؒ نے فرمالیا تھا) لیکن حضرت قبلہ کی دینی، علمی، ادبی، تحقیقی اور دیگر گوناگوں مصروفیات کے علاوہ برِکوچک ہندوستان کی تقسیم کی وجہ سے اس کی اشاعت ممکن نہ ہوسکی۔

کچھ عرصہ قبل مجھے تونسہ شریف حاضری کا شرف مِلا تو خلیفہ رحیم بخش سلیمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آستانۂ عالیہ پر حسبِ معمول قیام کی سعادت نصیب ہوئی۔ وہیں خلیفہ صاحب نے مجھے وہ ترجمہ والا نسخہ عنایت فرمایا جس کا انتظام پروفیسر افتخار احمد چشتی صاحب نے خواجۂ دلنواز حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم پر کیا تھا۔

اسی عرصے میں حضرت قبلہ وکعبہ خواجہ عزیز الاولیاء سلیمانیؒ کے مریدِ صادق محترم عقیل احمد عزیزی سلیمانی صاحب امریکہ سے تشریف لائے تو دورانِ گفتگو یہ ذکر نکلا کہ باوا حضورؒ نے بھی تو اپنی ایک تقریر میں رسالہ فخرالحسن کا ذکر فرمایا ہے۔ اسی وقت میرے ذہن میں یہ خیال گونجنے لگا کہ ربّ العالمین نے کُنْ فرما کر یہ فیصلہ فرما دیا کہ

جَب کسی کام کا وقت آئے گا (جو میرے ذاتی علم میں ہے) تو فَیَکُوْن کا عمل ہو جائے گا۔ یہ خیال گو بجتے ہی پردۂ ذہن پر یہ اشعار بلیغ مفہوم ابھر آئے۔

چراغ جس نے بنایا، ہزاروں شُکر اُس کے
پھر اسمیں تیل بھرا جس نے اس پہ لاکھوں سلام
جو بتی ڈال کے یہ کہہ گئے، میں اُن پہ نثار،
کہ "اب جلا کے کرے کوئی روشن اپنا نام

یہی وہ وقتِ سعید تھا کہ مجھے یوں محسوس ہوا کہ فَیَکُوْن کا وقت آگیا ہے۔
قارئین کی دلچسپی کیلیے صوت سَرمدی ۱؎ (تقریرِ مبارکہ کا کیسٹ) سے حضرت خواجہ عزیزالاولیاءؒ کی زبانِ مُبارک سے ادا ہونے والے الفاظ من وعن پیشِ نظر ہیں۔
(کتابچہ صوتِ سَرمدی صفحہ ۳۶)

"دیکھو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے ایک کتاب میں لکھا ہے جس کا نام ہے "قولِ جمیل"۔ اوّل تو وہ محدّث ہیں، دوسرے نقشبندی ہیں۔ انھوں نے حضرت حسن بصریؒ کو "صغیر سن" (کم عمر) لکھا ہے، حدیث کی سَند میں نہ کہ فقیری کے معاملے میں۔ لیکن اس وقت جو شیخ الحدیث تھے وہ تھے مولانا محمد فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ اُن سے لوگوں نے کہا کہ یہ فتنہ کھڑا ہو گا۔ شاہ صاحب نے توزعم میں لکھ دیا۔ آپ اُن کے ہمعصر ہیں تو یہ فتنہ اتنا پھیلے گا کہ حدیث سے گزر کر فقرِ محمدیؐ تک جائے گا، آپ اس کی نسبت کچھ لکھ دیجیے۔ تو آپ (حضرت فخر علیہ الرحمہ) نے رسالہ فخر الحسن لکھا، بڑی پیاری عربی ہے اس کی۔ میرے پاس قلمی نسخہ موجود ہے اور میرے پیر خانے (تونسہ شریف) میں بھی موجود ہے (خواجہ عزیزالاولیاءؒ پیر پٹھان حضرت خواجہ حافظ شاہ محمد سُلیمان تونسویؒ کے بنیرہ (پوتے) حضرت خواجہ اللہ بخش تونسویؒ کے دستِ حق پرست پر داخلِ سلسلہ

سلیمانیہ ہیں) رسالہ فخر الحسن میں سے نقل کر کے قلمی لوگوں (آستانوں) میں پہنچی۔ میں چاہتا تھا کہ وہ چھپ بھی جاتا، لیکن میں نے آپ لوگوں کو دیکھا کہ آپ اپنی ضروری معمولی چیزیں بھی لینے کے قابل نہیں ہیں۔ مہنگائی بہت ہے تن ڈھکے یا پیٹ بھرے، کیا کرے آدمی۔ تو میں نے اُسے رکھ دیا ہے۔

رسالہ "فخر الحسن" حضرت مولانا محمد فخر الدین دہلویؒ نے اس گمان کی تردید میں لکھا ہے جو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بارہویں صدی ہجری میں اپنے ایک رسالے "اَلْاِنْتِبَاہُ فِیْ سَلَاسِلِ اَوْلِیَاءَ اللّٰہ" میں خیال ظاہر کیا تھا کہ چشتیہ سلسلہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے ذریعے امیر المومنین حضرت علیؓ تک نہیں پہنچتا۔

مذکورہ تسامح یا اشکال کی اصلاح اور حقائق کو غلط سمت میں جانے سے روکنے کیلیے رسالہ فخر الحسن لکھا گیا جو بہت مقبول ہوا اور تمام علماء و مشائخ نے اس میں درج حقائق و دلائل کو سراہا۔ یہ پوری کتاب چونکہ عربی میں تصنیف کی گئی ہے لہٰذا ضرورت محسوس کی گئی کہ اس کا اُردوئے معلّیٰ میں بھی ترجمہ کیا جائے تاکہ وابستگانِ سلسلۂ چشت اہلِ بہشت کے علاوہ اہلِ علم حلقے اس احسانِ عظیم سے اچھی طرح آگاہ ہوسکیں (اور ریکارڈ غلط نہ ہو جائے)

فخر الحسن کے تراجم مختلف زبانوں اور مختلف ادوار میں یقیناً ہوتے رہے ہونگے لیکن ترجمہ کرنا دراصل ایک بے انتہا مشکل فن ہے جس کے لئے زبانوں پر مکمل دسترس کے ساتھ ساتھ متنِ مضمون اور اس کے سیاق و سباق سے بھی صحیح صحیح واقفیت بیحد ضروری ہے اس کے علاوہ ترجمہ میں مُصنّف کے اصل منشاء کو مدِ نظر رکھنا اور روحِ الفاظ سے مقصد کشید کرنا ہی مترجم کا اصل جوہر ہوا کرتا ہے پھر جہاں معاملہ دینی امور کا ہو تو وہاں یہ ذمہ داریاں اور بھی بڑھ جاتی ہیں۔ ترجمہ میں

---

تاریخ مشائخ چشت صـ ۶۸۲ حضرت خواجہ حافظ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کے مرید و خلیفہ محمد علی خیر آبادیؒ کے مرید و خلیفہ مولانا احسن الزماں صاحب جید عالم اور بڑے پائے کے محدث نے "رسالہ فخر الحسن" کی ضخیم شرح عربی زبان میں "القول المستحسن فی شرح فخر الحسن" کے نام سے لکھی ہے۔

معمولی سا سہو بڑے بڑے فتنے جگا سکتا ہے۔ (فی زمانہ ہم دیکھ ہی رہے ہیں کہ قرآن پاک کے کتنے تراجم دستیاب ہیں اور ان میں علماء کرام نے اپنے اپنے ایجاد کردہ خیالات کے کیا کیا کمالات دکھائے ہیں جو اہلِ اسلام میں افتراق پھیلانے کا سبب بنے ہیں)

"عِلم" کسی فرد، فرقے، دارُالعُلوم یا قوم کی میراث نہیں ہوتا۔ اس کے حصُول کیلیے عارفینِ حق، اولیاءُ اللہ کے سرچشمۂ علم سے وابستگی ضروری ہوا کرتی ہے۔ علاوہ ازیں علمِ حقیقی کے حصُول کی جتنی تڑپ اور لگن ہو اسی کے بقدر اسے دولتِ علم سے اُسے نواز دیا جاتا ہے اور جب وہ ایسے درجے میں پہنچ جاتا ہے جہاں حجابات اٹھا دیئے جاتے ہیں تو فقرِ محمدیؐ کی خلعتِ فاخرہ اسے عطا کر دی جاتی ہے۔ ایسے فقیر کے لیے ہی حضرت قبلہ باوا حضُور فرماتے ہیں ؎

"فقیر جب تک آنکھوں سے نہ دیکھ لے لکھتا نہیں ہے!"

زیرِ نظر کتاب "حدیثِ حسن" ایسا ہی ترجمہ ہے جس میں عبارت سے اصل منشا اور الفاظ سے اس کی روح کشید کر کے قاری کو ایسی شائستگی سے سمجھایا گیا ہے کہ کہیں ابہام یا تشنگی کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا مثلاً میں نے ایک ترجمہ میں پڑھا کہ "حضرت علی کرم اللہ وجہہُ الکریم حضرت اُمِّ سلمہؓ کے ہاں آیا جایا کرتے تھے۔" اس ترجمہ میں کتنے ابہام ہیں ذرا سا غور کرنے پر قاری کے ذہن میں پہلے تو یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ کیوں آیا جایا کرتے تھے؟ ملحدین و مستشرقین تو اس بے وجہ آمد و رفت پر کیا کچھ اعتراضات نہ گھڑ سکتے ہیں۔ اب ایک فقیر کے علم کی کرامت دیکھیئے جس نے صرف ایک لفظ کے اضافے سے عبارت میں جو حسن پیدا کیا ہے اور جملہ کو جس خوبصُورتی سے مکمل کیا ہے وہ بے مثل و بے نظیر ہے۔ آپؒ لکھتے ہیں کہ۔

"حضرت علی کرم اللہ وجہہُ الکریم حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں بہ نیّتِ زیارت آیا جایا کرتے تھے۔" یہ ہے فقر کا علم جو پراگندہ ذہنوں کو صاف اور

تشنہ لبوں کو آبِ حیات سے ایسی تراوٹ دیتے ہیں کہ پھر وہ کہیں بھٹک نہیں پاتا۔
یہ کتاب وقت کی اہم ضرورت تھی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور شیخ نے اپنے کرم سے مجھ بندۂ ناچیز سے پوری کرالی۔ امید ہے کہ زیادہ سے زیادہ علمائے کرام اور مشائخ عظام اور دیگر اہلِ علم حضرات اس سے استفادہ کریں گے۔
پوری کتاب "رسالہ فخر الحسن" کا لبِ لباب یہ ہے کہ کچھ لوگ معترض ہیں کہ سلسلۂ تصوف میں حضرت علیؓ کے بعد خواجہ حسن بصریؓ کا جو نام لیا جاتا ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ خواجہ حسن بصریؓ، صحابہ کرامؓ کے زمانے میں کم عمر تھے۔ انھوں نے صحابہ کو دیکھا اور سنا ہے اور ان کا سلسلہ حضرت علی سے ملتا ہے۔ اسی بحث میں پوری کتاب ہیں علماء نے اپنا اپنا زورِ بیان صرف کیا ہے۔ فی الحقیقت تمام سلسلے آخر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم تک پہنچتے ہیں۔
خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلی صدی ہجری کی ایک ایسی ممتاز شخصیت ہیں جنھیں اصحابِ رسول کریم رضوان اللہ تعالیٰ کے بعد اعلیٰ ترین روحانی تربیتی ماحول میسر آیا اور زمان و مکان دونوں لحاظ سے آپکو نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا قرب ملا نیز اُمّ المؤمنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں آپ پروان چڑھے۔ یہ ایسا منفرد اعزاز ہے جو کسی اور صحابی کے حصے میں نہیں آیا۔ اصحابِ صفہؓ، اصحابِ بدرؓ، اصحابِ احزابؓ جیسی بزرگ ہستیوں کی رفاقت میں نمازِ پنجگانہ ادا کیں اور ان کے قُرب سے فیضیاب ہوئے۔ (اقتباس رسالہ فخر الحسن)
آپ کے تذکرہ نگاروں نے تسلیم کیا ہے کہ آپؓ کے ہاں اسلام اپنی اصلی اور سچی حالت میں تھا۔ شیخ علی بن عثمان ہجویریؒ نے آپؓ کا ذکر امامِ عصر اور فریدِ دہر جیسے القابات سے کیا ہے۔

(ملاحظہ ہو کشف المحجوب)

# مُختصر تعارف

فخرُ الاوّلین والآخرین مُحبُّ النبیؐ

## حضرت مولٰنا محمدؐ فخر الدین اورنگ آبادی ثُمّ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ، اِمام الائمہ، عُمدۃ المحققین، سلطانُ العارفین، بُرہانُ العاشقین، قطب زمانہ، محبُ النبیؐ، حضرت مولٰنا نے محمدؐ نام اور فخر الدینؒ لقب پایا۔ سنہ ۱۱۲۶ھ مُطابق ۱۷۱۴ء میں بمقام اورنگ آباد (انڈیا) پیدا ہوئے تو دادا شیخ باقی باللہ حضرت مولانا شیخ اجل شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا کُرتہ بھجوایا۔ جملہ علومِ ظاہری و باطنی میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ آپؒ مرید و مجاز اپنے والد ماجد نظام الاولیاء، امامُ الاصفیاء، خواجۂ خواجگان حضرت مولٰنا شاہ نظام الدین اورنگ آبادی کے ہیں جو حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی[1] رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہیں جبکہ والدہ ماجدہ کا سلسلۂ نسب حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو درازؒ سے جا ملتا ہے۔

خواجہ فخرؒ کے چار بھائی اور ایک بہن تھیں۔ ایک بھائی حقیقی اور تین سوتیلے[2] تھے۔ بڑے بھائی خواجہ کامگار خان کے مُرید تھے، باقی تینوں بھائی شاہ فخرؒ سے بیعت تھے۔[3] (کراچی میں آپ کی اولاد گرامی نام نامی حضرت قبلہ خواجہ نظام الدین فخری دامت برکاتہٗ جو آپ کی ساتویں پشت سے ہیں جلوہ افروز ہیں۔)

---

۱۔ تکملہ سیر الاولیاء، صفحہ نمبر ۹۴ ، ۲۔ تاریخ مشائخ چشت، صفحہ نمبر ۴۶۲ (از خلیق احمد نظامی)

۳۔ تاریخ مشائخ چشت صفحہ ۴۶۳

پانچ سال کی عمرِ معصومانہ میں حضرت سیّد المرسلین، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ ۱۶ برس کی عمر شریف ہوئی تو تمام مراحل کی تکمیل کر چکے تھے۔ لہٰذا پدر بزرگوار مُرشدِ پاک حضرت شاہ نظام الدینؒ نے باطن کی نعمت بھی سپرد فرمادی اور واصل بحق ہوئے۔

والد بزرگوار شاہ نظام الدین کے وصال کے بعد سے آپؒ نے ریاضت اور مجاہدہ میں اور زیادہ وقت صرف کرنا شروع کر دیا اور اس قدر گوشہ نشینی اختیار کرلی کہ قریب ترین اصحاب بھی آپ کے حال سے ناواقف تھے۔ دراصل مولانا فخر الدین قدس سرہٗ سپاہیانہ وضع میں اپنا حال چھُپانا چاہتے تھے لیکن دادا شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی (شیخِ اجلؒ) نے صاف صاف فرمادیا تھا کہ "شاہ جہاں آباد را بہ نُورِ ہدایت مُنوّر خواہد کرد"۔ (شاہ جہاں آباد کو یہ اپنے نورِ ہدایت سے روشن کرے گا)

ریاضات و مجاہدات کے ساتھ ساتھ تین سال تک فوج میں اعلیٰ عہدہ پر فرائض منصبی بحُسن و خوبی ادا کئے حتیٰ کہ آپکی کرامات اور بزرگی کا شہرہ چہار سُو پھیل گیا اور سارا بہند آپ کے سپرد کر دیا گیا۔ ۱۱۶۰ھ میں دہلی میں قدم رنجہ فرمایا۔

آپ کی ذاتِ بابرکات 'ایۃٌ مِنْ اٰیاتِ اللہِ' ہے۔ شیخِ اجلؒ کے علاوہ حضرت قطبُ الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ نے بھی خاص کرم کی نگاہ رکھی۔ دِلّی میں آپ شیخ الحدیث اور شیخ الوقت معروف تھے۔ آپؒ نے سلسلۂ چشت اہلِ بہشت کی بڑکو چک ہند میں نئے سِرے سے تنظیم فرمائی۔ جگہ جگہ خاندانِ چشت کی گدّیاں قائم کیں۔ دِلّی میں مولانا لعل محمدؒ، بریلی میں مولانا شاہ نیاز احمدؒ، جے پور میں شاہ ولایت مولٰنا محمد حسین ضیاء الدینؒ، جودھ پور میں شاہ ولایت مولانا مسیح اللہؒ اور پنجاب میں خلیفۂ اعظم مولٰنا حافظ

---

۱۔ مناقب فخریہ صفحہ ۶ ۲۔ مناقب فخریہ صفحہ ۱۱ ۳۔ تاریخ مشائخ چشت صفحہ ۵۱۴

نور محمد مہاروی قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ جیسے حضرات کو مامور فرمایا۔ ان کے علاوہ بھی آپ کے خلفاء مریدین و معتقدین اور نام لیواؤں کی کثیر تعداد دنیا بھر میں پھیلی ہوئی ہے۔

آپ کے عقیدت مندوں اور حلقہ بگوشوں میں علما، فقراء، اُمراء و غربا اور شاہ و گدا سب ہی شامل تھے۔ بادشاہِ ہند بہادر شاہ ظفر آپ کی خاک پا ہونے میں فخر محسوس کرتے ہوئے مدح خواں ہیں۔

مُریدِ قطب دیں ہوں، خاکِ پائے فخرِ دیں ہوں میں
اگرچہ شاہ ہوں، اُن کا غلامِ کم تریں ہوں میں
اُن ہی کے فیض سے ہے نام روشن میرا عالم میں
وگرنہ یوں تو بالکل روسیہ مثلِ نگیں ہوں میں
یہی عقدہ کُشا میرے، یہی ہیں رہنما میرے
سمجھتا ان کو اپنا حامیٔ دنیا و دیں ہوں میں
بہادر شاہ میرا نام ہے مشہور عالم میں
ولیکن اے ظفر ان کا گدائے رہ نشیں ہوں میں

حضرت خواجہ فخر نہایت اعلیٰ علمی و ادبی ذوق رکھتے تھے اور خاصہ وقت مطالعہ اور تحقیق و تالیف میں صرف فرماتے تھے۔ آپ نے تین کتابیں تالیف فرمائیں[1]۔

(۱) نظام العقائد (۲) رسالہ مرجیہ (۳) رسالہ فخر الحسن

تیسری کتاب "فخر الحسن" حضرت خواجہ فخر کی وہ معرکۃ الآرا تصنیف ہے جو آپ نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بیان کی تردید میں لکھی تھی۔ شاہ ولی اللہ نے

---

[1] ۔ تاریخ مشائخ چشت صفحہ نمبر ۴۷۷

اشتباہ میں یہ اعتراض کیا تھا کہ چشتیہ سلسلہ حضرت علیؓ تک متصل نہیں ہوتا کیونکہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ حضرت علیؓ کے زمانے میں بہت کم عمر تھے اور کم عمری میں اُن کو روحانی خلافت کس طرح مل سکتی تھی[1]۔

حضرت خواجہ فخرؒ نے اس کتاب کو لکھنے کے بعد اپنی مجلس میں جستہ جستہ سُنوایا تھا۔ مصنّف مناقبِ فخریہ نے فخر الحسن کا نام تجویز کیا جسے شاہ صاحبؒ نے نہایت خوشی اور بشاشت سے پسند فرمایا تھا[2]۔ آپ کی یہ تصنیف اس قدر مکمل اور مُدلّل ہے کہ اس کے بعد آج تک پھر کسی کو ایسا اعتراض کرنے کی جسارت نہ ہو سکی۔ البتہ مولانا شاہ رفیع الدین (ابن شاہ ولی اللہ) نے "فخر الحسن" کا جواب لکھنا چاہا لیکن ناکام رہے[3]۔

۲۷ جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ کو بمقام دہلی وصال فرمایا۔ تاریخ وصال خورشید دو جہانی ہے۔ آپکے مزارِ پُرانوار کے سرہانے یہ کتبہ لگا ہوا ہے[4]۔
۱۱۹۹ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ

بگذاشت فخرِ دیں چوں مہماں سرائے فانی
برآستانہ جا وداں قطبِ جاودانی
سال وصالِ آں ماہ از غیب چوں بجام
تاریخ گفت ہاتف خورشیدِ دو جہانی

---

۱۔ قول جمیل میں بھی شاہ ولی اللہ نے اس شبہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ آپکے صاحبزادے شاہ عبد العزیزؒ نے بھی حاشیہ قول الجمیل میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کی ملاقات حضرت علی سے باعتبار تاریخ ثابت نہیں۔

۲۔ مناقبِ فخریہ ص ۹۸-۹۷ ۳۔ مناقبِ حافظیہ ص ۲۰۷ ، ۴۔ تاریخ مشائخ چشت ص ۵۱۴

# تعارفِ مترجم

رسالہ "فخر الحسن" کے مترجم حضرت حافظ سید محمد یوسف علی عزیز
جے پوری اپنی ددھیال کی طرف سے سید جعفری اور ننھیال کی جانب سے حسنی
سادات ہیں۔ جناب کے پدرِ بزرگوار سید افضل علی شاہ سیفِ زباں ابنِ سید
جمال الدین سواتی خراسانی کا سلسلۂ نسب جناب صادق آلِ محمد علیہ السّلام سے
جا ملتا ہے۔ سرزمینِ محمد آباد (ٹونک، راجستھان) کے تقدس میں چار چاند لگے
جب وسطِ رجب ۱۳۰۶ھ پنجشنبہ بوقت صبح صادق مطابق ۱۴ مارچ ۱۸۸۹ء
شمعِ فروزندۂ مصطفےٰ، چشم و چراغِ خانوادۂ مرتضےٰ، نائبِ انبیاءؑ، نازشِ اولیاءؒ،
رشکِ اتقیاء، فخرِ اصفیا۔ ایمان صورت و اسلام سیرت، عارفِ حقیقت، جانِ کمالِ
تقریر، روحِ جمالِ تحریر، ادیبِ بے مثل، خطیبِ عدیل، علامۂ زماں، مجتہدِ دوراں،
شیخ الحدیث والتفسیر، یوسف ایہا الصدیق تعبیر، الحاج الحافظ سید محمد یوسف علی
خاں عزیز حق تمیز، المخاطب بہ عزیز الاولیاء سلیمانی، محققِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ
کی ذاتِ گرامی کی صورت میں قدرت نے ایک نعمتِ عظمےٰ اسے ودیعت فرمائی۔
تاریخ نے بتایا کہ یوسف علی فی الحقیقت منظورِ علی (۱۳۰۶ھ) ہے۔ ظاہری کفالت
دودھ بڑھتے ہی اپنے خالو محمد فیاض خاں بنیری یوسف زئی، صوبے دار توپخانہ
ریاست جے پور کی نصیب ہوئی۔ آپؒ نے ایک جگہ فرمایا ہے ؎

عزیز؟ اللہ کی قدرت ہے سیدِ جعفری ہو کر
بنے یوسف زئی کیسے، نہ ہم سمجھے نہ تم سمجھے

(یعنی یُوسف سیّد جعفری جب اپنے خالو فیاض خاں یوسف زئی کے سایۂ عاطفت میں آئے تو نام کے ساتھ خان بھی لگ گیا) نویں برس حفظِ قرآن مجید کی نعمت سے نوازے گئے۔

خالہ صاحب کے ساتھ ٹونک جانا ہوا۔ وہاں آپکی نانی بی بی رابعہ زمانیؒ کے بھائی محکمہ شرع شریف کے مفتیٔ اعظم علّامہ محمد عظیم خان سے دینیات کی تکمیل کی (مفتی صاحب حکیم برکات احمد علیہ الرحمہ اور والیٔ ریاست ٹونک نواب محمد ابراہیم علی خانؒ ہم سبق اور باہم دگر مخلص و ندیم تھے) اور مفتی صاحب کے والدِ ماجد کبیر الاولیاء حضرت مُلّا محمد وسیم خان ختک علیہ الرحمہ اخوند خاندان امیر خانی سے مستفیض رہے۔ حضرت خواجہ عزیز الاولیاؒ سلیمانیؒ کچھ عرصہ بعد جے پور تشریف لے آئے اور حبیبِ ذی العرش اور حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت اور اسی سلسلہ میں مجاز ہر چہار خاندان ہوئے۔

جبُ شعر گوئی شروع فرمائی اور اس کا سلسلہ بڑھا تو مرزا اسدُاللہ خاں غالبؔ کے شاگردِ رشید جناب سیّد احمد مرزا خاں آگاہ دہلوی سے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔ حضرت آگاہ دہلوی کے پاس جب پہلی مرتبہ پہنچے تو استاد نے کوئی شعر سنانے کی فرمائش کی۔ باوا حضورؒ نے جو شعر پڑھا وہ یہ تھا ؎

عشقِ حبیبِ خدا بخش دے اتنا کمال
دُور رہوں تو اویسؓ پاس رہوں تو بلالؓ

شعر سُنا تو بے ساختہ ارشاد ہوا کہ "شاگرد آیا ہے یا اُستاد!" (میرا خیال ہے کہ باوا حضورؒ یقیناً وہ پہلے صوفی شاعر ہیں جو شاگرد ہونے سے پہلے استاد کہلائے)

جگرِ عزیز سلیمانی

اُدبی خدمات کے حوالے سے بابائے اُردو مولوی عبدالحق صاحب نے خواجہ عزیزالاولیاءؒ کی پذیرائی کے طور پر فرمایا تھا کہ "لوگ مجھے بابائے اُردو کہتے ہیں اور یہ دادائے اُردو ہیں" اور یہ شعر بھی آپ کی شان میں کہا تھا۔

یہ اِک فرد ہے انجمن کی بَرابر
گُلِ تازہ ہے کُل چمن کی بَرابر

آپ نے تقریباً ستر(۷۰) سے زائد کتابیں تحریر فرمائیں جن میں اسلامیات، ادب اور تاریخ خاص موضوع رہے ہیں۔ (ان میں مبشراتِ حق آیات ۵۲ سورتوں کا ترجمہ)، معجز نما سیرت، ایمانِ عزیز، زندہ معجزہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منظور شدہ ہیں۔ تمام اصنافِ سخن میں طبع آزمائی فرمائی اور صاحبِ دیوان ہوئے۔

۱۹۵۷ء میں حج مبرور کیلیے حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ نماز پنجگانہ باجماعت، تہجد، اشراق، چاشت، اوابین، یومیہ ختم کلام اللہ شریف اور بکثرت درودِ پاک صفہ پر پڑھتے رہنے کی سعادت پائی۔ مدینہ منورہ میں استاذالاساتذہ حضرت مولانا عبدالغفور نقشبندی مجددی مہاجر پشاوری سے ملاقات اور نورٌ و بَشَرٌ پر سیر حاصل گفت گو کی۔ گولڑہ شریف والے سجادہ نشین بھی حرم نبویؐ میں ملے جن سے دُہری نسبت نکلی۔ اوّلاً تو پیر مہر علی شاہ سلیمانی قدس سرہٗ کے خلف الصدق، ثانیاً مولانا معین الدین اجمیری علیہ الرحمہ کے شاگردِ رشید۔ جبکہ مولانا معین الدین اجمیریؒ حضرت حکیم برکات احمد ٹونکی علیہ الرحمہ کے تلمیذ عزیز تھے۔ اور حکیم صاحب حضرت قبلہ عزیزالاولیاء سلیمانی کے نانا مفتی اعظم محمد عظیم خان (مرحوم ومغفور) کے خواجہ تاش تھے۔

جے پور میں حضرت مولانا ضیاء الدین فخری رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسے کی مسجد میں ۵۵ برس امامت و خطابت کا فریضہ (فی سبیل اللہ) ادا فرمایا۔

لکھنؤ، دکن، سورت، ہنڈورن سٹی، دار الخیر اجمیر شریف، دہلی، جودھپور، بیکانیر اور دیگر شہروں میں ربیع الاول شریف کی ایمان افروز تقاریر کیں۔ دہلی میں تو میاں صاحب (خواجہ عبد الصمد سلیمانیؒ) کی خاص دعوت پر تشریف لے جاتے تھے۔ یہیں پر حضرت خواجہ محمد حامد میاں سلیمانیؒ سے شرفِ باریابی پایا۔ خواجہ صاحبؒ نے میاں صاحبؒ سے فرمایا تھا کہ حافظ صاحب سے میلاد شریف کی ایک کتاب لکھوا کر تونسہ شریف روانہ کی جائے۔ حضرت خواجہ عزیز الاولیاءؒ نے حسبِ فرمائش کتاب میلاد شریف لکھی اور تونسہ شریف ارسال کر دی جسے بیحد پسند کیا گیا۔

سچ تو یہ ہے کہ ربّ العزت جس بندے سے جو کام لینا چاہے لے لیتا ہے جو قلم فخرِ جہاںؒ نے پیر پٹھان کو عنایت فرمایا تھا وہ آپؒ نے حضرت خواجہ عزیز الاولیاءؒ کو مرحمت فرما دیا۔ اب دیکھیے اُس قلم سے کیسا کام لیا۔ (قلم سے مراد حکم ہے)

حضرت خواجہ عزیز الاولیاءؒ فقر کے بارے میں فرماتے ہیں۔

”فقر ایسا گلشنِ بے خار ہے جس کی فضا بہارِ بے خزاں، جس میں قیام راحت بے رنج۔ اس قیام کی ابتدا حسنِ بندگی اور انتہا جمالِ لایزال اور عروجِ کمال لازوال ہے۔“

”رسالہ فخر الحسن“ کے حوالے سے حضرت خواجہ عزیز الاولیاء سلیمانیؒ نے اپنی تصنیف ”ہادیٔ برحق“ میں نہایت خوبصورت مضمون رقم فرمایا ہے (ص۲۷ تا ص۲۹) ملاحظہ ہو۔

”حکماء کا یہ قول کہ اعتراض بر بنائے جہالت ہوتا ہے ہمیشہ سچ ثابت ہوتا رہا ہے

اس کی تازہ ترمثال یہ ہے کہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ممدوح کے مرشد امیرالمؤمنین سیدنا علی ابنِ ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے ہونے کی تکذیب ذاکر نے برسرِ منبر بے ضرورت پڑھ دی اور ناواقفوں نے بے سبب سن لی حالانکہ آج سے قریب قریب ڈھائی سو برس پہلے شیخ الحدیث حضرت مولانا فخرالدین چشتی دہلوی قدس سرہٗ (المتوفی ۱۱۹۹ھ) نے آٹھ فصلوں میں "رسالہ فخرالحسن" لکھ کر اہلِ حدیث کے اس شبہ کو رفع فرمادیا تھا۔

واقعہ یہ ہے کہ خلافتِ فاروقی کے آٹھویں سال خواجہ ابوسعید حسن بصریؒ مدینہ طیبہ میں تولد ہوئے۔ اُن کے والد زید ابنِ ثابت رضی اللہ عنہ کاتبِ وحی ہیں اور والدہ اُمّ المومنین حضرت اُمِ سلمہؓ کی مولاۃ خیرالنساء ہیں۔ حضرت عثمان ذوالنورینؓ کی ابتداً میں سات سال کی عمر میں شامل رہے۔ حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی اقتداء بیعت اور قربِ خاص سے مستفیض و مشرف رہے۔ حضرت اُمِ سلمہؓ کی زیارت کو جب فاروقِ اعظمؓ آئے تو حسنؓ کی کیاست اور فہم سے خوش ہو کر دعا کی۔ "بارِ الٰہ توحسنؓ کو اپنے دین کا فقیہہ بنانا اور خاص و عام کی نگاہوں میں محبوب رکھنا۔" مزید برآں حضرت عمرؓ کا خُرمہ چبا کر حسن کے منہ میں ڈالنا حضرت اُمِ سلمہؓ کی آغوشِ شفقت میں پرورش پانا، دودھ پینا، حسن کے شرف و امتیاز کے واضح نشان ہیں۔ شہادتِ ذوالنورینؓ کے چار ماہ بعد جبکہ حسنؓ کی عمر چودہ سال تھی حضرت علی مرتضٰی کی خلافت میں بھی مدینہ طیبہ ہی میں مقیم رہے۔ بلوغ سے پہلے سنِ تمیز میں اُن کی سماعِ حدیث کا ثبوت بخاری، مسلم اور جمہور محدثین کے نزدیک ہے جیسا کہ اُن کی واضح عبارتوں سے بخوبی ثابت ہے۔

الف:۔ محدثین کے نزدیک سنِ تمیز کی سماعت صحیح اور مقبول ہے۔ حافظ حدیث جلال الدین سیوطیؒ کے نزدیک پانچ سال کافی ہیں۔ بخاری بھی اس سے متفق ہیں

صحابہ اور اکابر محدثین کے نزدیک حضرت خواجہ حسن بصریؒ ثقہ مامون الجرح اور شیوخ محدثین کے استاد تھے۔ آپ سے خلق کثیر تابعین اور تبع تابعین نے روایت کی۔ خواجہ حسنؓ ہر فن، علم، زہد و ورع اور عبادت میں اپنے وقت کے امام مسلّم تھے۔ کچھ اصحابؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت انسؓ بن مالک سے چند مسائل پوچھے۔ انھوں نے کہا مولانا حسنؓ سے پوچھو۔ سائلین نے عرض کی ہم تلمیذ رسول اللہ صلعم سے دریافت کرنا چاہتے ہیں اور آپ شاگرد علیؓ کی طرف رجوع کراتے ہیں۔ حضرت انسؓ نے کہا ہمارے محترم حسنؓ سے پوچھو، ہم بھول گئے اور انھیں یاد رہا۔ بلال تابعی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ بخدا حسنؓ نے اصحاب رسول اللہ کو پایا۔ میں نے اس شیخ (حسنؓ) سے زیادہ اصحاب کا مشابہ کسی کو نہیں دیکھا۔ ابوقتادہؓ کہا کرتے تھے کہ اس شیخ (حسنؓ) کی صحبت کو لازم پکڑے رہو۔ میں نے کسی اور کو بجز حسنؓ کے عمرؓ خطاب سے مشابہ نہیں پایا۔ قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے جب بھی علم حسنؓ کا مقابلہ کسی اور سے کیا تو حسنؓ ہی کا پلہ بھاری پایا۔ بعض اہل علم کا عقیدہ تو یہ ہے کہ حسنؓ، ابن عباسؓ سے بڑھ کر عالم ہیں۔ قوام کا قول ہے کہ حسنؓ کے مشابہ علم میں انبیاءؑ ہی ہو سکتے ہیں۔ (یہ سب فیض باب مدینۃ العلم علیہ السلام کی بیعت و اجازت کا تھا) عارف رومی کہتے ہیں ؎

| | |
|---|---|
| ہیچ نکشد نفس را جز ظلّ پیر | دامن آں نفس کش را سخت گیر |
| بینی اندر کُل علوم انبیاءؑ | بے کتاب و بے معید و اوستا |

چودہ سال چار ماہ کے بعد خواجہ حسنؓ نے مدینے کے بجائے بصرہ کو اپنا وطن بنایا۔ موتیوں کی تجارت کیا کرتے تھے۔ جب آپ کے شیخ کبیر حضرت علی مرتضیٰؑ بصرہ تشریف لے گئے تو تمام مواعظین کو روک دیا۔ فقط حسنؓ بصری کی تقریر

کو برقرار رکھا۔ اہلِ حدیث اور صوفیائے کرام دونوں کے مستند شیخ ابوطالب مکیؒ جن پر دمیری تک اعتماد کرتے ہیں کتاب ابنِ ماجہ کے باب توکّل ویقین کی شرح میں لکھ گئے ہیں کہ حضرتِ حسنؓ بصری کا کلام بالکل کلامِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھا۔ اس لیئے ان کے وعظ کو جنابِ علی مرتضےٰؑ نے جاری رکھا۔ خواجہ حسنؓ نے جناب حضرت عثمانؓ ذوالنورین، علی مرتضےٰؑ اور بقیہ عشرۂ مبشرہؓ کو دیکھا ہے۔ زمانہ ۲ھ سے لیکر ۱۱۰ھ تک اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرّف ہوئے ہیں جن کی تعداد ۱۳۰ تک ہے۔ خواجہ حسن بصری رضؓ مبلغینِ متین میں یکتائے زمانہ تھے۔ آپ کی مجالسِ وعظ میں یادِ الٰہی کا پہلو نمایاں ہوتا تھا۔ یہ سب تعلیم جناب علی مرتضےٰؑ کا فیض تھا۔

اس نعمت سے آپ کے ہمعصر محروم تھے۔ خواجہ حسن بصریؓ کے تابعین میں ثابت بنانی، مالک بن دینار، محمد ابن واسع، ایوب فرقد اور خاص خواجہ عبدالواحد ابن زید داخل ہیں۔ یہ حضرات کہا کرتے تھے کہ بات کرتے وقت حضرت حسنؓ کے مُنہ سے نور نکلتا ہے۔ حضرت حسنؓ نے جناب مولا علی کرم اللہ وجہہٗ سے حدیثیں سُنیں۔ مزّی جیسے ثِقہ و معتمد بزرگ کہتے ہیں کہ ہم سے ثمامہؒ نے یہ بات بیان کی اور ثمامہؒ سے عطیہؒ نے انھوں نے یونسؒ سے، یونسؒ تلمیذ عزیز خواجہ حسنؓ نے کہا کہ میں نے خواجہ حسن بصریؓ سے پوچھا کہ آپ کہتے ہیں "فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے" حالانکہ آپ نے عہدِ رسالتؐ نہیں پایا۔ تو انھوں نے جواب دیا کہ اے بھتیجے تو نے وہ بات پوچھی ہے جو کسی نے نہ پوچھی اور اگر ہم تم (تو لائی) نہ ہوتے تو میں ہرگز تجھے نہ بتاتا۔ سُن؟ میں جس دَور سے گزر رہا ہوں (زمانہ حجاج ثقفی) تو دیکھ رہا ہے حکامِ وقت علی علیہ السّلام کے دشمن ہیں تو جو احادیث میں نے مولا علیؓ سے سُنیں ہیں اُنکی روایت بواسطہ علیؑ کرنے کا امکان نہیں پاتا اس لئے ذاتِ پاک جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے منسوب کر دیتا ہوں کہ یہ ایک حقیقت ہے۔ صورت سے مبرا مزی اپنا سلسلۂ روایت یوں بیان کرتے ہیں۔ میں نے خبر پائی ابو اسحاق سے اس نے ابو جعفر سے بطریق اذن، اس نے بو علی سے اس نے ابو نعیم سے اس نے ابو القاسم سے اس نے ابو حنیفہ سے اس نے محمد بن موسیٰ سے اور اس کے شیوخ نے خواجہ حسن بصریؒ سے اس نص صریح سے صاف ثابت ہے کہ خواجہ حسن بصریؒ نے جناب مولا علیؑ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیثیں سنیں۔ شیخ مزی ذہبی جیسے معتمد کے نزدیک ثقہ ہے۔ اور شیوخ مزی، اسحاق سے یونس تک مزی کے نزدیک کذب و خطا سے مامون ہیں۔ اب سماع حسنؓ بہ علی مرتضےٰؑ کا انکار کرے گا وہ شخص ان سب محدثوں پر طعن و انکار کرنے کا مرتکب ہوگا جو اس روایت میں جمع ہیں حالانکہ تمام محدثین کے نزدیک مزی سے حسن بصریؒ تک سب کا راست گو ہونا مسلم ہے۔ یہ واقعہ ہی سماع ولقائے حسن بعلی مرتضےٰؑ کے صحیح ثابت ہونے کے لیے کافی ووافی ہے۔

(ب) ابن تیمیہ کے ہم خیال شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے شیخ الحدیث طاہر محمد کے والد بزرگوار شیخ ابراہیمؒ نے رسالہ" انباہ النباہ" میں کلمہ طیبہ کے اعراب کی تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حسن بصریؒ کی سماع حدیث بعلی مرتضےٰؑ کے دلائل میں ایک یہ بھی ہے کہ جو یوسف نے رسالہ" ریحان القلوب" میں ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جناب علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے دریافت کیا" یا رسول اللہ ؐ مجھ کو خدا کی طرف جانے والے آسان، نزدیک اور بہترین طریق سے آگاہی بخشیے"۔ حضورؐ پر نور نے ارشاد فرمایا" اے علیؑ! ہمیشہ خلوت میں ذکر خدا کیا کر (افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ)"۔

عرض کی، حضرتؐ یہ تو عام طور پر سب ہی کرتے ہیں! فرمایا۔ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک ایک ذاکر بھی روئے زمین پر رہے گا۔ عرض کی، میں کس طرح ذکر کیا کروں؟

فرمایا، آنکھیں بند کر کے مجھ سے تین مرتبہ سنو پھر تم بھی تین مرتبہ ذکر کرو۔ حضورؐ نے آنکھیں بند کیں اور تین مرتبہ باآوازِ بلند (جہر) لا الٰہ الا اللہ پڑھا اور علیؑ سے فرمایا! انھوں نے بھی تین مرتبہ اسی طرح بلند آواز سے ذکر نفی و اثبات کیا اور رسول اللہؐ نے سماعت فرمایا۔ نبیؐ کا یہی طریقہ علیؑ نے حسن بصریؒ کو تلقین فرمایا اور حسنؓ سے جتنے سلسلے عالم میں پھیلے ہوئے ہیں سب میں اسی طرح مشائخ اپنے ارادتمندوں کو تلقین فرماتے رہے ہیں۔

شیخ اکبر نے فتوحاتِ مکیہ کے باب ۲۷۶ میں لکھا ہے کہ علمِ وہبی کا طریقہ جو ذات البحث میں سے حاصل ہوتا ہے وہ اولیاءؒ کا ذکر ہے نہ فکر اور ذکر کی اس تلقین کا ذکر رسالہ "ریحان القلوب" کی طرح حافظ ابو الفتوح الطاؤسی نے بھی کیا ہے۔ اس میں سماع حسنؓ بعلی مرتضےٰؑ کو راجح قرار دیا ہے اور شیخ ابراہیم مدنی نے بیان کیا ہے کہ حفاظِ حدیث کا اس باب میں اختلاف ضرور ہے مگر قول راجح یہی ہے کہ حسن بصریؒ نے علی مرتضےٰؑ سے حدیث سماعت کی اور لقائے مولا علیؑ حسنؓ کو بطریق احسن حاصل ہوا۔ جیسا کہ سیوطی جیسے حافظِ حدیث اور امام شافعی نے اتحاف الفرق میں اسی ترجیح کا موجبہ ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اثباتِ سماع حسن بصریؒ با امیر المومنین علی مرتضےٰؑ چند وجوہ سے میرے نزدیک راجح ہے۔ سیوطی کے علاوہ شیخ ضیاء المقدسی نے اپنی کتاب "مختارہ" میں اثباتِ سماع کی ترجیح مدلل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حسنؓ کی روایت علی مرتضےٰؑ سے صحیح ہے جو بے خبر اس سے انکار کرے اُسے بتا دو کہ ابنِ حجر جیسے جلیل القدر محدث حافظ الحدیث نے سماعِ حسنؓ کو صحیح قرار دیا ہے۔ سیوطی کے فتوے اور ہمارے شیخ الحدیث کی کتاب "سمط مجید" پڑھ لے۔ شیخ سیوطی کے اتحاف الفرق پر مفید اضافے کیئے گئے ہیں۔ مزید برآں محدثین میں جو عالی مرتبہ

صوفیاء ہیں انھوں نے بھی تلقینِ ذکر والی صحیح ترین حدیث سے اس کو اصح مانا ہے یہ تو لُبِّ لباب ہے سات باب کا۔ آٹھویں میں ذکر ہے کہ خواجہ حسن بصریؒ نے جنابِ علی مرتضےٰعؑ سے جو احادیث روایت کی ہیں وہ متصل ہیں۔ رسالہ فخر الحسن کے بعد پھر کسی منکر کو حوصلہ نہ ہوا جو یہ کہتا کہ خواجہ حسنؒ کی جنابِ علیؑ سے ملاقات نہ ہوئی بلکہ یقین یہی ہے کہ روایت حدیث بھی اور بیعت و اجازت بھی حسن بصریؒ کو جناب علیؑ سے حاصل ہے۔"

# حسنِ مکرّر

جیساکہ ہم پڑھ چکے ہیں کہ زیرِ نظر کتاب "حدیثِ حسن" عربی رسالہ "فخرالحسنؒ" کے اُردو ترجمے پر مبنی ہے جو شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی کے اُس اعتراض کے جواب میں تحریر کیا گیا جو انھوں نے اپنی کتاب "اَلْاِنْتِبَاہُ فِیْ سَلَاسِلِ اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ" میں اٹھائے تھے کیونکہ شاہ وَلی اللہ محدّث ہیں اور اپنے وقت کے چوٹی کے عالموں میں شمار کیے جاتے تھے اور اکابرین دارالعلوم دیوبند کے نزدیک مستند العقائد مانے جاتے ہیں اس لیے ضروری تھا کہ انھیں از روئے تاریخ و تحقیق ایسا بھرپور اور مدلل جواب ارسال کیا جائے جس سے اس شُبہ کی تصحیح ہوسکے جو حضرت شاہ وَلی اللہؒ کے ذہن میں پیدا ہوا۔ یوں عربی اعتراض کا جواب عربی ہی میں اس قدر شائستہ دلائل اور حسنِ کلام سے دیا گیا کہ آج ڈھائی سو (۲۵۰) سال گزرنے کے باوجود نہ تو کسی جانب سے اس کی تکذیب ہوئی اور نہ کسی حوالہ پر اعتراض کرنے کی جسارت۔

رسالہ "فخرالحسن" عربی تصنیف ہے جس کے قلمی نسخے مخصوص گدیوں تک پہنچے۔ اوّلاً اس کی چار نقول (قلمی) تیار ہوئی تھیں جس میں سے ایک شہر جے پور (راجپوتانہ) میں واقع درگاہ شاہِ ولایت حضرت محمد حسین الملقب بہ ضیاءالدین فخری علیہ الرّحمہ میں موجود ہے جہاں سے سلسلۂ چشتیہ کی عظیم رُوحانی شخصیت حضرت الحاج الحافظ السیّد خواجہ محمد یوسف علی عزیز جے پوری المعروف بہ عزیز الاولیاء سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ نے جُوں کی توں نقل فرمائی اور ساتھ ہی اس کا جامع اردو ترجمہ بھی تحریر فرما دیا۔

یہ نقل مطابق اصل تقریباً ۶۰ برس قبل ۱۹۲۸ء میں آپ نے تحریر فرمائی جو آپ کی دیگر نوادرات کے ساتھ میرے پاس آستانہ عالیہ میں محفوظ ہے۔ کتاب غیر مجلد ہے اور اس کا سائز لمبائی ایک فٹ اور چوڑائی ½ ۸ انچ ہے۔ ہر صفحہ کے دو یکساں حصے کر کے ایک میں عربی اور دوسرے میں اُردو ترجمہ تحریر کیا گیا ہے۔ دونوں زبانیں انتہائی خوبصورت رسم الخط میں سیاہ روشنائی سے تحریر کی گئی ہیں کہ کتابت کا گمان ہوتا ہے۔ کہیں کہیں حاشیہ پر ضروری حوالہ جات وہدایات بھی درج ہیں۔ یہ قلمی نسخہ ۹۰ صفحات پر مشتمل ہے اور ہر صفحہ میں ۱۷ سطریں ہیں۔

ایک اور خاص بات جو اس کتاب کو دیگر اسی نوعیت کی کتابوں سے ممتاز کرتی ہے یہ ہے کہ جو کام علماء کے بورڈ، پروفیسر صاحبان اور دیگر ماہرین لسانیات اور اداروں کی سالہا سال کی مشترکہ کاوشوں سے پایۂ تکمیل کو پہنچتا ہے وہی کام حضرت خواجہ عزیز الاولیاءؒ نے تن تنہا انجام دیا ہے اور اس قدر سہل اور عام فہم انشاپردازی سے بنا سنوار کر پیش کیا ہے کہ عبارت کے معنی و مفہوم پوری لطافت اور معانی کے ساتھ عقل میں سماتے چلے جاتے ہیں۔

قارئین کے علمی ذوقِ تجسس اور طمانیتِ قلب کے لئے اصل تحریر کا ایک نمونہ تبرکاً شامل کیا جا رہا ہے تاکہ وہ بھی اس کے دیدار سے مشرف ہو سکیں۔ میری تو دلی تمنا تھی کہ پوری کتاب ہی دیدارِ عام کے لیئے پیش کی جاتی لیکن یہ قدیم نسخہ بھی حوادثِ زمانہ کی دست بُرد سے نہ بچ سکا۔ عام موٹے کاغذ پر کچی سیاہی سے لکھا ہوا یہ نسخہ کراچی جیسے ساحلی شہر میں جہاں ہوا میں نمی کا تناسب ۷۰ اور ۸۰ فیصد تک پہنچتا ہو اور حبس کے اثرات سے کاغذ اور روشنائی تو کیا لوہا اور پتھریلی چٹانیں بھی محفوظ نہ رہ سکتی ہوں تمام تر حفاظتی اقدامات کے باوجود خاصا متاثر ہوا ہے جسے اب پوری احتیاط کے ساتھ پلاسٹک کوٹنگ سے محفوظ کر دیا گیا ہے۔

ہرچند کہ کاغذ کو ایک دو جگہ سے کاغذی کیڑوں نے چاٹ لیا ہے جس سے سوراخ تو ہوئے مگر اصل عبارت محفوظ ہے۔

ہم نے یہ سوچتے ہوئے کہ قارئین فوٹو کاپی سے مکمل عربی اور اُردو عبارت نہ پڑھ سکیں گے اس لئے دونوں کی کتابت کا کام بہترین خوش نویس کو سونپا گیا جس سے قارئین انشاء اللہ خوش وقت ہوں گے۔ میری خوش بختی ہے کہ آلِ فخر خواجہ نظام الدین مدظلہٗ العالی نے کرم پر کرم فرمایا اور نادر شبیہہ مُبارک حضرت قبلہ خواجہ فخر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ عطا فرمائی میں نے وہ شبیہہ بھی اس نادر کتاب کی زینت بنادی ہے۔

زیرِ نظر کتاب کی ترتیب، تدوین، ترویج، کتابت کے پیچیدہ اُمور، پروف ریڈنگ کی نازک اور مشکل ذمہ داریاں، کاپی پیسٹنگ، پلیٹ میکنگ، طباعت اور جلدبندی کے شعبوں میں ہر ایک مرحلے پر جس جس نے دامے، قدمے، سخنے میری معاونت کی، میں اُن کا تہِ دل سے ممنون ہوں اور دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ انھیں اس کارِ خیر کا اجرِ عظیم عطا فرمائے اور دارین میں اپنی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔ خاص طور پر اپنے پیر بھائی عقیل احمد عزیزی کا بیحد شکر گزار ہوں جن کی معاونت سے یہ تحفۂ درویش قارئینِ کرام تک پہنچا۔

اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰمِیْن

سیّد صداقت علی

جگرِ عزیز و سجادہ نشینِ اوّل

دربارِ شریف حضرت خواجہ محمد یوسف علی عزیز الاولیاء سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ

# عرضِ مُرتّب

حُکمَا کا یہ قول کہ "اعتراض بر بنائے جہالت ہوتا ہے" ہمیشہ صحیح ثابت ہوتا رہا ہے۔ اس کی تازہ ترمثال یہ ہے کہ خواجہ حَسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ممدوح کے مُرشد جناب مولا علی کرم اللہ وجہہٗ سے ہونے کی تکذیب، ذاکرین نے بر سرِ منبر بے ضرورت پڑھ دی اور ناواقفوں نے بے سبب سُن لی۔ حالانکہ آج سے دو سو برس پہلے اہلِ حدیث کے اس شُبہ کو سندِ حدیث شریف دینے والے شیخ الحدیث محبُ النبی حضرت مولانا محمد فخر الدین چشتی دہلوی المتوفی ۱۱۹۹ھ نے ۸ فصلوں میں رسالہ "فخر الحسن" لکھ کر رفع فرما دیا تھا۔

حُکمَا ہی کا یہ بھی مقولہ ہے کہ "مجلس میں وہی شخص زبان کھول سکتے ہیں یا مُتبحّر یا بے حیا۔ آجکل بے حیائی کی ہر ادا فیشن کے پردے میں بے عیب بن کر جلوہ آرا ہونے سے دوسری قسم کی بن آئی ہے۔ حیرت ہے کہ اس وقت صرف اہلِ حدیث کو سماع ولقائے حسنؒ با امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہُ الکریم میں شک پیدا ہوا تھا جو بر محل رفع کر دیا گیا تھا لیکن آج یہ بے تمیزی ہے کہ امام حسن بصریؒ کی بیعت و اجازت جناب مولا علیؑ سے انکار کرتے ہوئے اولیاء اللہ کی طرف سے عام بدگمانی پھیلانے کی سعیٔ نامشکور کی جاتی ہے۔

ایسے مواقع پر تمام شکوک مٹا کر اطمینان بخش تحقیقی مواد توفیقِ خدائے قادر وتوانا نے ہمیشہ اپنے اس ضعیف ونحیف ومودّب بندے کو رفیق فرمائی ہے۔ لہٰذا اَب بھی اسی کی مدد سے اُس عربی رسالے "فخر الحسن" کا صاف اُردو میں

ترجمہ ہدیۂ ناظرین کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ اللہ بزرگ و برتر اپنے بندوں کو ہدایت بخشے۔ آمین۔

محقق پاکستانی عزیز الملک سلیمانی

بروز اتوار، ۷ جولائی ۱۹۶۳ء ش

مطابق ۱۵ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ

(بروک کی ہسٹری راول شیو سنگھ کا واقعہ غلط لکھنے کی اصلاح میں اصل رقعہ راول کا پیش کر کے رجسٹرار محکمۂ خاص ریاست جے پور سے "محقق" کا خطاب لیا چنانچہ بر وقت غیر مسلموں کی قلمبند کی ہوئی ریاستی غیر مطبوعہ ڈائریوں سے شہنشاہِ دہلی حافظ محمد اورنگ زیب عالمگیرؒ کی اصلی تصویر و اخلاق و خطوط لکھے۔)

جگرِ عزیز

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

## رَبِّ يَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَيْرِ

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَاِلَيْكَ الْمُشْتَكٰى وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ وَمِنْكَ الصَّلٰوةُ عَلٰى سَيِّدِنَا خَيْرِ خَلْقِكَ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَحْبَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ فَلَمَّا سَمِعَ مُحَمَّدُ الْمُشْتَهَرُ بِفَخْرِ الدِّيْنِ النِّظَامِيِّ الْاَوْرَنْگْ اٰبَادِي الدِّهْلَوِيُّ مِنْ لِّسَانِ بَعْضِ النَّاسِ اَنَّ اَهْلَ الْحَدِيْثِ مُتَّفِقٌ عَلٰى اَنَّ كُلَّ حَدِيْثٍ رَوٰى اِمَامُ الْفِقْهِ الْمَامُوْنُ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ الْمُرْتَضٰى كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ مُرْسَلٌ عِنْدَ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ وَالتِّرْمِذِيِّ وَاَبِيْ دَاؤُدَ وَغَيْرِهِمْ لَا مُتَّصِلٌ وَالْبَحْثُ فِيْ اِتِّصَالِ الْاِمَامِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ بِاَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ الْبَدْرِيِّ ابْنِ عَمِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

اے اللہ ہمہ تعریف تیرے ہی لئے ہے اور فریاد تجھی سے کی جا سکتی ہے اور تجھی سے مدد طلب کی جا سکتی ہے نیز گناہوں سے بچنے اور نیکی حاصل کرنے کی طاقت تیرے بغیر ممکن نہیں اور تیری طرف سے ہمارے سردار بہترینِ خلائق محمدؐ اور انکی آلؑ و ان کے اصحابؓ و احباب بلکہ سب پر رحمتیں نازل فرما۔ اس کے بعد محمدؒ فخر الدین نظامی اورنگ آبادی دہلوی نے بعض لوگوں کی زبانی یہ سنا کہ علمائے اہلِ حدیث نے جو روایات امامِ فقہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہٗ سے بواسطۂ امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ نقل کی ہیں۔ تخریج بخاری، مسلم، ترمذی، اور ابوداؤد وغیرہ کے نزدیک کی ہیں۔ وہ روایات متصل نہیں ہیں۔ بحث اس امر میں ہے، کہ امام حسن بصریؓ نے امیر المؤمنین علیؑ بدری ابنِ عم نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ملاقات کی ہے یا نہیں؟

---

ابنِ اثیر کی تحقیق ہے کہ لغت میں صلوٰۃ کے معنی تعظیم اور رحمت کے ہیں۔

ليس في قواعد فن الحديث وفي المطالب النقلية بذكر الوقوع والامكان والاكتفاء في الاتصال على المعاصرة المحضة امر ياتي سلامة الدين عنه والصوفية يقولون بلقاء الحسن والسماعه عن علي كرم الله وجهه وعند التفتيش لا اصل له فاستخارة وحام اقوال ائمة الحديث اجل الله عظمتهم فوجد حديث الحسن مروي عن علي المرتضى كرم الله وجهه متصلاً على قاعدة ثقات المحدثين اسكنهم بحبوحة جنانه وسماع الحسن ولقاؤه اصلاً مثبتاً عند اكثر اهل الحديث شكر الله سعيهم وههنا مقدمات ينبغي التنبيه عليها قبل الاحاديث المروية عن الحسن عن علي المرتضى كرم الله وجهه ليعين على فخر الحسن وهو ايصال الاتصال وارسال الارسال۔

فن حدیث کے قواعد اور فنون نقلیہ کے اصول کے مطابق صرف امکان ملاقات اور ہم زماں ہونا کافی نہیں ہے۔ صوفیہ کا مقولہ ہے کہ حسن بصریؒ نے جناب علی مرتضیٰؑ سے ملاقات بھی کی ہے اور سماع بھی ثابت ہے لیکن تلاش سے اسکی اصلیت ثابت نہیں ہوئی پس استخارہ کیا محمد فخر الدینؒ نے تو معلوم ہوا کہ یہ ادعا غلط اور خیال خام ہے نیز ائمہ حدیث کے اقوال کے خلاف ہے اس لئے کہ ایسی احادیث بکثرت پائی جاتی ہیں جن کو حضرت حسن بصریؒ نے جناب علی المرتضیٰؑ سے متصلاً روایت کیا ہے اور جو ثقات محدثین کے اصول کے مطابق بھی متصل ہیں۔ حضرت کا سماع اور ملاقات اکثر محدثین کے نزدیک ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی مشکور فرمائے۔

اس سلسلے میں ہم چند مقدمات لکھ کر وہ احادیث مبارکہ درج کریں گے جو حضرت نے جناب مولا علیؑ سے روایت کی ہیں تاکہ فخر حسن کا باعث ہو سکے اور اتصال ثابت ہو کر ارسال درمیان سے اٹھ جائے۔

## الفَصْلُ الاوّلُ

اِنَّهٗ وُلِدَ الْحَسَنُ فِیْ خِلَافَۃِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَ الْفَارُوْقِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ مَجْدُ الدِّیْنِ اَبُوالسَّعَادَۃِ ابْنُ الْاَثِیْرِ فِیْ اَسْمَآءِ الرِّجَالِ لِلْجَامِعِ الْاُصُوْلِ الْبَصْرِیُّ ھُوَ اَبُوْسَعِیْدِ الْحَسَنُ ابْنُ اَبِی الْحَسَنِ الْبَصْرِیُّ مَوْلٰی زَیْدِ ابْنِ ثَابِتٍ وَوُلِدَ لِسَنَتَیْنِ بَقِیَتَا مِنْ خِلَافَۃِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ بِالْمَدِیْنَۃِ الشَّرِیْفَۃِ وَقَالَ حُسَیْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الطِّیْبِیُّ فِیْ اَسْمَاءِ الرِّجَالِ وُلِدَ الْحَسَنُ الْبَصْرِیُّ لِسَنَتَیْنِ بَقِیَتَا مِنْ خِلَافَۃِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِؓ. قَالَ الْکِرْمَانِیْ فِیْ شَرْحِ صَحِیْحِ الْبُخَارِیْ الْحَسَنُ ھُوَ اَبُوْ سَعِیْدِ ابْنُ اَبِی الْحَسَنِ الْاَنْصَارِیُّ وَ اُمُّہٗ اِسْمُھَا خَیْرَۃُ مَوْلَاۃٌ لِاُمِّ سَلَمَۃَؓ زَوْجِ النَّبِیِّ وُلِدَ الْحَسَنُ اَوَاخِرَ خِلَافَۃِ عُمَرَؓ فِی الْمَدِیْنَۃِ الشَّرِیْفَۃِ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا۔

## پہلی فصل

حسن بصریؒ حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت میں پیدا ہوئے چنانچہ ابوالسعادات ابن اثیر محمد مجد الدین نے فن رجال کی اپنی کتاب جامع الاصول میں ذکر کیا ہے کہ حسن بصریؒ کا نام و کنیت وغیرہ یہ ہے۔ ابوسعید حسن ابن ابی الحسن بصری مولائے زید ابن ثابتؓ اس وقت پیدا ہوئے جبکہ خلافت عمرؓ کے اختتام میں دو سال باقی تھے۔ ولادت آپکی مدینہ منورہ میں ہوئی ہے۔

حسین ابن عبداللہ طیبی نے اپنی کتاب اسمائے رجال میں لکھا ہے کہ "حضرت حسن بصریؒ خلافت عمرؓ کے دو سال باقی تھے جب پیدا ہوئے"۔ کرمانی نے صحیح بخاری میں درج کیا ہے کہ حسن ابوسعید ابن ابی الحسن انصاریؓ ہیں انکی والدہ مکرمہ کا نام خیرہ ہے جو حضرت ام المومنین ام سلمٰی کی آزاد کردہ مولاۃ تھیں حسن اواخر خلافت عمرؓ میں بمقام مدینہ منورہ پیدا ہوئے اللہ اس شہر کے شرف و عظمت کو بڑھائے۔

## اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

اَنَّ الْحَسَنَ قَدِمَ مِنَ الْمَدِیْنَةِ الشَّرِیْفَةِ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا اِلَی الْبَصْرَةِ بَعْدَ مَا بَلَغَ اَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً لِاَنَّہٗ قَالَ صَاحِبُ جَامِعِ الْاُصُوْلِ فِیْ اَسْمَاءِ الرِّجَالِ لِجَامِعِہٖ اَنَّہٗ قَدِمَ الْبَصْرَةَ بَعْدَ مَقْتَلِ عُثْمَانَ رض وَرَاٰی عُثْمَانَ رض وَقَالَ الطِّیْبِیُّ فِیْ اَسْمَاءِ الرِّجَالِ قَدِمَ الْبَصْرَةَ بَعْدَ مَقْتَلِ عُثْمَانَ وَرَاٰی عُثْمَانَ رض وَذَکَرَ جَمَالُ الدِّیْنِ الْمُزِّیُّ فِیْ تَہْذِیْبِ الْکَمَالِ اَنَّہٗ حَضَرَ یَوْمَ الدَّارِ وَلَہٗ اَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً

## دوسری فصل

### حضرت حسن بصری رض کا مدینہ سے بصرہ آنا۔

چودہ ۱۴ سال کی عمر کے بعد حضرت حسن رض نے بصرے کو اپنا وطن بنالیا۔ صاحب جامع الاصول فی اسماء الرجال نے اپنی جامع میں ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رض شہادت حضرت عثمان رض کے بعد بصرے چلے آئے انھوں نے حضرت عثمان رض کو دیکھا ہے۔ اسی طرح طیبی نے اسماء الرجال میں کہا ہے کہ حضرت حسن رض قتل حضرت عثمان رض کے بعد بصرے چلے آئے حضرت عثمان رض کو انھوں نے دیکھا ہے۔ تہذیب الکمال میں جمال الدین مزی نے لکھا ہے کہ حضرت حسن رض یوم الدار (بروز قتل عثمان رض) کے زمانے میں ۱۴ سال کے تھے

## اَلْفَصْلُ الثَّالِث

اَنَّ السِّمَاعَ فِیْ سِنِّ التَّمْیِیْزِ صَحِیْحٌ مَقْبُوْلٌ سَوَاءٌ بَلَغَ حَدَّ الْحُلُمِ اَمْ لَا لِاَنَّ ابْنَ الْاَثِیْرِ قَالَ فِیْ اُصُوْلِ اَمَّا اِذَا کَانَ طِفْلًا عِنْدَ التَّحَمُّلِ مُمَیِّزًا بَالِغًا عِنْدَ الرِّوَایَةِ فَیُقْبَلُ لِاَنَّ الْخَلَلَ قَدِ انْدَفَعَ عَنْ تَحَمُّلِہٖ وَاَدَائِہٖ وَیَدُلُّ عَلٰی جَوَازِہٖ اِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ رض

## تیسری فصل

تیسری فصل سن تمیز کی سماعت صحیح اور مقبول ہے اس کے لیے بلوغ کی شرط نہیں ابن اثیر نے جامع الاصول میں لکھا ہے کہ جب بچہ اخذ روایت کے وقت تمیز رکھتا ہو تو اسکی روایت مقبول ہوگی اسلئے کہ اسطرح اشتباہات کا ازالہ ہوجاتا ہے۔ اس کے جواز پر اجماع صحابہ رض

عَلٰی قَبُوْلِ رِوَایَتِہٖ جَمَاعَۃٍ مِنْ اَحْدَاثِ
نَاقِلِی الْحَدِیْثِ کَابْنِ عَبَّاسٍ وَّابْنِ الزُّبَیْرِ۔
وَاَبِی الطُّفَیْلِ وَمَحْمُوْدِبْنِ الرَّبِیْعِ وَ
غَیْرِھِمْ مِنْ غَیْرِ فَرْقٍ بَیْنَ مَاتَحَمَّلُوْہُ
قَبْلَ الْبُلُوْغِ اَوْبَعْدَہٗ وَقَالَ الْحَافِظُ
جَلَالُ الدِّیْنِ السُّیُوْطِیْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
فِیْ اِتْمَامِ الدِّرَایَۃِ لِسِنِّ التَّحَمُّلِ وَوَقْتِہٖ
بِالنِّسْبَۃِ اِلَی السَّمَاعِ التَّمِیْزُ وَتَحْصِیْلُ
غَالِبًا بِاسْتِکْمَالِ خَمْسِ سِنِیْنَ وَقَالَ
الْحَافِظُ جَمَالُ الدِّیْنِ الْمِزِّیْ رُوْحُ اللّٰہِ
رُوْحَہٗ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ
رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا رَوٰی عَنْ
جَدِّہٖ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَاُمِّہٖ فَاطِمَۃَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا۔ قَالَ الْاِ
مَامُ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فِیْ
مُسْنَدِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی
عَنْھُمَا حَدَّثَنَا اَبُوْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ
عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ اَحْمَدَ ابْنِ حَنْبَلٍ قَالَ
حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ قَالَ
حَدَّثَنَا یُوْنُسُ ابْنُ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ

دال ہے چنانچہ بہت نوجوانوں اور نوعمروں
کی روایات کے مقبول ہونے پر صحابہؓ کا اجماع ہے
منجملہ اُنکے ابنِ عباسؓ ابن زبیرؓ۔
ابوطفیل اور محمود ابنِ ربیع وغیرہ ہیں
انکی روایات میں نہ یہ فرق کیا جاتا ہے
کہ قبلِ بلوغ روایت کا تحمل (اخذ) کیا ہے یا بعد
بلوغ۔ حافظ جلال الدین سیوطیؒ نے اِتمام
الدرایہ میں لکھا ہے کہ عمرِ تحمل اور وقت تحمل
حدیث کیلئے پانچ سال کافی ہے۔ حافظ
جلال الدین مزّی نے لکھا ہے کہ حسنؑ ابن
علیؑ ابنِ ابی طالب نے اپنے نانا روحی فداہ صلی
اللہ علیہ وسلم اور اپنی والدہ مکرمہ جناب فاطمہ
زہرا سلام اللہ علیہا سے حدیث کی روایت
کی ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے
سندِ حسنؑ ابنِ علیؑ میں لکھا ہے کہ ہم سے
ابوعبدالرحمٰن عبداللہ ابنِ احمد ابنِ حنبل
نے حدیث بیان کی وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے
میرے والد نے اِن سے وکیع نے اُن سے
یونس ابنِ اسحٰق نے روایت کی وہ یزید ابنِ
مریم سلولی سے وہ ابی الحوزاء وہ حسنؑ
ابنِ علیؑ سے روایت کرتے ہیں۔

زَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ السَّلُولِيِّ عَنْ أَبِي
الْحَوْرَاءِ عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِيٍّ قَالَ
عَلَّمَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي قُنُوتِ
الْوِتْرِ اللّٰهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ
وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِي
فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِي فِيمَا
أَعْطَيْتَ وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ
فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ فَإِنَّهُ
لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ
عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ
انْتَهَى قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ
رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فِي مُسْنَدِ عُثْمَانَ ابْنِ
عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْبَدْرِيِّ الَّذِي
أَدْخَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي الْبَدْرِيِّينَ وَأَسْهَمَهُ مِثْلَ سِهَا
مِهِمْ وَإِنْ لَمْ يَحْضُرْهُ حَدَّثَنَا
عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ
قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ زَعَمَ أَبُو
الْمِقْدَامِ عَنِ الْحَسَنِ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ
فَإِذَا أَنَا بِعُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ مُتَّكِئٌ

حسن ابن علیؓ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ چند کلمات
سکھائے ہیں جنکو میں قنوتِ وتر میں پڑھتا
ہوں۔ "اے اللہ مجھے ہدایت دے اُن
لوگوں کے ساتھ جن کو تو نے ہدایت دی
اور محفوظ لوگوں کے ساتھ مجھے محفوظ رکھ
اور اپنے دوستوں میں مجھے دوست رکھ اور
جو کچھ مجھے عطا فرمایا ہے اس میں برکت دے
اپنے فیصلوں میں تکلیف دہ چیزوں سے مجھے
بچالے تو ہی فیصلہ کرتا ہے تیرے مقابلے
میں فیصلہ نہیں کیا جا سکتا جس سے تو
دوستی کر لے وہ ذلیل نہیں ہو سکتا اور جس سے
تو دشمنی کر لے وہ عزت نہیں پا سکتا تو بڑی
برکت والا اور برتر ہے) امام احمد بن حنبلؒ
نے مسندِ عثمان ابنِ عفانؓ میں لکھا ہے کہ
حضرت عثمانؓ کو نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے
بدریین میں شمار فرمایا اور اُنکے برابر انھیں
حصّہ دیا اگرچہ وہ بدر میں شریک نہ تھے۔
ہم سے ہُشیمؒ نے حدیث بیان کی کہ ابو المقدام
نے حسن سے روایت کی ہے کہ "میں مسجد میں
داخل ہوا سامنے عثمان بن عفانؓ تشریف

عَلٰى رِوَايَةٍ فَاَتَاهُ سَقَّاءَانِ يَخْتَصِمَانِ
فَقَضٰى بَيْنَهُمَا ثُمَّ اَتَيْتُهٗ فَنَظَرْتُ
اِلَيْهِ فَاِذَا رَجُلٌ حَسَنٌ فِيْ وَجْهِهٖ نُكَتَاتُ
جُدَرِيٍّ فَاِذَا شَعْرُهٗ بِهٖ فَدَكَ
ذِرَاعَيْهِ اِنْتَهٰى فَانْظُرُوْا فِيْ
فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ لِيَرْفَعَ النَّظَرَ
فِيْ هٰذَا السِّنِّ لِلسَّمَاعِ قَالَ اِمَامُ
الْمُحَدِّثِيْنَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ
الْبُخَارِيُّ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فِيْ
صَحِيْحِهٖ فِيْ بَابِ مَتٰى يَصِحُّ
سَمَاعُ الصِّغَرِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُسْهِرٍ قَالَ
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ
الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَحْمُوْدِ
بْنِ الرَّبِيْعِ قَالَ عَقَلْتُ مِنَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجَّةً مَجَّهَا
فِيْ وَجْهِيْ وَاَنَا ابْنُ خَمْسِ سِنِيْنَ مِنْ
دَلْوٍ قَالَ ابْنُ الْحَجَرِ فِيْ فَتْحِ الْبَارِيْ
فِيْ اٰخِرِ شَرْحِ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَمِنْ اَقْوٰى
مَا يَتَمَسَّكُ بِهٖ فِيْ اَنَّ الْمُرَادَ فِيْ ذٰلِكَ اِلَى
الْفَهْمِ فَيَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ الْاَشْخَاصِ

فرما تھے۔ اس وقت دو آدمی جھگڑتے ہوئے
آئے آپ نے اُن کا جھگڑا چکایا پھر میں
اُنکی خدمت میں حاضر ہوا۔ غور سے دیکھا
تو وہ ایک خوبصورت شخص تھے۔ چہرے پر
چیچک کے نشانات تھے، بال گھنے تھے۔
میں نے آپکو چادر اوڑھے ہوئے حالت میں
دیکھا تھا یہ خیال کرو کہ اس عمر میں روایت کا
اعتبار کیا جارہا ہے۔ امام المحدثین محمد ابن
اسمٰعیل بخاری نے اپنی صحیح کے باب
"متی یصح سماع الصغر" میں ذکر کیا ہے
کہ ہم سے محمد ابن یوسف نے حدیث بیان کی اُن
سے ابو مسہر نے بیان کیا وہ کہتے ہیں مجھ سے
محمد ابن حرب نے حدیث بیان کی وہ کہتے ہیں
مجھ سے زبیدی نے بیان کیا اُن سے زہری نے
اُن سے محمود ابن ربیع نے بیان کیا۔ کہتے ہیں
کہ مجھے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی وہ کُلی
یاد ہے جو حضور ﷺ نے میری طرف کی تھی اُس
وقت میری عمر پانچ سال کی تھی۔ پانی ڈول
میں سے لیا تھا۔" حافظ ابن الحجر نے فتح الباری
میں اس حدیث شریف کی شرح کرتے ہوئے
لکھا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ افراد کے لحاظ سے

مَا اَوْرَدَهُ الْخَطِيبُ مِنْ طَرِيقِ اَبِيْ عَاصِمٍ قَالَ ذَهَبْتُ مَابَيْنِيْ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثِ سِنِيْنَ اِلَى ابْنِ جُرَيْجٍ فَحَدَّثَهُ قَالَ اَبُوْ عَاصِمٍ وَلَا بَأْسَ بِتَعْلِيْمِ الصَّبِيِّ الْحَدِيْثَ وَالْقُرْاٰنَ وَهُوَ فِيْ هٰذَا السِّنِّ يَعْنِيْ اَنْ كَانَ فِيْهِمَا۔

عمروں کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ خطیب نے بطریق ابی العاصم لکھا ہے کہ مجھ میں اور جُنید میں گفتگو ہوئی ہے درانحالیکہ ۰۰ تین سال کے تھے۔ ابوالعاصم کہتے ہیں کہ بچے کو اس عمر میں حدیث شریف اور قرآن پاک کی تعلیم دینا صحیح ہے۔

## اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ

## چوتھی فصل

### فِيْ اَنَّ مُدَّةَ اِقَامَةِ

### امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کی اقامت

اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ الْمُرْتَضٰى كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ فِي الْمَدِيْنَةِ الشَّرِيْفَةِ زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفًا وَّتَعْظِيْمًا بَعْدَ خِلَافَتِهٖ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ قَالَ الْحُسَيْنُ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الدِّيَارِ الْبَكْرِيْ فِيْ كِتَابِ الْخُمُسِ نَاقِلًا عَنْ جَامِعِ الْمُخْتَصَرِ اَقَامَ عَلِيٌّ بِالْمَدِيْنَةِ بَعْدَ مُبَايَعَتِهٖ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ ثُمَّ سَارَ اِلَى الْعِرَاقِ وَذُكِرَ فِيْ تَارِيْخِ الْقَضَاءِ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَكَانَتْ مُدَّتُ اِقَامَةِ الْمَدِيْنَةِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ ثُمَّ سَارَ اِلَى الْعِرَاقِ اِنْتَهٰى وَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَمَّا بَيَّنَّا هٰذِهِ الْمُقَدَّمَاتِ الْاَرْبَعِ اِقَامَةُ الْحَسَنِ الْبَصْرِيْ فِيْ

خلافت کے بعد ۴ ماہ تک مدینہ طیبہ میں رہے حُسین ابن محمد ابن محمد ابن حسن دیار بکری نے کتاب خمسین میں مختصر نقل کیا ہے کہ امیر المؤمنین نے مُبایعت کے بعد چار مہینے تک مدینہ طیبہ میں قیام فرمایا ہے پھر عراق کی طرف چلے گئے ہیں۔ "تاریخ قضا" میں ذکر کیا گیا ہے کہ جناب علی مرتضےٰ ؑ کی اقامت مدینہ منورہ میں چار ماہ ہے۔ بعدہٗ آپ عراق تشریف لے گئے۔ اس لیے اب جان لو کہ جب ہم نے یہ چاروں مقدمات جو چاروں فصلوں میں بیان کر دیے یعنی حضرت حسن بصریؒ مدینہ منورہ میں مقیم رہ چکے بوقت یوم الدار موجود تھے اس وقت

اَلْمَدِیْنَۃِ الشَّرِیْفَۃِ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا وَحُضُوْرُہٗ یَوْمَ الدَّارِ فِیْ سِنِّ اَرْبَعَۃَ عَشَرَ وَاِقَامَۃَ خَلِیْفَۃِ الْوَقْتِ عَلِیِّ الْمُرْتَضٰیؓ بَعْدَ مُبَایَعَۃِ النَّاسِ فِی الْمَدِیْنَۃِ الشَّرِیْفَۃِ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ وَصِحَّۃُ السِّمَاعِ قَبْلَ الْبُلُوْغِ عِنْدَ الْبُخَارِیِّ وَمُسْلِمٍ وَجُمْھُوْرِ الْمُحَدِّثِیْنَ کَمَا یَفْھَمُ مِنْ عِبَارَاتِھِمْ فَکَیْفَ یُمْکِنُ عِنْدَ ثُبُوْتِ مُدَّۃِ ھٰذِہِ الْمُقَدَّمَاتِ بِالنَّقْلِ عَنِ الثِّقَاتِ اَنْ یُّقَالَ اِنَّ الْحَسَنَ لَمْ یَرَ عَلِیًّا وَلَمْ یَجْتَمِعْ مَعَہٗ وَلَمْ یَسْمَعْ مِنْہُ لِاَنَّہٗ کَانَ صَبِیًّا کَمَا قَالَ الْبَعْضُ وَقَالَ الْحَافِظُ جَلَالُ الدِّیْنِ السُّیُوْطِیْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی فِیْ رِسَالَتِہٖ اِتْحَافُ الْفِرْقِ وَمِنَ الْمَعْلُوْمِ اِنَّ لِلْحَسَنِ سِنَّ تَمْیِیْزٍ وَبَلَغَ سَبْعَ سِنِیْنَ اُمِرَ بِالصَّلٰوۃِ وَکَانَ یَحْضُرُ الْجَمَاعَۃَ وَیُصَلِّیْ خَلْفَ عُثْمَانَ اِلٰی اَنْ قُتِلَ عُثْمَانُ وَعَلِیٌّ اِذْ ذٰلِکَ بِالْمَدِیْنَۃِ فَاِنَّہٗ لَمْ یَخْرُجْ اِلَی الْکُوْفَۃِ اِلَّا بَعْدَ قَتْلِ عُثْمَانَ فَکَیْفَ یُسْتَنْکَرُ سَمَاعَۃٌ مِنْہُ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہٗ وَھُوَ کُلَّ یَوْمٍ یَجْتَمِعُ بِہٖ

انکی عمرِ شریف چودہ سالہ تھی نیز علی مرتضیٰؓ کی خلافت میں موجود تھے اور کہ بیعت مرتضیٰؓ کے بعد چار ماہ تک مدینہ طیبہ میں حاضر رہے اور بلوغ سے پہلے سنِ تمیز میں انکی سماع کا ثبوت بخاری، مسلم اور جمہورِ محدثین کے نزدیک ہے جیساکہ انکی واضح عبارتوں سے بخوبی ثابت ہوتا ہے تو اس ثبوت کے بعد یہ کہنا کس طرح ممکن ہے، کہ حضرت حسنؓ بصری نے جناب علی مرتضےٰؓ کو نہیں دیکھا اور انکی صحبت سے فیض نہیں حاصل کیا اور ان کا سماع ثابت نہیں؟ جیساکہ بعض لوگوں نے کہا ہے حافظ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنے رسالے اتحافُ الفرق میں لکھا ہے یہ امر بدیہی ہے کہ حضرت حسن بصریؓ سنِ تمیز کو پہنچ چکے تھے سات برس کی عمر ہو چکی تھی مامور بالصلوٰۃ تھے جماعت میں شامل ہوا کرتے اور حضرت عثمانؓ کی اقتدا بھی آپنے کی ہے اس کے بعد حضرت عثمانؓ شہید کردیے گئے اسکے بعد علی مرتضےٰؓ کی اقتدا بھی آپنے کی. اسوقت یہ مدینے میں مقیم تھے. اسلیے حضرت علیؓ قتلِ عثمانؓ سے پہلے مدینے سے کوفے نہیں گئے تھے پھر بھلا

فِي الْمَسْجِدِ خَمْسَ مَرَّاتٍ حِيْنَ مَيَّزَ إِلَى أَنْ بَلَغَ أَرْبَعَ عَشَرَةَ سَنَةً وَزِيَادَةً عَلَى ذٰلِكَ ۝ أَنَّ عَلِيًّا كَانَ يَزُوْرُ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمِنْهُنَّ أُمُّ سَلَمَةَ وَالْحَسَنُ فِيْ بَيْتِهَا هُوَ وَأُمُّهُ انْتَهٰى۔

کس طرح حضرت حسن بصریؒ کا حضرت علیؑ سے سماع بے اصل ہو سکتا ہے بلکہ بخوبی ثابت ہے کہ آپ ہر روز پانچ مرتبہ مسجد میں علی مرتضیٰؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر صحبتِ بابرکت سے مستفیض ہوا کرتے تھے اور یہ استفاضہ چودہ[14] سال کی عمر بلکہ کچھ زیادہ دنوں تک برابر رہا ہے مزید براں یہ کہ جب جناب علی مرتضیٰؑ بہ نیت زیارت اُمہاتُ المومنینؓ خصوصاً حضرت اُم سلمہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے جبکہ حسن بصریؒ اور انکی والدہ اُمُّ المومنین حضرت اُم سلمہؓ کے گھر میں رہتے تھے۔

ص یعنی حضرت حسن بصریؒ مدینہ منورہ میں مقیم رہ چکے بوقت یوم الدار موجود تھے اسوقت انکی عمر ۱۴ برس تھی نیز علی مرتضیٰ کی خلافت میں موجود تھے اور بیعت مرتضیٰؑ کے ۴ ماہ بعد تک مدینہ طیبہ میں حاضر رہے اور بلوغ سے پہلے سن تمیز میں انکی سماع کا ثبوت بخاری، مسلم اور جمہور محدثین کے نزدیک ہے جیسا کہ اُن کی واضح عبارتوں سے بخوبی ثابت ہے۔

## اَلْفَصْلُ الْخَامِسُ

## پانچویں فصل

أَنَّ الْحَسَنَ الْبَصْرِيَّ ثِقَةٌ مَأْمُوْنٌ شَيْخُ شُيُوْخِ الْحَدِيْثِ عِنْدَ الْمُحَدِّثِيْنَ الْكِبَارِ بَلْ عِنْدَ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔ قَالَ الْكِرْمَانِيُّ قُدِّسَ سِرُّهُ الْعَزِيْزُ فِيْ شَرْحِ الْبُخَارِيِّ فِيْ شَرْحِ اسْمِ الْحَسَنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيْدٍ كَانَ الْحَسَنُ جَامِعًا عَالِمًا فَقِيْهًا ثِقَةً عَابِدًا كَثِيْرَ الْعِلْمِ فَصِيْحًا

حضرت حسن بصریؒ اکابر محدثین بلکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک ثقہ مامون الجراح اور شیوخ محدثین کے استاد تھے۔ کرمانی نے شرح بخاری میں اسم حسن کی توضیح کے ضمن محمد بن سعد سے نقل کیا ہے کہ حسن جامع الکمالات، عالم، فقیہ ثقہ، عابد، مرتاض، کثیر العلم، فصیح اور جمیع اہل بصرہ میں اجمل و جمیل ترین (صورت و سیرت حسین) تھے۔ علمائے

أَجْمَعَ أَهْلُ الْبَصْرَةِ إِجْمَاعَ الْأُمَّةِ
عَلٰى جَلَالَتِهٖ وَعَظْمَةِ قَدْرِهٖ عِلْماً
وَزُهْدًا وَفَصَاحَةً وَقَالَ حُسَيْنُ بْنُ
عَبْدِ اللّٰهِ الطِّيْبِيُّ شَيْخُ صَاحِبِ
الْمِشْكٰوةِ رَوَّحَ اللّٰهُ رُوْحَهٗ فِيْ أَسْمَاءِ
الرِّجَالِ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ رَوٰى عَنِ
الصَّحَابَةِ مِثْلَ أَبِيْ مُوْسٰى وَأَنَسِ
بْنِ مَالِكٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَغَيْرِهِمْ
وَعَنْهُ خَلْقٌ كَثِيْرٌ مِنَ التَّابِعِيْنَ
وَتَابِعِيْهِمْ وَهُوَ إِمَامُ وَقْتِهٖ
فِيْ كُلِّ فَنٍّ وَعِلْمٍ وَزُهْدٍ وَوَرَعٍ
وَعِبَادَةٍ وَقَالَ حَافِظُ حَدِيْثِ
سَيِّدِ الْعَالَمِيْنَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ
مَجْدُ الدِّيْنِ أَبُو السَّعَادَةِ مُحَمَّدُ بْنُ
مُحَمَّدٍ الْمَعْرُوْفُ بِابْنِ الْأَثِيْرِ الشَّيْبَانِيِّ
الْجَزَرِيُّ ثُمَّ الْمَوْصِلِيُّ صَاحِبُ جَامِعِ
الْأُصُوْلِ فِيْ أَسْمَاءِ الرِّجَالِ لَهٗ
رَوَى الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ مِنَ الصَّحَابَةِ
مِثْلَ أَبِيْ بَكْرَةَ الثَّقَفِيِّ وَأَنَسٍ وَ
سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ
وَرَوٰى عَنْهُ خَلْقٌ كَثِيْرٌ مِنَ التَّابِعِيْنَ

اُمّت علم، زہد اور فصاحت میں حسنؒ کی
عظمت قدر جلالتِ شان پر متفق ہیں
حسین بن عبد اللہ طیبیؒ استاد صاحب مشکوٰۃ
نے اسماء الرجال میں لکھا ہے کہ
حسن بصریؒ نے صحابہؓ سے روایت
کی ہے منجملہ ان صحابہؓ کے
ابو موسیٰ، انس ابنِ مالک اور ابنِ
عباس وغیرہم کا ہیں اور ان حسن
سے خلقِ کثیر تابعین و اتباعِ
تابعین نے روایت کی ہے اور یہ ہر
فن و علم زہد و ورع اور عبادت میں اپنے
وقت کے امام تھے۔ حافظ ابن
اثیر مجد الدین ابو سعادت محمد
ابنِ موسیٰ موصلی صاحب "جامع
الاصول" نے اسماء الرجال کی بحث
میں لکھا ہے کہ حضرت
حسن بصریؒ نے صحابہ مثلِ ابوبکرہ
ثقفی انس سمرہ ابنِ جندب
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کی ہے اور ان حسن بصریؒ سے
خلقِ کثیر تابعین و تبع تابعین

وَتَابِعِيْهِمْ وَهُوَ اِمَامُ وَقْتِهٖ
فِيْ كُلِّ فَنٍّ وَعِلْمٍ وَزُهْدٍ وَوَرَعٍ
وَعِبَادَةٍ وَقَالَ الْحَافِظُ اَبُوْعِيْسٰى
التِّرْمِذِيْ فِيْ فَصْلِ الْعَرَبِ حَدَّثَنَا
بَشِيْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَقَدِيُّ ثَنَا يَزِيْدُ
بْنُ وَرِيْعٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ عَرُوْبَةَ
عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ
بْنِ جُنْدُبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَامٌ اَبُو الْعَرَبِ
وَيَافِثُ اَبُوْرُوْمٍ وَخَامٌ اَبُو الْحُسَنِ
هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَالْحَسَنُ عِنْدَهٗ
عِبَارَةٌ عَمَّا لَا يَكُوْنُ فِيْ اِسْنَادِهٖ مَنْ
بَيْنَهِمُ بِالْكِذْبِ وَلَا يَكُوْنُ الْحَدِيْثُ
شَاذًّا اَوْ يُرْوٰى مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ نَحْوَ
ذٰلِكَ وَقَالَ التِّرْمِذِيْ فِيْ كِتَبِ
الْعِلَلِ مِنْ جَامِعِهٖ حَدَّثَنَا سَوَادُ
بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ
يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ الْقَطَّانَ يَقُوْلُ مَا
قَالَ الْحَسَنُ فِيْ حَدِيْثِهٖ قَلِيْلٍ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِلَّا وَجَدْنَا لَهٗ اَصْلًا اِلَّا اَحَدِيْثًا

نے روایت کی ہے۔ یہ ہر فن و ہر علم
زہد و ورع اور عبادت میں اپنے وقت
کے امام مسلّم تھے۔
حافظ ابو عیسیٰ ترمذی نے فصلِ عرب
(وہ محدثین جو خالص عرب تھے اور
عجم کے محدثین کی الگ فصلِ عجم لکھی
ہے) میں ذکر کیا ہے کہ ہم سے بشیر
ابنِ معاذ عقدی نے اُن سے یزید ابنِ
زریع نے حدیث بیان کی وہ سعید ابنِ
عروبہ سے وہ قتادہ سے وہ حسن سے
اور حسن سمرہ ابنِ جندب سے روایت کرتے
ہیں کہ نبی کریم علیہ التحیتہ والتسلیم نے
فرمایا کہ سام ابنِ نوح ابو العرب تھے یافث
پسر نوح ابو روم تھے اور حام فرزندِ نوح
علیہ السلام ابو الحبش تھے۔" یہ حدیث حسن
ہے۔ حسن کی روایت میں نہ تو کوئی ایسی
سند ہے جس میں کوئی راوی متہم
بالکذب ہو اور نہ حدیث شاذ ہے۔ ترمذی
نے اپنی جامع کی کتاب العلل میں لکھا ہے
کہ ہم سے سوادا ابن عبد اللہ عنبری نے
حدیث بیان کی۔ وہ کہتے ہیں میں نے

اَوْحَدِيْثَيْنِ وَقَالَ الشَّيْخُ جَمَالُ
الدِّيْنُ الْمُزِّيْ فِيْ تَهْذِيْبُ الْكَمَالِ
فِيْ اَسْمَاءِ الرِّجَالِ فِيْ اَحْوَالِ الْحَسَنِ
كَانَتْ اُمُّ سَلْمَةَ يُخْرِجُ الْحَسَنَ اِلٰى
اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَهُوَ صَغِيْرٌ وَاُمُّهُ مُنْقَطِعَةٌ
اِلَيْهَا فَكَانُوْا يَدْعُوْنَ لَهُ فَاَخْرَ
جَتْهُ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ دَعَالَهُ
اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَحَبِّبْهُ
اِلَى النَّاسِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ
وَالْبَرْقِيْ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ
الْحَسَنِ عَنْ اُمِّهِ اَنَّهَا كَانَتْ تُرْضِعُ
لِاُمِّ سَلْمَةَ وَقَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ
عَنْ عَقْبَةَ بْنِ اَبِيْ سَبَبِ الرَّاسِبِيْ
كُنْتُ عِنْدَ بِلَالِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ
فَذَكَرُوا الْحَسَنَ فَقَالَ بِلَالُ
سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَقَدْ
اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَمَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَشْبَهَ
بِاَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مِنْ هٰذَا الشَّيْخِ يَعْنِيْ

یحییٰ ابنِ سعید قطان سے سُنا وہ کہتے
ہیں کہ حسنؓ نے جو کچھ حدیث رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق نقل کیا ہے
اسکی اصل بے شبہ موجود ہے۔ بعض اوقات
دو دو حدیث تائید میں ملتی ہیں۔ شیخ
جمال الدین نے اپنی کتاب "تہذیبُ الکمال"
کی بحث اسماء الرجال میں بسلسلۂ احوالِ
حسنؓ ذکر کیا ہے کہ حضرت اُمُّ المومنین اُمِّ
سلمہؓ حضرت حسنؓ کو اصحابِ رسول اللہؐ سے
روشناس کرایا کرتی تھیں۔ حسنؓ اس وقت
بچے تھے اور انکی والدہ خیرۃ النسا بی بی اُمِّ
سلمہؓ کی خادمہ تھیں جب حسنؓ کو حضرت
عمر الخطابؓ نے دیکھا تو انکی فہم و فراست سے خوش
ہو کر دعا کی۔ بارِ الٰہا تو حسن کو دین کا فقیہ
بنانا اور خاص و عام کی نگاہوں میں محبوب
رکھنا۔" عبداللہ ابنِ عمر و برقی نے یونس ابنِ عُبید
سے بواسطۂ "حسن عن اُمّہٖ" بیان کیا ہے کہ
حسنؓ کی رضاعت بی بی اُمِّ سلمہ نے کی ہے
حماد ابنِ زید، عقبہ ابنِ سبب راسبی ناقل ہیں
کہ میں ایک روز بلال ابنِ بُردہ کی خدمت
میں حاضر تھا حسنؓ کا ذکر ہوا تو بلال (تابعی)

اَلْحَسَنَ وَقَالَ حُرُّبْنُ حَازِمٍ
عَنْ جَيدِ بِن بِلَالٍ قَالَ اَنَا
اَبُوقَتَادَةَ اِلزِمُوا هٰذَا الشَّيْخَ
مَارَأَيْتُ اَحَدًا اَشْبَهَ بِعُمَرَ بْنِ
الْخَطَّابِ مِنْهُ يَعْنِي الْحَسَنَ
وَقَالَ بِلَالُ الرَّاسِيُّ عَنْ خَالِدِ
بْنِ رَبَاحٍ الْهُذَلِي سُئِلَ اَنَسُ بْنِ
مَالِكٍ عَنْ مَسْئَلَةٍ فَقَالَ سَلُوْا
مَوْلَانَا الْحَسَنَ قَالُوْا يَا اَبَا حَمْزَةَ
نَسْأَلُكَ وَتَقُوْلُ سَلُوا الْحَسَنَ
مَوْلٰينَا قَالُوْا سَلُوْا مَوْلٰينَا الْحَسَنَ
فَاِنَّهُ سَمِعَ وَسَمِعْنَا فَحَفِظَ
وَنَسِيْنَا وَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ
الْفَضْلِ الْحَدَانِيُّ عَنْ عَمَرَبْنِ
مُرَّةَ اِنِّي لَاَغْبِطُ اَهْلَ الْبَصَرَةِ
بِهٰذَيْنِ الشَّيْخَيْنِ الْحَسَنُ وَابْنُ
سِيْرِيْنَ وَقَالَ مُوْسٰى ابْنُ اِسْمَاعِيْلَ
الْمُعْتَمِرِ ابْنِ سُلَيْمَانَ كَانَ اَبِيْ يَقُوْلُ
الْحَسَنُ شَيْخُ اَهْلِ الْبَصَرَةِ
وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ
قَالَ اَبِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ اَبُوْ

فرمانے لگے میں نے اپنے والد کو یہ فرماتے ہوئے سنا
کہ بخدا حسنؓ نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو پایا ہے میں نے اس شیخ یعنی
حسنؓ سے زیادہ اصحابؓ رسولؐ کے مشابہ
کسی کو نہیں دیکھا۔ حرابن حازم حمید ابن
بلال سے ناقل ہیں کہ ہم سے ابوقتادہ نے فرمایا
ہے کہ اس شیخ یعنی حسن کی خدمت کو لازم
پکڑے رہو میں نے حسن سے سوا کسی اور کو عمر بن
خطابؓ سے مشابہ نہیں پایا۔ بلال راسی
خالد ابن ریاح ہذلی سے نقل کرتے ہیں کہ
انس ابن مالک سے کچھ مسائل دریافت کیے گئے
آپ نے فرمایا مولانا حسن سے پوچھو۔ سائلین نے
نے عرض کی کہ اے ابوحمزہ ہم آپ سے پوچھتے ہیں
اور آپ حسن سے دریافت کرنے کیلئے فرماتے ہیں
انس کہنے لگے کہ ہمارے محترم حسنؓ سے
ہی پوچھو اسلئے کہ سنا انھوں نے بھی اور ہم
نے بھی مگر انھوں نے یاد رکھا اور ہم بھول گئے۔
قاسم ابن فضل خدانی عمر ابن مرہ سے نقل
کرتے ہیں کہ میں بصرہ والوں پر ان دو شیخ
حسنؓ اور ابن سیرین کی وجہ سے رشک کرتا
ہوں۔ موسیٰ ابن اسمٰعیل معتمر ابن سلیمان

الشَّعْثَاءِ عِنْدَكُمْ اَعْلَمُ اَوِ
الْحَسَنُ قَالَ قُلْتُ مَا تَقُوْلُ اِنَّ
مِنْ عِنْدَنَا يَزْعُمُ اَنَّ الْحَسَنَ
اَعْلَمُ مِنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَهَلْ
كَانَ الْحَسَنُ اِلَّا مِنْ صِبْيَانِ
ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فَقُلْتُ وَهَلْ
كَانَ اَبُو الشَّعْثَاءِ اِلَّا مِنْ صِبْيَانِ
الْحَسَنِ قَالَ مَا هُوَ عِنْدَنَا بِاَعْلَمَ
مِنْهُ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فَقُلْتُ
لِمَعْمَرٍ اَفْرَطْتَ قَالَ اِنَّهٗ اَفْرَطَ
فَاَفْرَطْتُّ وَقَالَ ضَمْرَةُ بْنُ
رَبِيْعَةَ عَنِ الْاَصْبَغِ بْنِ زَيْدٍ
سَمِعْتُ الْقَوَّامَ بْنَ حَوْشَبٍ
يَقُوْلُ مَا اَشْبَهَ الْحَسَنَ اِلَّا
نَبِيٌّ اَقَامَ فِيْ قَوْمِهٖ سِتِّيْنَ
عَامًا يَدْعُوْ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ
وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ
الْقَوَارِيْرِيُّ عَنْ هَيْثَمٍ اَخْبَرَنَا
الْاَشْعَثُ بْنُ سَوَّارٍ قَالَ اَرَدْتُّ
اَنْ اَقْدَمَ الْبَصْرَةَ لِاَلْقَى الْحَسَنَ
فَاَتَيْتُ الشَّعْبِيَّ فَسَاَلْتُهٗ

سے ناقل ہیں کہ میرے والد کہا کرتے تھے کہ حسنؓ
اہل بصرہ کا شیخ ہے۔ عبدالرزاق معمر سے نقل
کرتے ہیں کہ میرے والد نے کہا کہ آپ لوگوں کے
نزدیک عمرو بن دینار زیادہ عالم ہیں یا حضرت
حسنؓ؟ میں نے جواب دیا کہ ہم میں سے بعض کا
تو یہ عقیدہ ہے کہ حسنؓ ابن عباسؓ سے
بڑھ کر عالم ہیں کہنے لگے کہ حسن تو ابن عباسؓ
کے بچوں جیسے ہیں پھر میں نے کہا ابو
شعثا تو حسنؓ کے مقابلے میں بچے ہیں
عبدالرزاق کہتے ہیں کہ میں نے معمر سے عرض
کی کہ آپ تو بدرجۂ افراط پہنچ گئے۔ معمر نے
جواب دیا کہ حسنؓ علوم میں بڑھے ہوئے
ہیں اسلئے میں نے بھی بڑھ کر بات کہہ دی
ضمیرہ ابن اصبغ ابن زید سے ناقل ہیں
وہ کہتے ہیں میں نے قوام ابن حوشب کو یہ
فرماتے ہوئے سنا کہ حسنؓ کے مشابہ انبیاء ہی
ہو سکتے ہیں۔ عبیداللہ ابن عمر و قواریری
ہیثم سے اور وہ اشعث ابن سوار سے
نقل کرتے ہیں میں نے ملاقات حسنؓ
کی غرض سے بصرہ حاضر ہونے کا ارادہ
کیا تو شعبی کی خدمت میں حاضر ہو کر

فَقُلْتُ يَا اَبَا عَمْرٍو اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ
اٰتِيَ الْبَصْرَةَ قَالَ وَمَا تَصْنَعُ
بِالْبَصْرَةِ قُلْتُ اُرِيْدُ اَنْ اَلْقٰى
الْحَسَنَ وَصِفْهُ لِيْ قَالَ نَعَمْ
اَنَا اَصِفُهُ لَكَ اِذَا دَخَلْتَ الْبَصْرَةَ
فَادْخُلْ مَسْجِدَ الْبَصْرَةِ فَارْمِ
بِبَصَرِكَ فَاِذَا رَاَيْتَ فِي الْمَسْجِدِ
رَجُلًا لَيْسَ فِي الْمَسْجِدِ مِثْلُهُ
اَوْلَمْ تَرَ مِثْلَهُ هُوَ الْحَسَنُ قَالَ
اَشْعَثُ فَاَتَيْتُ مَسْجِدَ الْبَصْرَةِ
فَمَا سَاَلْتُ عَنِ الْحَسَنِ اَحَدًا
حَتّٰى جَلَسْتُ اِلَيْهِ نَعَتَ الشَّعْبِيُّ
وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَاصِمٍ
الْاَحْوَلِ قُلْتُ لِلشَّعْبِيِّ لَكَ حَاجَةٌ
قَالَ نَعَمْ اِذَا اَتَيْتَ الْبَصْرَةَ
فَاَقْرَاءِ الْحَسَنَ مِنِّي السَّلَامَ
قُلْتُ مَا اَعْرِفُهُ قَالَ اِذَا دَخَلْتَ
الْبَصْرَةَ فَانْظُرْ اِلٰى اَجْمَلِ رِجَالٍ
تَرَاهُ فِيْ عَيْنَيْكَ ذَاهِيْبَةً فِيْ
صَدْرِكَ فَاَقْرَاْهُ مِنِّي السَّلَامَ
قَالَ فَمَا غَدَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ

التماس کی کہ اے ابو عمرو میں بصرہ
جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ فرمانے لگے
وہاں جا کر کیا کرو گے؟ میں نے کہا حسنؓ
سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ان کا
پتہ اور پہچان بتا دیجئے۔ شعبی نے کہا جب
تو بصرہ پہنچے تو داخل ہو کر نظر دوڑا جب
مسجد میں کسی ایسے شخص کو دیکھے جو
بے مثل اور اپنی شبیہ میں ممتاز ہے
وہی حسنؓ ہوں گے۔ اشعث بیان
کرتے ہیں کہ میں بصرہ پہنچ کر مسجد میں
داخل ہوا اور قاضی شعبی کی فرمائی ہوئی
بات کے مطابق لوگوں پر نظر ڈالتا رہا۔
یہاں تک کہ ایک بے مثل انسان
(حسنؓ) کو پا لیا۔ ان کے حلقے میں جا
بیٹھا۔ محمد ابن فضل عاصم احول سے ناقل
ہیں کہ میں نے شعبی کی خدمت میں حاضر
ہو کر گزارش کی کہ آپ کا بصرہ میں کوئی کام
ہے؟ فرمایا۔ ہاں جب تم بصرہ پہنچو
تو حسنؓ سے میرا سلام کہنا۔ میں نے کہا میں تو
انھیں نہیں جانتا۔ فرمانے لگے جب بصرہ
پہنچو تو دیکھو سب سے بڑھ کر خوبصورت، نیک

فَرَاَی الْحَسَنَ وَالنَّاسَ حَوْلَهٗ
جُلُوْسٌ فَاَتَاهُ فَسَلَّمَ عَلَیْهِ
وَقَالَ مُوْسٰی بْنُ اِسْمَاعِیْلَ عَنْ
عَاصِمِ بْنِ سَیَّارِ الرَّقَاشِیِّ
اَخْبَرَنِیْ اَمَةُ الْحَکَمِ قَالَتْ
کَانَ الْحَسَنُ یَجِیْئُ اِلٰی
حَطَّانِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِیِّ
فَمَا رَاَیْتُ شَابًّا قَطُّ کَانَ اَحْسَنَ
وَجْهًا مِنْهُ وَقَالَ قُرَیْشُ
بْنُ حَیَّانَ الْعِجْلِیُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ
دِیْنَارٍ سَمِعْتُ قَتَادَةَ مَا
جَمَعْتُ عِلْمَ الْحَسَنِ اِلٰی عِلْمِ
اَحَدٍ مِّنَ الْعُلَمَآءِ اِلَّا وَجَدْتُ لَهٗ
فَضْلًا عَلَیْهِ غَیْرَ اَنَّهٗ کَانَ اِذَا
اَشْکَلَ عَلَیْهِ شَیْئٌ کَتَبَ فِیْهِ
اِلٰی سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ یَسْئَلُهٗ
وَقَالَ اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ مَا
جَالَسْتُ فَقِیْهًا قَطُّ اِلَّا فَضَلَ
الْحَسَنُ عَلَیْهِ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ
بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِیْرِیُّ عَنْ حَاتِمِ
بْنِ وَرْدَانَ کُنَّا عِنْدَ اَیُّوْبَ فَسَاَ

سیرت، ہیبت و دبدبے والا کون شخص ہے، بس
وہی حسنؓ ہونگے اُن سے میرا سلام کہنا۔ محمد
ابنِ فضل کہتے ہیں کہ میں بصرہ پہنچ کر داخلِ
مسجد ہُوا تو ایک جمیل ترین انسان کو بیٹھے
ہوئے دیکھا۔ آس پاس بہت لوگ حاضر تھے
میں نے بھی آگے بڑھ کر سلام کیا۔ موسیٰ ابنِ
اسماعیل عاصم ابنِ سیار رقاشی سے ناقل ہیں
وہ اُمتہ الحکم سے خبر دیتے ہیں کہ ایک دن فرمانے
لگے کہ حسنؓ حطّان ابنِ رقاشہ کے پاس
آیا کرتے تھے میں نے اُن سے بڑھ کر خوبصورت
جوان کسی کو نہ پایا۔ قریش ابنِ حبّان عجلی،
عمرو بن دینار سے ناقل ہیں کہ میں نے قتادہ
سے سُنا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے جب
بھی حسنؓ کے علم کا کسی دوسرے عالم سے مقابلہ
کیا ہے تو حسنؓ ہی کا پلہ بھاری پایا ہے
البتہ بعض اوقات جب حسنؓ کو کسی مسئلے
میں اشکال ہوتا تھا تو وہ سعید ابنِ مسیّب
کو لکھ کر دریافت کر لیتے۔ ابوعوانہ قتادہ
سے نقل کرتے ہیں کہ میں جس کسی فقیہ و
عالم کی صحبت میں بیٹھا۔ حسنؓ کو اُن سے
برتر پایا۔ عبداللہ ابنِ قواریری حاتم ابنِ

لَهُ رَجُلٌ عَنْ حَدِيْثٍ مِّنْ حَدِيْثِ
الْحَسَنِ فِيْ كَذَا وَكَذَا ضَحِكَ
فَغَضَبَ اَيُّوْبُ غَضَبًا مَا رَاَيْتُ
غَضَبًا مِثْلَهُ قَالَ صِمْ ضَحِكْتَ
قَالَ لَا شَيْئَ يَا اَبَا بَكْرٍ قَالَ مَا
ضَحِكْتُ لِخَيْرٍ ثُمَّ قَالَ اَيُّوْبُ اَنَّهُ
وَاللّٰهِ مَا رَاَيْتُ عَيْنَاكَ رَجُلًا قَطُّ
كَانَ اَفْقَهُ مِنَ الْحُسَنِ وَقَالَ
عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ
حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ سَمِعْتُ اَيُّوْبَ
يَقُوْلُ كَانَ الرَّجُلُ يَجْلِسُ اِلَى
الْحُسَنِ ثَلٰثَ حَجَجٍ يَسْاَلُهُ عَنْ
مَسْئَلَةٍ هَيْبَةً لَهُ وَقَالَ غَالِبُ
الْقَطَّانِ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدُ اللّٰهِ
الْمُزَنِيِّ مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى اَعْلَمِ
عَالِمٍ اَدْرَكْنَاهُ فِيْ زَمَانِهِ فَلْيَنْظُرِ
الْحَسَنَ فَمَا اَدْرَكْنَا الَّذِيْ هُوَ
اَعْلَمُ مِنْهُ وَقَالَ يَحْيٰى بْنُ اَيُّوْبَ
الْمَقَابِرِيُّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ مُعَاذٍ
قُلْتُ لِاَشْعَثُ قَدْ لَقِيْتَ عَطَاءً
اَوْعِنْدَكَ مَسَائِلُ اَفَلَا سَاَلْتَهُ

وردانؒ ناقل ہیں کہ ہم ایوب تابعی کے
پاس موجود تھے ان سے کسی نے حسنؓ کی
روایت کردہ کسی حدیث کے متعلق دریافت
کیا۔ ایوبؒ ہنسے اور پھر ناراض ہوئے۔
میں نے پوچھا آپ کے ہنسنے کی کیا وجہ تھی؟
فرمایا کچھ نہیں۔ کچھ دیر کے بعد کہنے لگے
میں کسی اچھی بات پر نہیں ہنسا۔ پھر فرمایا
تیری آنکھوں نے حسنؓ سے زیادہ افقہ
کبھی نہیں دیکھا۔ عبدالرحمٰن ابن مبارک
حماد ابن زید (تابعین میں سے بڑے درجے
کے عالم اور استاد ابو حنیفہؒ) سے ناقل
ہیں کہ میں نے ایوب کو فرماتے ہوئے سنا
ہے کہ لوگ تین تین سال تک خدمت
میں حسن کی حاضر ہوتے رہتے تھے لیکن
آپکی ہیبت اور جلالِ علمی کے باعث
کچھ پوچھنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ غالب
ابنِ قطان، بکر ابنِ عبداللہ مزنی سے
راوی ہیں کہ جس شخص کو اپنے زمانے
کے بہت بڑے عالم کو دیکھنا پسند ہو
وہ حسنؓ کو دیکھے۔ ہم نے حسن سے
بڑھ کر کسی کو عالم نہیں پایا۔ یحییٰ ابنِ

قَالَ مَا لَقِيْتُ اَحَدًا يَعْنِيْ بَعْدَ
الْحَسَنِ الْاَصْغَرَ فِيْ عَيْنِيْ قَالَ
قَتَادَةُ وَاِنِّيْ اَرْجُوْ اَنَّ الْحَسَنَ اَحَدُ
السَّبْعَةِ وَقَالَ اَيْضًا حَمَّادُ بْنُ
سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ مَا اَحَدٌ كَانَ
اَكْمَلَ مُرُوْءَةً مِّنَ الْحَسَنِ وَقَالَ
قَتَادَةُ لَا وَاللّٰهِ لَا يَبْغَضُ الْحَسَنَ
اِلَّاخَرٌّ وَعَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ
قَالَ يُوْنُسُ وَحُمَيْدُ الطَّوِيْلُ رَاَيْنَا
الْفُقَهَاءَ فَمَا رَاَيْنَا اَحَدًا اَكْمَلَ
مُرُوْءَةً مِّنَ الْحَسَنِ وَعَنْ حَمَّادِ بْنِ
سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ قَالَ
سَمِعْتُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ
وَالْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَسَالِمِ بْنِ
عَبْدِ اللّٰهِ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَ
يَحْيَى بْنِ جَعْدَةَ بْنِ هُبَيْرَةَ بْنِ
وَهَبِ الْمَخْزُوْمِيِّ وَاُمِّ جَعْدَةَ وَ
اُمِّ هَانِيْ بِنْتِ اَبِيْ طَالِبٍ فَمَا
رَاَيْتُ فِيْهِمَا مِثْلَ الْحَسَنِ وَقَالَ
حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ
اَرْطَاةَ سَاَلْتُ عَطَاءً عَنِ الْقِرَاءَةِ

ایوب مقابری، معاذ ابن معاذ سے ناقل
ہیں کہ میں نے اشعث سے کہا آپ نے
(تابعی) عطاء سے ملاقات کی ہے۔ آپکو جن
مسائل میں اشتباہ ہے وہ اُن سے کیوں
نہیں پوچھ لیتے؟ کہنے لگے کہ میں جب سے
حسنؓ سے ملا ہوں ہر عالم میری نظر میں
بہت چھوٹا دکھائی دیتا ہے۔" قتادہ کہتے
ہیں کہ "میرا خیال ہے بصرہ کے سات اماموں
میں سے حسنؓ ایک ہیں۔ حمّاد ابنِ سلمہ قتادہ
سے ناقل ہیں کہ حسن سے زیادہ کامل المروّت
انسان دوسرا نہ تھا۔" حمّاد ابن سلمہ، یونس
اور حمید طویل سے نقل کرتے ہیں" ہم نے
فقہا کو دیکھا ہے مگر حسنؓ سے زیادہ
کسی کو کامل المروّت نہیں پایا۔" حمّاد
ابنِ سلمہ، علی بن زید سے ناقل ہیں" کہ میں
نے سعید ابنِ مُسیّب، عاصم ابنِ محمدؒ، سالم
ابنِ عبداللہ، عروہ ابن زبیر، یحییٰ ابنِ جعب
بن ہبیرہ ابن وہب مخزومی ابن جعدہ
اور امّ ہانی بنتِ ابی طالب سے راوی ہیں کہ
"میں نے حسنؓ جیسا فہیم (سمجھدار) انسان
نہیں دیکھا۔ حمّاد ابنِ زید، حجاج ابن ارطاۃ

عَلَى الْجَنَازَةِ قَالَ مَا سَمِعْنَا وَلَا
عَلِمْنَا اَنَّهُ يُقْرَأُ عَلَيْهَا فَقُلْتُ
اِنَّ الْحَسَنَ يَقُوْلُ يُقْرَأُ عَلَيْهَا
قَالَ عَلَيْكَ بِذَاكَ ذَاكَ اِمَامٌ
ضَخِيْمٌ يُقْتَدَى بِهٖ وَكَانَ
اِذَا ذُكِرَ عِنْدَ اَبِىْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ
عَلِىِّ بْنِ الْحُسَيْنِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى
عَنْهُ قَالَ ذَالِكَ الَّذِىْ يَشْبَهُ
كَلَامُهُ الْاَنْبِيَاءَ وَقَالَ اِسْحٰقُ
بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِىُّ عَنِ الرَّبِيْعِ
بْنَ اَنَسٍ اِخْتَلَفَ اِلَى الْحَسَنِ عَشْرَ
سِنِيْنَ اَوْ مَاشَاءَ اللّٰهُ فَلَيْسَ مِنْ
يَوْمٍ اِلَّا اَسْمَعُ مِنْهُ مَالَا اَسْمَعُ
قَبْلَ ذَالِكَ وَقَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ
الرَّقَاشِىُّ عَنْ قُرَيْشِ بْنِ اَنَسٍ
عَنْ حَبِيْبِ ابْنِ الشَّهِيْدِ قَالَ لِىْ
مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ سَلِ الْحَسَنَ
مِمَّنْ سَمِعَ حَدِيْثَ الْعَقِيْقَةِ
فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ مِنْ سَمُرَةَ بْنِ
جُنْدُبٍ قَالَ فَقُلْتُ حَدَّثَنَا
قُرَيْشُ بْنُ اَنَسٍ قَالَ حَدَّثَ

سے ناقل ہیں کہ میں نے عطا سے نمازِ جنازہ
میں قرأت کے متعلق دریافت کیا۔ فرمایا
ہم نے نہ تو کسی سے سُنا ہے اور نہ ذاتی
علم ہے کہ قرأت کی جائے۔ میں نے عرض
کی کہ حسن بصری رضؓ "قرأت علی الجنازہ" کے
قائل ہیں۔ کہنے لگے تو پھر اس طریقے کو
لازم پکڑلو اس لئے کہ وہ بڑے امام اور
لائقِ اقتداء عالم ہیں"۔ ابو جعفر محمد ابن
علیؑ (امام اہلِ بیت اطہار امام باقرؓ) کے سامنے
جب بھی حسنؓ کا ذکر ہوتا تھا تو فرماتے تھے
کہ یہ وہ شخص ہے جسکا کلام، کلامِ انبیاءؑ
کے مشابہ ہے۔ اسحٰق ابنِ سلیمانؒ رازی،
ربیع ابنِ انس سے راوی ہیں کہ میں تقریباً
دس سال خدمتِ حسنؓ میں حاضر رہا ہوں
اس مدت میں ایک دن بھی ایسا نہیں
ہوا کہ میں نے آپ سے کوئی ایسی علمی بات سنی
ہو جو اس سے پہلے جناب فرما چکے ہوں۔
ابو قلادہ رقاشی، ابن انس، وہ حبیب ابن
سعید سے ناقل ہیں کہ مجھ سے ابنِ سیرین
نے فرمایا کہ حسن بصریؓ سے حدیث عقیقہ
کی سماعت کے متعلق یہ دریافت کیا گیا

حَبِیْبُ بْنِ الشَّہِیْدِ فَذَکَرَ ھٰذَ
الْحَدِیْثَ فَقَالَ لِیْ لَمْ یَسْمَعْ
الْحَسَنُ مِنْ سَمُرَۃَ قَالَ فَقُلْتُ
عَلٰی مَنْ تَطْعَنُ عَلٰی قُرَیْشِ بْنِ
اَنَسٍ اَوْعَلٰی حَبِیْبِ بْنِ الشَّھِیْدِ
فَسَکَتَ وَقَالَ اَبُوْ اَحْمَدُ بْنُ عَدِیّ
سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عُثْمَانَ یَقُوْلُ
سَمِعْتُ اَبَا ذُرْعَۃَ یَقُوْلُ کُلُّ شَیْءٍ
قَالَ الْحَسَنُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَ لَہٗ
اَصْلًا ثَابِتًا مَاخَلَا اَرْبَعَۃِ
اَحَادِیْثَ وَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰی مُحَمَّدُ
بْنُ مُثَنّٰی حَدَّثَنَا ھُشَیْمُ بْنُ عُبَیْدٍ
الْمُزَنِیّ الَّذِیْ یُقَالُ لَہُ الصَّیْدِ عَنْ
اَبِیْہِ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلْحَسَنِ یَا
اَبَا سَعِیْدٍ اِنَّکَ تُحَدِّثُنَا فَتَقُوْلُ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ فَلَوْ کُتَبَ تُشْہِدُہٗ اِلٰی
مَنْ حَدَّثَکَ قَالَ یَقُوْلُ الْحَسَنُ
اَیُّھَا الرَّجُلُ مَا کَذَبْنَا وَلَقَدْ
غَزْوَۃً غَزَوْنَا اِلٰی خُرَاسَانَ

کہ آپ نے کس سے سنی ہے. فرمایا سمرہ ابن
جندب سے انھوں نے قریش ابن انس سے
اور انھوں نے حبیب ابن شہید سے. وہ مجھ
سے کہنے لگے کہ حسنؓ نے سمرہ سے نہیں
سنا. میں نے کہا غور کیجئے آپ کس پر طعن
کر رہے ہیں آیا قریش ابن انس پر یا حبیب
ابن شہید پر؟ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔[1]
ابو احمد ابن عدی کہتے ہیں کہ میں نے حسن
ابن عثمان سے سنا ہے. وہ کہتے ہیں کہ میں
نے ابو ذرعہ سے سنا ہے اُن کا کہنا ہے کہ
حسنؓ اپنے سلسلہ حدیث میں قال
رسول اللہ کہہ کر حدیث نقل کر دیا کرتے تھے
اسطرح کی بہت سی حدیثیں آپ سے مروی
ہیں اور وہ سب ثابت السند ہیں بجز چار
حدیثوں کے. ابو موسیٰ ابن مثنی[2] کہتے ہیں کہ
ہم سے ہیثم ابن عبید مزنی نے کہا کہ ایک شخص
نے خواجہ حسنؓ بصری سے عرض کی. اے
ابو سعید آپ اکثر قال رسول اللہ کہہ کر حدیث
بیان فرما دیتے ہیں اگر کوئی دریافت کر بیٹھے کہ
آپ نے کس سے سنا ہے تو کیا جواب دیں گے
فرمانے لگے. ہم غلط نہیں کہتے. ہمیں تین سو

وَمَعَنَا فِيۡهَا ثَلٰثُمِائَةٍ مِنۡ اَصۡحَابِ رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ كَانَ رَجُلٌ مِنۡھُمۡ نُصَلِّیۡ بِنَاءً اَوۡكَانَ يَقۡرَءُ الۡاٰيَاتِ مِنَ السُّوۡرَةِ ثُمَّ يَرۡكَعُ وَقَالَ مُحَمَّدُ بۡنُ سَعۡدٍ الۡحَسَنُ قَدِمَ مَكَّةَ فَاُجۡلِسَ عَلٰى سَرِيۡرٍ وَاجۡتَمَعَ النَّاسُ اِلَيۡهِ فَحَدَّثَهُمۡ عَنۡ مُجَاهِدٍ وَعَطَاءٍ وَطَاوُسٍ وَعُمَرَ بۡنِ شُعَيۡبٍ فَقَالَ لَمۡ يَرَ مِثۡلَهُ اَبَدًا قَطُّ انۡتَهٰى وَاِذَا ثَبَتَ مِمَّا ذُكِرَ اَنَّ الۡحَسَنَ ثِقَةٌ مَامُوۡنٌ مَقۡبُوۡلُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيۡنَ فَنَبۡدَءُ الۡاٰنَ فِي الۡمَقۡصُوۡدِ مُعۡتَصِمًا بِكَلَامِ اللّٰهِ الۡمَعۡبُوۡدِ سُبۡحٰنَكَ لَا عِلۡمَ لَنَآ ۔ وَمَآ اُوۡتِيۡتُمۡ مِنَ الۡعِلۡمِ اِلَّا قَلِيۡلًا بَعۡدَ فَهۡمِهٖ وَقِلَّةِ عِلۡمِهٖ يَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ فَنَّ الۡحَدِيۡثِ وَاَنۡ كَانَتِ الۡكَلِمَاتُ الۡقُدۡسِيَّةُ الۡاَوۡلِيَاءَ اللّٰهِ مِنۡ سِلۡسِلَةِ الۡقَادِرِيَّةِ وَسُهۡرَوَرۡدِيَّةِ وَالنَّقۡشۡبَنۡدِيَّةِ وَالۡجِشۡتِيَّةِ وَغَيۡرِهِمۡ

اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت کا شرف حاصل ہے۔ ہم اپنی روایات (حدیث) کو خراسان کی طرف منسوب کرتے ہیں حضرت حسن رضؓ ہمیں نماز پڑھایا کرتے تھے آپ کسی سورۃ کی چند آیتیں پڑھ کر رکوع کر لیا کرتے تھے۔ محمد ابنِ سعد کہتے ہیں کہ حضرت حسنؓ بصری مکہ معظمہ حاضر ہوئے تو ایک تخت پر آپکو بٹھایا گیا اور لوگ آپکے آس پاس جمع ہو گئے۔ حضرت حسن رضؓ نے سب کے روبرو مجاہد، عطا، طاؤس اور عمر ابن شعیب سے حدیثیں بیان فرمائیں۔ لوگ کہتے تھے کہ ایسا شخص کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ جب متذکرہ بالا بیان سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ حضرت خواجہ حسن رضؓ بصری ثقہ مامون الجراح مقبول الصحابہؓ اور محبوب التابعین ہیں تو صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ حضرت معتصم بہ کلام اللہ تعالیٰ و متمسک ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس نے بندوں کو بہت کم علم دیا ہے حقیقت حال خوب جانتا ہے۔ خواجہ حسن رضؓ کا فہم پیشِ نظر رکھ کر فنِ حدیث کی عام علمی لیاقت پر نظر ڈالنے سے انسان اس نتیجے پر پہنچتا ہے

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین الذین قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حقہم یغبطہم الانبیاء والشہداء وفی عرفاءھم المتحابون فی اللہ تعالیٰ من قبائل شتی وبلاد شتی یجتمعون علی ذکر اللہ تعالیٰ فی سماع الحسن عن علی الصدیق کرم اللہ وجہہ مملوۃ فی کتبہم ومحفوظۃ علی السنۃ اتباعہم لاطاقۃ الانسان یجمعہا مستعینا باللہ۔

کہ اولیائے سلسلہ قادریہ، سہروردیہ نقشبندیہ وچشتیہ رضی اللہ عنہم اجمعین ان سے متعلق ہے اور یہ سلسلے وہ ہیں جنکے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ان پر انبیا علیہم السلام، شہداء اور (عرفائے متحابون فی اللہ) محبانِ خدا رضوان اللہ عنہم (غبطہ) رشک کرتے ہیں۔ یہ بزرگ مختلف قبائل اور مختلف شہروں کے رہنے والے ہیں ان ذاکرینِ خدا کا "سماع حسنؓ عن علی" الصدیق کرم اللہ وجہہ پر اجماع ہے۔ اس اتفاق سے کتابیں بھری پڑی ہیں نیز انکے متبعین کی زبانوں پر یہ سب کچھ محفوظ ہے۔ انسان کو ان کے جمع کرنے کی طاقت نہیں۔

---

لہ حضرت حسنؓ بصری نے جو سمرہؓ سے روایت کی ہیں وہ یہ ہیں۔
صحیح بخاری شریف کے باب عقیقہ میں۔ صحیح ترمذی کے باب عقیقہ میں اور باب تفسیر صلوٰۃ وسطیٰ میں ترمذی میں جو خواجہؒ نے روایت کی ہے وہ یہ ہے۔
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الغلام مرتہن بعقیقۃ تذبح یوم السابع ویسمی ویحلق راسہ۔
ابوداؤد نے بھی یہ روایت اپنی صحیح میں لی ہے لیکن یسمیٰ کو یحلق کے بعد لکھا ہے اور ہمام کی روایت جو قتادہ سے ہے اس میں حسنؓ سے اور سمرہ سے یسمی کا بدل یدمی لکھا ہے۔ لڑکے کے دو اور لڑکی کا ایک بکرا یا بکری

## اَلْفَصْلُ السَّادِسُ

## چھٹی فصل ملاقات کے بیان میں

فِي اللِّقَاءِ قَالَ شَيْخُ الْإِمَامُ
أَبُوبَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَرَبِيِّ رَوَّحَ اللّٰهُ
رُوحَهُ فِي شَرْحِ جَامِعِ التِّرْمِذِيِّ
قَدْ أَدْرَكَ الْحَسَنُ عَلِيًّا سِنًّا
وَقَالَ الْحَافِظُ جَلَالُ الدِّيْنِ
السُّيُوطِيُّ نَاقِلًا عَنْ زَيْنِ الدِّيْنِ
الْعِرَاقِيِّ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدَنِيِّ الْحَسَنُ
رَأَىٰ عَلِيًّا بِالْمَدِيْنَةِ وَهُوَ غُلَامٌ
وَقَالَ رَأَى الْحَسَنُ عَلِيًّا بِالْمَدِيْنَةِ
ثُمَّ خَرَجَ قَالَ الَّذِي فِي التَّهْذِيْبِ
أَنَّهُ رَأَىٰ عَلِيًّا وَعُثْمَانُ وَطَلْحَةَ
انْتَهَىٰ أَمَّا اللِّقَاءُ فِي الْبَصْرَةِ فَمَا
وَجَدْنَاهُ فِي كُتُبِ الْحَدِيْثِ لٰكِنَّ
الْإِمَامَ الْغَزَالِيَّ قُدِّسَ سِرُّهُ الَّذِي
ذَكَرَهُ فِي شَأْنِهِ الْإِمَامُ الْهُمَامُ
قُدْوَةُ الْأَنَامِ ابْنُ الْأَثِيْرِ فِي
مُقَدِّمَةِ جَامِعِ الْأُصُوْلِ فِي بَيَانِ
أَحْكَامِ أُصُوْلِ الْحَدِيْثِ فَإِنَّهُ
مَنْقُوْلٌ مِنْ فَوَائِدِ الْعُلَمَاءِ
وَكُتُبِهِمْ وَتَصَانِيْفِهِمُ الَّتِيْ

شیخ امام ابو بکر محمد ابن عربیؒ شرح جامع ترمذی میں ذکر کرتے ہیں کہ حضرت حسنؓ نے جناب علی مرتضیٰؓ کو کبر سنی کے عالم میں پایا اور حافظ جلال الدین سیوطی زین العابدین عراقی سے ناقل ہیں۔ وہ کہتے ہیں علی ابن مدینی کہتے تھے کہ حسنؓ نے علی مرتضیٰؑ کو مدینے میں دیکھا پھر وہاں سے روانہ ہوئے ہیں۔

تہذیب میں درج ہے کہ حضرت حسنؓ نے جناب علی مرتضیٰؓ، حضرت عثمانؓ اور طلحہؓ تینوں کو دیکھا ہے۔ رہا یہ کہ حضرت حسنؓ کی بصرہ میں علی مرتضیٰؑ سے ملاقات تو ہم نے کتبِ حدیث میں کہیں نہیں دیکھا۔ البتہ امام غزالی قدس سرہٗ اسی کے قائل ہیں"۔ تو ان کی شان میں امام خاص و عام ابن اثیر نے "جامع الاصول فی احکام اصولِ حدیث" کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ یہ بات علماء کے خاندانوں میں ان کی کتابوں نیز تصنیفوں میں موجود ہے جس سے ہم بھی مستفید ہوتے رہتے

اِسْتَفَدْنَهَا وَعَرَفْنَهَا مِثْلِ كِتَابِ
التَّلْخِيْصِ لِإِمَامِ الْحَرَمَيْنِ أَبِيْ
حَامِدِ الْغَزَالِيْ وَكِتَابِ الْعِلَلِ
لِإِمَامِ أَبِيْ عِيْسَى التِّرْمِذِيِّ وَ
غَيْرِ ذٰلِكَ اِنْتَهٰى كَلَامُ ابْنِ
الْأَثِيْرِ وَاسْتَنَدَ النَّوَوِيُّ فِي الْأَذْكَارِ
وَفِيْ مُقَدَّمَةِ شَرْحِهٖ لِلْمُسْلِمِ
وَقَالَ الْإِمَامُ الْيَافِعِيْ فِيْ مِرْآةِ
الْجَنَانِ وَعِبْرَةِ الْيَقْظَانِ فِيْ
أَحْوَالِ الْفَقِيْهِ الْعَلَّامَةِ صَاحِبِ
الْبَيَانِ أَبِيْ زَكَرِيَّا يَحْيَى بْنِ أَبِيْ
الْخَيْرِ الْيَمَنِيْ أَنَّ أَبَا الْحَسَنِ بْنُ
غَزَارِ الْمَعْرُوْفِ فِيْ لِسَانِ الْعَامَّةِ
بِابْنِ حَازِمِ الْمَغْرِبِيْ كَانَ يُنْكِرُ
عَلَى الْغَزَالِيْ وَيَطْعَنُ فِيْهِ رَأَى
النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِجِلْدِهٖ قَالَ الشَّيْخُ أَبُو الْحَسَنِ
الشَّاذِلِيْ وَلَقَدْ مَاتَ وَأَثَرُ السِّبَاطِ
وَإِنَّهُ اِسْتَنْبَطَ جَمَعَ ظَاهِرَ عَلٰى
جِلْدِهٖ وَقَالَ فِيْ هٰذَا الْمَقَامِ أَيْضًا
كَانَ رَئِيْسُ الْفُقَهَاءِ فَنَظَرَ فِيْ

ہیں۔ ان میں مشہور مثل کتاب التلخیص امام
الحرمین ابو المعالی کی کتاب المستصفیٰ۔
حجۃ الاسلام ابو حامد غزالیؒ کی اور کتاب
العلل امام ابو عیسیٰ ترمذی کی ہے۔
نووی نے اذکار اور شرح مسلم کے مقدمہ
میں استناد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امام
یافعی نے "مرآت الجنان عبرت الیقظان"
میں فقیہہ علامہ ابو زکریا یحییٰ ابنِ ابی
الخیر یمنی کے احوال میں بیان کیا ہے
کہ حسن ابنِ غزار (جو ابنِ حازم مغربی
کے نام سے خاص و عام میں مشہور ہیں)
غزالیؒ کے منکر اور ان پر معترض ہیں۔
حالانکہ غزالی نے نبی کریم علیہ التحیۃ وا
لتسلیم کی جلد شریف کے ساتھ زیارت
کی ہے چنانچہ شیخ ابو الحسن شاذلی نے
بسلسلۂ استنباط و وفیات (جمع وفات)
غزالیؒ کو رئیس الفقہا تحریر کیا ہے۔
پھر احیاءُ العلوم کو دیکھا تو بول اٹھے کہ یہ
تو خلافِ سُنّت (احادیث) ہے۔ فوراً
سلطانِ وقت سے درخواست کی کہ
منادی کرائی جائے کہ احیاء کے تمام نسخے

الْاِحْيَاءِ فَقَالَ هُوَ خِلَافُ السُّنَّةِ
ثُمَّ الْتَمَسَ مِنَ السُّلْطَانِ اَنْ يَّاْمُرَ
مُنَادِيًا يُّنَادِيْ فِي الْبِلَادِ بِاِحْضَارِ
نُسَخِ الْاِحْيَاءِ قَالَ فَلَمَّا حَضَرَتْ
اِجْتَمَعَ هُوَ وَالْفُقَهَاءُ وَنَظَرُوْا
فِيْهَا وَكَانَ ذَالِكَ فِيْ يَوْمِ الْخَمِيْسِ
فَاجْتَمَعَ رَاْيُهُمْ عَلٰى اَنْ يُّحَرِّقُوْ
هَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَلَمَّا
كَانَتْ لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ رَاَى النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ
الْجَوَامِعِ وَمَعَهٗ اَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرُ
وَالنُّوْرُ هُنَالِكَ سَاطِعٌ وَهُمْ جُلُوْسٌ
فَاِذَا الْاِمَامُ الْغَزَّالِيْ قَادِمٌ قَالَ فَلَمَّا
رَاٰنِيْ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا
خَصْمِيْ ثُمَّ جَثٰى عَلٰى رُكْبَتِهٖ
وَزَحَفَ عَلَيْهَا مِنْ مَّكَانِهٖ اِلٰى اَنْ
وَصَلَ اِلَى الْمَوْضِعِ الَّذِيْ فِيْهِ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَاوَلَهٗ
نُسْخَةً مِّنْ كِتَابِ الْاِحْيَاءِ وَقَالَ
يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا يَزْعَمُ اِنِّيْ
اَقُوْلُ عَنْكَ خِلَافَ سُنَّتِكَ فَانْظُرْ

جمع کیے جائیں۔ ایسا ہی حکم ہو گیا۔
پنجشنبہ کے دن یہ حضرت اور دیگر فقہا
جمع ہوئے احیاء کو دیکھا گیا اور باتفاق
رائے طے ہو گیا کہ بعد نمازِ جمعہ اس کو جلا
دیا جائے۔ شبِ جمعہ کو شیخ ابوالحسین نے
ایک مجمع میں نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم
کو مع شیخین رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ نور سے ہر جانب
روشنی ہے اور یہ حضرات تشریف فرما ہیں
امام غزالی بھی وہیں حاضر ہیں۔ جب انھوں
نے مجھے (ابوالحسن کو) دیکھا تو خدمتِ
حضورؐ میں عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یہ میرا مخالف ہے معاً مجھے
پکڑ کے پیچھے ہٹا دیا گیا۔ ساتھ ہی غزالی نے
احیاء العلوم کا ایک نسخہ یہ کہتے ہوئے حضورؐ
میں پیش کیا کہ اس شخص کا یہ کہنا ہے
کہ میں نے احیاء میں حضورؐ کی سنت کے
خلاف لکھا ہے کتاب حاضر ہے، اس کو
ملاحظہ فرما لیا جائے۔ اگر واقعی مجھ سے
ایسی ہی خطا ہوئی ہے تو میں توبہ و
استغفار کروں اور اگر ایسا نہیں ہے
تو حضور اکرم کی برکات کا مستحق ہوں۔

فِيهِ فَإِنْ كَانَ كَمَا يَزْعُمُ اِسْتَغْفَرْتُ
اللّٰهِ وَتُبْتُ وَإِنْ كَانَ شَيْئًا
تَسْتَحْسِنُهُ حَصَلَ لِي بَرَكَتِكَ فَخُذْ لِي
حَقِّيْ مِنْ خَصْمِي قَالَ فَنَظَرَ فِيهِ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِنْ اَوَّلِهِ اِلٰى اٰخِرِهٖ ثُمَّ قَالَ حَسَنٌ
ثُمَّ نَاوَلَهُ الصِّدِّيْقَ رض فَنَظَرَ فِيهِ
ثُمَّ قَالَ نَعَمْ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ
بِالْحَقِّ اِنَّهُ حَسَنٌ ثُمَّ نَاوَلَهُ عُمَرَ رض
فَنَظَرَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ كَذٰلِكَ قَالَ
الرَّاوِيْ اَبُوالْحَسَنِ الْمَذْكُوْرُ فَعِنْدَ
ذٰلِكَ اَمَرَ بِتَجْرِيْدِيْ فَضُرِبْتُ
خَمْسَةَ اَسْوَاطٍ ثُمَّ شَفَعَ فِيَّ
الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ
وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا فَعَلَ
هٰذَا اِجْتِهَادًا فِيْ سُنَّتِكَ وَتَعْظِيْمًا
لَهَا قَالَ فَعِنْدَ ذٰلِكَ عَفَىٰ عَنِّيْ اَبُوْ
حَامِدٍ وَلَقِيْتُ مُتَوَجِّعًا كَذٰلِكَ
خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ رَاَيْتُ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ
وَمَسَحَ عَلَيَّ وَلَوَّنَنِيْ فَشُفِيْتُ فَنَظَرْتُ

ایسی حالت میں معاند میرا حق دلوایا
جائے۔ ابوالحسن کہتے ہیں کہ غزالیؒ کی
فریاد سن کے آنحضرتؐ نے کتاب کو اول
سے آخر تک ملاحظہ فرما کر ارشاد کیا کہ
کتاب خوب ہے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ
کے حوالے کی انھوں نے بھی پڑھی اور عرض
کی کہ اُس ذاتِ پاک کی قسم جس نے حضورؐ
کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے یہ کتاب
بہت ہی خوب ہے۔ پھر حضرت عمر فاروقؓ
کے سپرد ہوئی۔ انھوں نے بھی پڑھ کر ایسا
ہی جملہ عرض کیا۔ اب حکم ہوا کہ میرے
کپڑے اُتار دیئے جائیں اور جرم مذکور
کی پاداش میں پانچ تازیانے لگائے
جائیں۔ پچیس رات برابر یہی حالت
پیش آتی رہی۔ آخر حضرت صدیقِ
اکبرؓ نے میری سفارش میں یہ جملہ
بارگاہِ رسالت میں عرض کیا "یارسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ابوالحسنؒ نے
حضورؐ کی سنتِ سنیہ میں
اجتہاد اور اس کے احترام کے لحاظ سے
ایسا کیا"۔ ابو حامد نے یہ سنتے ہی میرا

فِی الْاَحْیَاءِ فَفَہِمْتُہٗ غَیْرَ الْفَہْمِ
الْاَوَّلِ اِنْتَھٰی۔ اَخْرَجَ عَلِیٌّ رضؓ الْقُصَّاصَ
مِنْ مَّسْجِدِ الْبَصْرَۃِ وَلَمَّا سَمِعَ
کَلَامَ الْحَسَنِ الْبَصْرِیِّ لَمْ یُخْرِجْہُ
اِذْ کَانَ یَتَکَلَّمُ فِیْ عِلْمِ الْاٰخِرَۃِ
وَالتَّذْکِیْرِ بِذُنُوْبٍ بِالْمَوْتِ
وَالتَّنْبِیْہِ عَلٰی عُیُوْبِ النَّفْسِ
وَاٰفَاتِ الْاَعْمَالِ وَخَوَاطِرِ الشَّیْطٰنِ
وَوَجْہِ الْحَذَرِ مِنْہَا وَیَذْکُرُ
مَا اللّٰہِ وَنِعْمَآئِہٖ وَتَقْصِیْرِ الْعَبْدِ
فِیْ شُکْرِہٖ وَیُعَرِّفُ حِقَارَۃَ الدُّنْیَا
وَعُیُوْبِھَا وَتَصَرُّفِھَا وَقِلَّۃِ عَھْدِھَا
وَخَطْرِ الْاٰخِرَۃِ وَاَھْوَالِھَا اِنْتَھٰی
وَقَالَ مُسْتَنَدُ اَھْلِ الْحَدِیْثِ
وَالصُّوْفِیَۃِ الشَّیْخُ اَبُوْطَالِبِ
الْمَکِّیْ۔ مَعَ الَّذِیْ اِسْتَنَدَ بِہٖ
الدَّمِیْرِیُّ فِیْ شَرْحِ بَابِ التَّوَکُّلِ
وَالْیَقِیْنِ فِیْ شَرْحِ سُنَنِ ابْنِ
مَاجَۃِ قَالَ قَالَ اَبُوْطَالِبِ الْمَکِّیُّ
کَانَ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ
یَقُوْلُ اُنْظُرُوْا اِلَی الْاٰخِرَۃِ فِیْ قُوَّتِ

قصور معاف کر دیا۔ اس وقت آنحضرتؐ
نے براہِ شفقت اپنا دستِ رحمت میری
پشت پر پھیرا جس سے وہ گھن جاتی رہی اس
کے بعد میں نے احیاء کا مطالعہ کیا تو اپنے
سابقہ فہم کے خلاف اسکو مطابق سنّت
پایا۔

جناب علی مرتضیٰؓ نے مسجد بصرہ میں تمام
واعظین کو وعظ کہنے سے روک دیا۔
لیکن جب حضرت حسن بصریؒ کی تقریر
سُنی توان کو نہ روکا۔ اس وقت حسن بصریؒ
لوگوں کو موت اور آخرت کا یقین دلا دلا
کر بداعمالیوں سے باز اور عیوبِ نفس سے
خبردار رہنے، گناہوں کی سزا بھگتنے
شیطانی وسوسوں سے بچنے، مشغولی دنیا میں
جو غفلت دل پر طاری ہوجاتی ہے اس
سے ہشیار و بیدار ہونے، نعمتِ الٰہی کی
فراوانی اور بندے کی کوتاہی شکر، خدا
سے عہد شکنی پر الزام اور اس کی ہر دم یاد
کا التزام دنیا کو حقیر سمجھنے اور آخرت کے
اندیشے بیان کر رہے اور بیم و رجا کے نقشے
کھینچ رہے تھے۔" اہلِ حدیث اور صوفیہ

الْقُلُوْبَ لَمَّا دَخَلَ عَلِيٌّ كَرَّمَ اللّٰهُ
وَجْهَهُ الْبَصْرَةَ جَعَلَ يُخْرِجُ
الْقُصَّاصَ مِنَ الْمَسْجِدِ وَيَقُوْلُ
لَا يُقَصُّ فِيْ مَجْلِسِنَا حَتّٰى انْتَهٰى
اِلَى الْحَسَنِ وَهُوَ يَتَكَلَّمُ فَاسْتَمَعَ
اِلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفَ وَلَمْ يُخْرِجْهُ
وَكَانَ كَلَامُهُ يُشْبِهُ بِكَلَامِ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَرَاٰى عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَمَنْ
بَقِيَ مِنَ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةِ ثُمَّ
رَاٰى مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَزْمَنِ عُثْمَانَ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ سَنَةِ نَيِّفٍ وَ
عِشْرِيْنَ مِنَ الْهِجْرَةِ اِلٰى سَنَةِ
نَيِّفٍ وَتِسْعِيْنَ وَقِيْلَ الْمِائَةُ
وَقَدْ كَانَ الْحَسَنُ وَاحَدَ الْمُذَ
كِّرِيْنَ وَكَانَ مَجْلِسُهٗ مَجَالِسَ
الذِّكْرِ يَخْلُوْ فِيْهَا مَعَ اِخْوَانِهٖ
وَاَتْبَاعِهٖ مِنَ الْعُبَّادِ فِيْ بَيْتِهٖ مِثْلَ
مَالِكِ بْنِ دِيْنَارٍ وَثَابِتِ الْبُنَانِيِّ وَ
وَمُحَمَّدِ بْنِ وَاسِعٍ وَاَيُّوْبَ وَفَرْقَدٍ

دونوں کے مستند شیخ ابوطالب مکیؒ بن
پر دمیریؒ تک اعتماد کرتے ہیں کتاب
ابن ماجہ کے بعد توکل دعیتین کی
شرح میں فرماتے ہیں کہ جب حضرت
علی مرتضٰےؓ بصرے تشریف لے گئے
تو تمام واعظین کو روک دیا، لیکن جب
آپ نے حضرت حسن بصریؒ کی تقریر
میں شرکت فرما کر اُن کا کلام سُنا
تو آپ کو اس لئے برقرار رکھا کہ حضرتؒ
کا کلام بالکل کلامِ رسول اللہ ﷺ کے مشابہ
تھا حضرتؒ نے عثمانؓ و علیؓ اور بقیہ
عشرہ مبشرہ کو دیکھا ہے (زمانہ حضرت
عثمان غنیؓ سن ہجری تیس ۳۰ سے نوّے ۹۰
ہجری کے بعد بلکہ سَو ۱۰۰ ہجری تک) آپ
دیگر اصحاب رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف
ہوتے رہے ہیں جنکی تعداد نوّے یا سَو ۱۰۰ تک پہنچتی ہے۔
خواجہ حسن بصریؒ مبلغینِ دینِ متین میں
یکتائے زمانہ تھے۔ انکی مجالسِ وعظ میں
یادِ الٰہی کا پہلو نمایاں ہوتا تھا! اس نعمت
سے آپکے ہم عصر محروم تھے آپکے تابعین میں
مالک بن دینار، ثابت بنانی، محمد بن واسع، ایوب

وَعَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ زَيْدٍ فَيَقُوْلُ هَاتُوا النَّشْرَ النُّوْرَ فَتَكَلَّمَ عَلَيْهِمْ۔

فرقد اور عبدالواحد ابن زیدؓ داخل ہیں انکے بقول حضرت کے منہ سے بات کرتے وقت نور نکلتا ہے

## اَلْفَصْلُ السَّابِعُ

## ساتویں فصل

فِي السَّمَاعِ قَالَ الشَّيْخُ الْمُحَدِّثُ الْمَنْصُوْرُ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ الْغَنِيُّ الشَّيْخُ جَمَالُ الدِّيْنِ الْمُزِّيُّ رُوْحَ اللّٰهُ رُوْحَهُ وَفَتَحَ لَنَا فُتُوْحَهُ الَّذِيْ قَالَ فِيْ شَانِهِ الذَّهَبِيُّ الَّذِيْ قَالَ فِيْ حَقِّهِ شِهَابُ الدِّيْنِ ابْنُ حَجَرٍ الْعَسْقَلَانِيُّ فِيْ شَرْحِ النُّخْبَةِ مِنْ اَهْلِ الْاِسْتِقْرَاءِ التَّامِّ فِيْ نَقْدِ الرِّجَالِ قُدِّسَ اللّٰهُ سِرَّهُمَا فِي التَّارِيْخِ يُوْسُفُ بْنُ الشَّيْخِ الصَّالِحِ زَكِيِّ الدِّيْنِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يُوْسُفَ شَيْخُنَا الْاِمَامُ الْعَلَّامَةُ الْحَافِظُ النَّاقِدُ الْمُحَقِّقُ الْمُقْتَدٰى مُحَدِّثُ الشَّامِ جَمَالُ الدِّيْنِ اَبُو الْحَجَّاجِ الْقُضَاعِيُّ الْكَلْبِيُّ الْمُزِّيُّ ثُمَّ الدِّمَشْقِيُّ الْبُغْوِيُّ الشَّافِعِيُّ بَدْرِي الْحَدِيْثُ كَمَا فِي النَّفْسِ مَتْنًا

"اس بیان میں کہ خواجہ حسنؓ نے حدیث شریف جناب علی مرتضٰےؑ سے سنی ہے"

شیخ جمال الدین المزی (اللہ تعالیٰ ان کی روح کو تر و تازہ رکھے اور ہم پر ان کی فتوح کے دروازے کھولے) نے سماع حسنؓ با علی مرتضٰےؑ کو اپنی تصنیف شرح النخبۃ میں بہت صراحت سے بیان کیا ہے مزی کے ثقہ ہونے کی توثیق، معتبر، محدث ذہبی نے کی ہے۔ ذہبی کے ثقہ ہونے کی تصدیق ابن حجر عسقلانی نے کی ہے اور ابن حجر کی بزرگی محدثین میں مانی ہوئی ہے۔ ذرا غور کیجیے کہ جس کی تعریف ذہبی اپنی تاریخ میں یوں کرے اس کا مصرح بیان "سماع حسنؓ" کی بابت کس قدر کافی ہوگا۔ یوسف بن عبدالرحمٰن، جمال الدین لقب، ابوالحجاج کنیت قبیلہ قضاء سے منسوب۔

وَ اِسْنَادًا اَوْ اِلَيْهِ الْمُنْتَهٰى فِيْ مَعْرِفَةِ
الرِّجَالِ وَطَبَقَاتِهِمْ وَمَنْ نَظَرَ
فِيْ كِتَابِهٖ تَهْذِيْبِ الْكَمَالِ عَلِمَ
مَحَلَّتَهٗ مِنَ الْحِفْظِ فَمَا رَأَيْتُ مِثْلَهٗ
وَلَا رَاٰى هُوَ مِثْلَ نَفْسِهٖ عِيْسٰى
فِيْ مَعْنَاهُ وَكَانَ يَنْطَوِيْ عَلٰى
دِيْنٍ وَّسَلَامَةِ بَاطِنٍ وَّتَوَاضُعٍ وَ
فَرَاغَةٍ مِنَ الرِّيَاسَةِ وَقَنَاعَةٍ
وَحُسْنِ سَمِيَّتِهٖ وَقِلَّةِ كَلَامٍ
وَكَثْرَةِ احْتِمَالٍ وَكُلُّ اَحَدٍ
مُحْتَاجُ الْكَمَالِ فِيْ تَهْذِيْبِ
الْكَمَالِ اِلٰى تَهْذِيْبِ الْكَمَالِ فِيْ
مَعْرِفَةِ الرِّجَالِ لِعَبْدِ الْغَنِيِّ
الْمَقْدَسِيِّ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسٰى
الْجُرَشِيُّ حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ
عُبَيْدَةَ قَالَ سَأَلْتُ الْحَسَنَ
قُلْتُ يَا اَبَا سَعِيْدٍ اِنَّكَ تَقُوْلُ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَ اِنَّكَ لَمْ تُدْرِكْهُ قَالَ
يَا ابْنَ اَخِيْ لَقَدْ سَأَلْتَنِيْ عَنْ شَيْءٍ
مَا سَأَلَنِيْ عَنْهُ اَحَدٌ قَبْلَكَ وَلَوْلَا

شافعی المذہب، علم لغت میں باکمال
شیخ المحدثین، حافظ و امام و محقق صحیح
کو ضعیف حدیث سے اور ثقہ راوی کو
غیر ثقہ سے پرکھنے والے علم اور علماء کے
لیے انکی ذات بس مفید ہے۔ مزی دمشق
کی ایک بستی کے رہنے والے، بدری اصحاب سے
روایت کرنے والے ہیں۔
مزی کی تصنیف "تہذیب الکمال" کو
دیکھنے والا مزی کے علم و حفظ کے مرتبہ
کو خوب جانے پہچانے گا کہ وہ بے مثل
حافظ و عالم حدیث ہے۔ مزی پکے، سچے
دیندار، بڑے متواضع، تھوڑی روزی پر
قناعت کرنے والے بہت نیک سیرت
بردبار بزرگ گزرے ہیں۔ انکا قلب سلیم
آفاتِ نفسانیہ اور حبِ جاہ و مال سے
محفوظ و بے نیاز رہا۔ اہلِ علم اُن کی کتاب
"تہذیب الکمال" سے نفع اٹھانے کے
ضرورت مند ہیں۔ یہ کتاب عبدالغنیؒ
کی تصنیف "تہذیب الکمال" فی معرفت
الرجال کی آئینہ دار ہے۔
مزی کہتا ہے کہ محمد بن موسیٰ نے کہا کہ ہم سے

مَنْزِلَتُكَ مِنِّيْ مَا اَخْبَرْتُكَ
اِنِّيْ فِيْ زَمَانٍ كَمَا تَرٰى وَكَانَ
فِيْ عَمَلِ الْحَجَّاجِ كُلُّ شَيْءٍ
سَمِعْتَنِيْ اَقُوْلُهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ
عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ
غَيْرَ اَنِّيْ فِيْ زَمَانٍ لَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ
اَذْكُرَ عَلِيًّا اَخْبَرَنَا بِذٰلِكَ
اَبُوْ اِسْحٰقَ بْنُ الدَّرَاجِيْ عَنْ اَبِيْ
جَعْفَرِ الصَّيْدَلَانِيْ اِذْنًا قَالَ
اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَلِيٍّ الْحَدَّادُ قَالَ
اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا
اَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ
عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَكَرِيَّا
الْاَطْرُوْشُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ
مُحَمَّدُ بْنُ حَنِيْفَةَ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسَى الْجَرَشِيُّ
اِنْتَهٰى هٰذَا النَّصُّ صَرِيْحٌ فِيْ اِثْبَاتِ
سَمَاعِ الْحَسَنِ مِنْ عَلِيٍّ الْمُرْتَضٰى
كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ لِاَنَّ الشَّيْخَ
جَمَالُ الدِّيْنِ الْمِزِّيْ ثِقَةٌ عِنْدَ

ثمامہ نے یہ بات بیان کی۔ ثمامہ نے کہا ہم
سے عطیہ نے اُن سے یونس نے۔ یونس
نے کہا میں نے حسن بصریؓ سے پوچھا
کہ آپ کہتے ہیں کہ "فرمایا رسول اللہ ﷺ نے"
حالانکہ آپ نے عہدِ رسالت ﷺ نہیں پایا
تو حسن بصریؒ نے جواب دیا کہ اے بھتیجے
تو نے وہ بات پوچھی ہے جو کسی نے نہیں پوچھی
اور اگر ہم میں باہم دوستی نہ ہوتی تو میں
ہرگز تجھے نہ بتاتا۔ سُن! میں جس دور
(زمانہ حجاج ثقفی) سے گزر رہا ہوں تو
دیکھ رہا ہے۔ حکامِ وقت علیؓ کے دشمن
ہیں تو جو احادیث میں نے مولا علیؓ سے
سُنی ہیں انکی روایت بواسطہ علیؓ کرنے کا
امکان نہیں پاتا۔ اس لئے ذاتِ پاک
جنابِ رسالت مآب ﷺ سے منسوب کر دیتا
ہوں کہ یہ ایک حقیقت ہے صورت
سے مُبرا۔
مزی اپنا سلسلہ روایت یوں بیان کرتا
ہے۔ میں نے خبر پائی ابو اسحاق سے اس نے
ابو جعفر سے بطریق اذن۔ اس نے بو علی
سے، اس نے ابو نعیم سے، اس نے ابو

الَّذِيْ وَشُيُوْخُ الْمِزِّيِّ مَا هُوَ عِنْدَ
الْمِزِّيِّ فَمَنْ اَنْكَرَ سِمَاعَ الْحَسَنِ
الْبَصَرِيِّ عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ
مَعَ مُلَاحِظَةِ هٰذِهِ الْمَقُوْلَةِ وَكَاَنَّهُ
يَطْعَنُ وَيُنْكِرُ الْمُحَدِّثِيْنَ الَّذِيْنَ
يَجْتَمِعُوْنَ فِيْ هٰذِهٖ لِرِوَايَتِهٖ
وَالصَّدَاقَةِ عِنْدَ الْكُلِّ وَاحِدٌ مِنَ
الْمِزِّيِّ اِنَّ الْحَسَنَ مُسَلَّمَةٌ وَمُصَدَّقَةٌ
عِنْدَ الْكُلِّ وَهٰذَا الْقَدْرُ كَافٍ فِيْ
صِحَّةِ سِمَاعِهٖ وَثُبُوْتِ لِقَائِهٖ
قَالَ زُبْدَةُ الْعَارِفِيْنَ وَقُدْوَةُ
الْمُحَدِّثِيْنَ مُسْتَنَدُ قَوَاعِدِ
الطَّرِيْقَةِ الْجَامِعُ بَيْنَ الشَّرِيْعَةِ
وَالْحَقِيْقَةِ هَادِي الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ
الشَّيْخُ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَسَنِ بْنِ
شَهَابِ الْكُوْرَانِيْ الشَّهْرَزُوْرِيِّ
الْمَدَنِيْ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ الَّذِيْ
هُوَ شَيْخُ شَيْخِ صَاحِبِ الْمَقَامَاتِ
الْخَبَرِيَّةِ وَالْكَرَامَاتِ الْجَلِيْلَةِ
الشَّيْخُ وَلِيُّ اللّٰهِ الْمُحَدِّثُ سَلَّمَهُ اللّٰهُ
تَعَالٰى وَاَبْقَاهُ فِيْ فَنِّ الْحَدِيْثِ كَمَا

نعیم سے اس نے ابو القاسم سے اس نے ابو جنید سے
اس نے محمد بن موسیٰ سے اور اسکے شیوخ نے
تا حسن بصریؓ. اس نقلِ صریح سے صاف
ظاہر ہے کہ خواجہ حسن بصریؓ نے جناب
مولا علیؓ سے رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
حدیثیں سنیں۔ اس بنا پر کہ شیخ مزی ذہبی
جیسے معتمد کے نزدیک ثقہ ہے اور شیوخ
مزی، اسحاق سے یونس تک، مزی کے
نزدیک کذب و خطا سے مامون ہیں۔
اب جو "سماع حسنؓ" با علی مرتضےؑ کا انکار
کرے وہ ان سب محدثین پر طعن و
انکار کا مرتکب ہوگا جو اس روایت میں
جمع ہیں حالانکہ تمام محدثین کے نزدیک
مزی سے حسنؓ تک سب کا راست گو
ہونا مسلّم ہے۔ یہ واقعی "سماع و لقائے حسنؓ
با علی مرتضیٰؑ" کے صحیح ثابت ہونے کیلئے
کافی و وافی ہے۔
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے
شیخ الحدیث طاہر محمدؒ کے والد بزرگوار شیخ
ابراہیم نے رسالہ انباہ النباہ میں کلمۂ
طیبہ کے اعراب کی تحقیق کرتے ہوئے لکھا

يَفْهَمُ مِنْ مَكْتُوْبِ الَّذِيْ اَرْسَلَهٗ
اِلٰى تِلْمِيْذِهٖ مِيَانْ دَاؤدْ رِوَايَةَ
صَحِيْحِ الْبُخَارِيْ وَغَيْرِهٖ مِنَ
الْكِتَابِ السِّتَّةِ وَمُسْنَدَ
الدَّارِمِيْ وَكِتَابِ الْمَصَابِيْحِ بِحَقِّ
قِرَاْئِيْ لِلْبُخَارِيْ وَسِمَاعِ الدَّارِمِيْ
اِجَازَةَ الْبَاقِيْ مَعَ الْقِرَاْءَةِ اَوْ اَهْلِهَا
عَلَى الشَّيْخِ اَبِيْ طَاهِرٍ مُحَمَّدِ بْنِ
اِبْرَاهِيْمَ الْكُرْدِيْ عَنِ الشَّيْخِ
اَحْمَدَ الْقُشَاشِيْ عَنِ الشَّيْخِ اَحْمَدَ
الشَّنَاوِيْ فِيْ رِسَالَتِهٖ اَنْبَاءِ الْاَنْبَاهِ
فِيْ اِعْرَابِ كَلِمَةِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَمِنْهَا مَا ذَكَرَهُ الشَّيْخُ جَلَالُ
الدِّيْنِ اَبُوْ الْمُحَاسِنِ يُوْسُفُ بْنُ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ الْعَجَمِيْ الْكُوْرَانِيْ
فِيْ رِسَالَتِهٖ رَيْحَانِ الْقُلُوْبِ فِي التَّوَا
صُلِ اِلَى الْمَحْبُوْبِ يَسْاَلُ عَلِيٌّ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
دُلَّنِيْ عَلٰى اَقْرَبِ الطُّرُقِ اِلَى اللّٰهِ
وَاَسْهَلِهَا عَلٰى عِبَادِهٖ وَاَفْضَلِهَا

ہے کہ حسنؒ بصری کی "سماعِ حدیث
بعلی مرتضےٰؓ" کے دلائل میں سے ایک
یہ بھی ہے کہ یوسف نے رسالہ ریحان
القلوب میں ذکر کیا ہے کہ "رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے جناب علی مرتضےٰ
کرم اللہ وجہہ الکریم نے دریافت کیا،
یارسول اللہؐ. مجھ کو اللہ کی طرف جانے
والے نزدیک تر اور بہترین طریق سے
آگاہی بخشیے. حضور پُرنور صلی اللہ علیہ
وآلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا. اے علیؓ ہمیشہ
خلوت میں ذکرِ خدا کیا کرو. عرض کی.
حضرتؐ! یہ ذکر تو عام طور پر سب ہی
کرتے ہیں فرمایا. قیامت قائم نہ ہوگی
جب تک ایک ذاکر بھی روئے زمین پر
باقی رہے گا. عرض کی میں کس طرح ذکر
کیا کروں؟ فرمایا آنکھیں بند کرکے مجھ سے
تین مرتبہ سنو پھر تم بھی تین مرتبہ اسی طرح
ذکر کرو. حضورؐ نے آنکھیں بند کرلیں اور
تین مرتبہ بلند آواز سے لا الٰہ الا اللہ پڑھا
اور علیؓ سے فرمایا، ہاں! انھوں نے بھی
بلند آواز سے تین مرتبہ ذکرِ نفی و اثبات

عَبْدُ اللّٰہِ فَقَالَ یَا عَلِیُّ عَلَیْكَ بِمُدَا
وَمَةِ ذِكْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی فِی الْخَلَوَاتِ
فَقَالَ عَلِیٌّ رض هٰكَذَا اَفْضَلُهُ الذِّكْرِ
وَكُلُّ النَّاسِ ذَاكِرُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا عَلِیُّ
لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ وَعَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ
مَنْ یَّذْكُرُ اللّٰهَ فَقَالَ عَلِیٌّ كَیْفَ
اَذْكُرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ فَاغْمِضْ
عَیْنَیْكَ وَاسْمَعْ مِنِّیْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ
ثُمَّ قُلْ اَنْتَ قُلْتُ مَرَّاتٍ وَاَنَا
اَسْمَعُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ
مُغْمِضًا عَلَیْهِ رَافِعًا صَوْتَهٗ وَعَلِیٌّ
رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ یَسْمَعُ ثُمَّ قَالَ
عَلِیٌّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَالنَّبِیُّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ ثُمَّ
لَقَّنَ عَلِیٌّ الْحَسَنِ الْبَصَرِیِّ وَذَكَرَ
جَمِیْعُ السِّلْسِلَةِ هٰكَذَا اِلٰی اَنْ قَالَ
وَهُوَ لَقَّنَ الشَّیْخُ عَبْدُ الْقُدُّوْسِ
الْعَبَّاسِیَّ وَالشَّنَاوِیُّ وَهُوَ لَقَّنَ
وَلَدَهُ الشَّیْخُ عَلِیًّا وَهُوَ لَقَّنَ

کیا اور نبیؐ نے سُنا۔ پھر نبیؐ کا یہی طریق
علیؓ نے حسن بصری کو تلقین فرمایا۔
اور حسن بصریؓ سے جتنے سلسلے عالم
میں پھیلے سب مشائخ اسی طرح اپنے
ارادت مندوں کو تلقین فرماتے رہے۔
چنانچہ شیخ نے عبدالقدوس کو، انھوں
نے اپنے فرزند شیخ علی کو، شیخ علی نے
صفی الدین احمد ابن محمد الدجانی کو یہ ذکر
تلقین کیا۔ شیخ صفی الدین سے بیشمار
ارادت مندوں نے یہ تلقین پائی۔ ان
میں سے ایک شیخ شہاب بن حسن
شہاب مدنی بھی ہیں۔
شیخ اکبرؒ نے فتوحاتِ مکیہ کے ۲۷۶ ویں
باب میں لکھا ہے کہ علمِ وہبی کا طریقہ
جوذات البحث سے حاصل ہوتا ہے
وہ اولیاء کا ذکر ہے۔ فکر اور ذکر کی
اس تلقین کا ذکر رسالہ "ریحان القلوب"
کی طرح حافظ ابوالفتوح الطاؤسی نے
بھی کیا ہے۔ اسمیں سماعِ حسنؓ لعلیؓ
مرتضیٰؓ کو راجح قرار دیا ہے۔ اور
شیخ ابراہیم مدنی نے بیان کیا ہے

لِسَيِّدِنَا وَشَيْخِنَا وَقُدْوَتِنَا اِلَى
اللّٰهِ تَعَالٰى الْاِمَامِ فِى شَرِيْعَةِ
وَالطَّرِيْقَةِ وَالْحَقِيْقَةِ وَلَا لَنْظَرَ
لُاَحَدِيَّ الْوَارِثُ الْمُحَمَّدِيُّ مَرْكَزُ
دَوَائِرِ الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ الْمُحِيْطُ
بِالْمَقَاتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَهِيَ الْعِزَّةُ
وَالْجَبَرُوْتُ فَرْدُ زَمَانِهٖ غَوْثُ
اَوَانِهٖ سَيِّدِىْ صَفِيُّ الدِّيْنِ اَحْمَدُ
بْنُ مُحَمَّدِ الدَّجَانِىْ الْمَدَنِىْ الشَّهِيْرِ
بِالْقِشَاشِىْ نَفَعَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى بِهٖ
فِى الدَّارَيْنِ وَهُوَ لَقَّنَ خَلْقًا لَا
يُحْصِيْهِمْ اِلَّا اللّٰهُ مِنْهُمْ مُلْتَمِسُ
بَرَكَاتِهٖ وَبَرَكَاتِهِمْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ
حَسَنَ بْنِ شِهَابِ الْكُوْرَانِيُّ
الشَّهْرُزُوْرِيُّ ثُمَّ الْمَدَنِيُّ كَانَ
اللّٰهُ لَهٗ عَنْهُ فِىْ كُلِّ مَالَهٗ اَمِيْنُ
هٰذَا الطَّرِيْقُ نَفَعَنَا اللّٰهُ بِهٖ فِى
الدَّارَيْنِ اَوْرَدْنَاهُ عَلَى الْاِنْفِرَادِ
تَبَعًا لِلْحَدِيْثِ تَبَرُّكًا وَهٰذَا
اَخْرَجَهُ الْحَافِظُ اَبُو الْفُتُوْحِ
الطَّاؤُسِيُّ نَحْوَمَا فِىْ رَيْحَانِ

کہ حفاظِ حدیث کا اس باب میں
اختلاف ضرور ہے مگر قول راجح یہی
ہے کہ حسن بصریؓ نے علی مرتضےٰؑ سے
حدیث سماعت کی اور لقائے مولا.
حسنؓ کو بطریق احسن حاصل ہوا.
جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ
جیسے حافظِ حدیث و امامِ علم کلام
نے اتحاف الفرق میں اس ترجیح کا
موجہ ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ
اثباتِ سماع حسن بصریؓ با امیرِ
المؤمنین علی مرتضےٰؑ چند وجوہ سے
میرے نزدیک راجح ہے. سیوطیؒ کے
علاوہ شیخ ضیاء المقدسی نے اپنی کتاب
"مختارہ" میں اثباتِ سماع کی ترجیح مدلل
بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حسنؓ کی روایات
حدیث جناب علی مرتضےٰؑ سے صحیح ہے
جو بے خبر اس سے انکار کرے اسے بتادو
کہ ابن حجر جیسے جلیل القدر محدث
و حافظ الحدیث نے سماعِ حسنؓ کو
صحیح قرار دیا ہے. سیوطی کا فتویٰ اور
ہمارے شیخ الحدیث کی کتاب "سمطِ مجید"

الْقُلُوْبِ ثُمَّ الرَّاجِحُ اَنَّ الْحَسَنَ
الْبَصَرِيُّ سَمِعَ مِنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ
طَالِب رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ
فَاِنَّ الْحُفَّاظَ مُخْتَلِفُوْنَ فِيْ
ذٰلِكَ فَاَنْكَرَهٗ جَمَاعَةٌ مِنْهُمْ
وَاَثْبَتَهٗ جَمَاعَةٌ قَالَ الْحَافِظُ
السُّيُوْطِيُّ فِيْ اِتْحَافِ الْفِرَقِ وَهُوَ
اَيِ الْاِثْبَاتُ هُوَ الرَّاجِحُ عِنْدِيْ
بِوُجُوْهٍ وَقَدْ رَجَّحَهٗ اَيْضًا ضِيَاءُ
الْمَقْدَسِيُّ فِي الْمُخْتَارَةِ فَاِنَّهٗ
قَالَ قَالَ الْحَسَنُ ابْنُ اَبِي الْحَسَنِ
الْبَصَرِيُّ عَنْ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَقِيْلَ
لَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ وَنَبَّهَ عَلٰى هٰذِهِ
الْعِبَارَةِ الْحَافِظُ بْنُ حَجَرٍ فِيْ اَطْرَافِ
الْمُخْتَارَةِ وَلٰكِنَّهٗ بَعْدُ رَجَّحَ سَمَاعَهٗ
وَصَحَّحَهٗ ثُمَّ سَاقَ الْوُجُوْهَ
الْمُرَجِّحَةَ لِسَمَاعِهٖ فَمَنْ شَاءَ
فَلْيُرَاجِعْهَا فِيْ فَتَاوَى السُّيُوْطِيِّ
فِي السِّمْطِ الْمَجِيْدِ لِشَيْخِنَا
نَفَعَنَا اللّٰهُ بِهٖ بِاَوْقَاتِهٖ سَاقَهَا

پڑھ لے۔ شیخ نے سیوطی کے "اتحاف الفرق" پر مناسب اور مفید اضافے کئے ہیں۔ مزید برآں محدثین میں جو عالی مرتبہ صوفیہ ہیں انھوں نے بھی تلقینِ ذکر والی صحیح ترین حدیث سے اس کو صحیح بلکہ اصح مانا ہے۔ جیسے شیخ الحدیث و شیخ الطریق علامہ زین الدین الخوافی۔

یہ فیصلہ تو اہلِ فنِ حدیث کی بنیاد کے طور پر ہے جو موضوع سے یہ مُراد لیتے ہیں کہ بحسبِ روایت و سند صحیح نہیں ہے۔ اب رہا بزرگانِ دین میں اہلِ کشف کا حال، تو اُن کا اعتماد اس دلیل پر ہے کہ منجانب اللہ اُن کو جو القا ہوتا ہے وہ خبر اور نفسُ الامر کے مطابق ہوتا ہے۔

اکابر اہلِ طریق میں سے حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ نے فتوحاتِ مکیہ کے باب ۱۸۸ میں لکھا ہے کہ بہت سی حدیثیں ثقات سے مروی صحیح مشہور ہیں مگر نفسُ الامر میں وہ صحیح نہیں اور اکثر احادیث ضعیف

اَیْ اِتِّحَافُ الْفَرْقِ بِتَمَامِهَا وَزَادَ
عَلَيْهَا مَا يُنَاسِبُ الْمَقَامَ وَ اِذَا
صَحَّ السِّمَاعُ وَاللِّقَاءَ وَقَدْ
وَصَلَ سَنَدَ تَلْقِيْنِ الذِّكْرِ مِنْ
طَرِيْقِ الْحَسَنِ الْبَصَرِيْ جَمَاعَاتٌ
مِنَ الصُّوْفِيَّةِ وَمِنْهُمُ الْحُفَّاظُ
كَالْحَافِظِ اَبِى الْفُتُوْحِ الطَّاؤُسِيْ
وَصَلَهٗ مِنْ طَرِيْقِ شَيْخِهٖ زَيْنِ
الدِّيْنِ الْخَوَافِيْ وَالْمُثْبَتُ مُقَدَّمٌ
عَلَى النَّافِيْ كَانَ وَصَلَ سَنَدَ
تَلْقِيْنِ الذِّكْرِ اَكْبَرُ اَصَحَّ هٰذَا
بِحَسَبِ بُنْيَانِ فَنِّ الْحَدِيْثِ وَاَهْلِهٖ
وَ اَمَّا اَكَابِرُ اَهْلِ الطَّرِيْقِ فَهُمْ
عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ فِى النَّفْيِ وَلَا
ثُبَاتِ فَاِذَا اَثْبَتُوْا شَيْئًا وَخَبَرَ
مُوَابِهٖ فَهُوَ مُوَافِقٌ لِلْوَاقِعِ اِنْتَهٰى
فَاِنْ قِيْلَ اِنْ تَمَسُّكَ بِالْاِ
سْتِصْحَابِ وَظَاهِرِ الْحَالِ فَهُوَ
فِىْ حُكْمِ الْبَاقِيْ وَاِنْ كَانَ مُنْشَاءً
وَمَنْ اَثْبَتَ زِيَادَةً فِى الْعِلْمِ كَانَ
مُثْبَتَةً وَاِنْ كَانَ نَافِيًا كَمَا ثَبَتَ

الاسناد نفس الامر میں صحیح ہیں اِس
طائفے کو ایسی احادیث کی صحت کا
ادراک اپنی خداداد بصیرت سے ہوتا ہے
جو تقویٰ کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہونے کی
برکت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے
ایمان والو! اگر تم تقویٰ اپنا شعار بنالو
گے تو ہم سے فرقان پالوگے" (ترجمہ زائد علی المتن ہے۔)
اگر یہ کہا جائے کہ جو لوگ اس استصحاب
اور ظاہر حال سے تمسک کرتے ہیں وہ
نفی کرنے والے کے حکم میں ہوں گے اگرچہ
ظاہر مثبت ہو (استصحاب کے یہ معنی ہیں
کہ جو کچھ حال میں ہو رہا ہو اس پر ماضی
کو قیاس کریں جیسے پن چکی کا پانی جو
حال میں منقطع نہ ہو کہا جائے کہ ماضی
میں بھی منقطع نہ تھا۔) اور جو شخص
زیادتی علم کو ثابت کرے تو وہ مثبت
ہوگا اگرچہ ظاہر میں نفی کرنے والا
ہو (مثلاً یہ کہے کہ پانی نجس نہیں ہے
اس وجہ سے کہ میں دریا سے لایا ہوں
اور اب تک اس کو دیکھ رہا ہوں اور
یہی قاعدہ اصول فقہ میں ثابت ہے)

فِي الْأُصُوْلِ فَمَنْ أَثْبَتَ الْإِتِّصَالَ
بِالْمُعَاصَرَةِ فَهُوَ فِي حُكْمِ النَّافِي
وَمَنْ نَفَى الْإِتِّصَالَ بِوُجُوْدِ الْمُعَا
صَرَةِ فَيَكُوْنُ مَعَهُ زِيَادَةُ عِلْمٍ
وَفِي حُكْمِ الْمُثْبِتِ قُلْتُ إِنْ كَانَ
النَّافِي يَنْفِي الْإِتِّصَالَ بِوُجُوْدِ
الْمُعَاصَرَةِ وَالْإِجْتِمَاعِ فِي الْمَدِيْنَةِ
الشَّرِيْفَةِ شَهْرًا بَعْدَ شَهْرَيْنِ فِي
الْمَسْجِدِ الشَّرِيْفَةِ وَجَوَابُ الْحَسَنِ
فِي سُؤَالِ تِلْمِيْذِهٖ وَيُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ
مَالِكٍ لَمْ يُدْرِكْ زَمَانَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُوْلُ قَالَ. وَرُجُوْعُ
الشَّيْخِ بْنِ الْحَجَرِ مِنْ قَوْلِهٖ سَابِقُ
بِعَدَمِ السِّمَاعِ وَصَحَّحَهُ وَقَوْلُ
أَبِي زُرْعَةَ تَبَعَةَ الْحَسَنَ عَلِيَّ ابْنَ
أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ
فِي سِنِّ أَرْبَعَةَ عَشَرَ وَقَوْلُ عَلِيِّ
بْنِ الْمَدِيْنِيِّ بِرِوَايَةِ الْحَسَنِ عَلِيًّا
بِالْمَدِيْنَةِ الشَّرِيْفَةِ زَادَهَا اللّٰهُ
شَرَفًا وَتَعْظِيْمًا بِالدَّلِيْلِ فَإِظْهَارُهٗ
لَازِمٌ أَنْ يَنْفِي الْإِتِّصَالَ بِوُجُوْدِ

پس جو شخص ثابت کرتا ہے حسن بصریؓ
کی احادیث کے اتّصال کو محض
اُن کے معاصر ہونے سے حضرت علیؓ
کے ساتھ، تو گویا وہ نفی کرنے والے
کے حکم میں ہے۔ یعنی وہ کہتا ہے کہ
میں اتّصال کا علم نہیں رکھتا۔ مخفی
نہ رہے کہ اتّصال کا اثبات حسنؓ کے
اپنے شاگرد کو جواب دینے سے اور
حدیث تلقین ذکر اثبات، معاصرے
کا وجود نہیں ہے۔ تو یہ اعتراض اُس
شخص پر ہے جو اثبات اتّصال کو
صِرف معاصرت سے کر رہا ہو اور جو شخص
حسن بصریؓ کی حدیث کے اتّصال کی
نفی کر رہا ہو باوجود علیؓ کے ساتھ حسنؓ
کے ہم عصر ہونے کی تو ہو سکتا ہے
کہ وہ شخص حقیقتاً زیادہ علم حکم اثبات
میں کر رہا ہو۔ گویا کہ تمام اوقات کا احاطہ
کر کے اور حاضر قرار دے کر عدم اتّصال
کو نہیں پایا؟ تو میں اس کے جواب میں
کہوں گا کہ اگر نفی کرنے والا جو نفی
اتّصال کر رہا ہے اتّصال کے دلائل

الْمُعَاصَرَةِ بِاحْتِمَالِ الْعَدَمِ وَادِّعَاءِ
زِيَادَةِ الْعِلْمِ بِعَدَمِ اِصَابَةِ
قَوْلِ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ وَالضِّيَاءِ
الْمُقَدَّسِيِّ وَرُجُوعِ ابْنِ الْحَجَرِ
عَنْ قَوْلِهِ الْقَدِيْمِ وَغَيْرِهِمْ
مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ رَحِمَهُمُ اللّٰهِ
تَعَالٰى فِي السَّمَاعِ فَالْمُثْبَتُ اَوْلٰى
كَمَا يُفْهَمُ مِنْ عِبَارَةِ التَّوْضِيْحِ
اِنِ احْتَمَلَ النَّفْيُ اَنْ يُّعْرَفَ بِدَلِيْلٍ
وَاَنْ تُعْرَفَ بِنَاءً عَلَى الْعَدَمِ الْاَ
صْلِيِّ يُنْظَرُ فِيْ ذٰلِكَ فَاِنْ تَبَيَّنَ
بِالدَّلِيْلِ يَكُوْنُ كَالْاِثْبَاتِ وَاِنْ
تَبَيَّنَ اَنَّهُ بِنَاءٌ عَلَى الْعَدَمِ
الْاَصْلِيِّ فَالْاِثْبَاتُ اَوْلٰى قَالَ النَّوَوِيُّ
فِيْ شَرْحِ خُطْبَةِ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ
وَلَا يُقَالُ الْجَرْحُ مُقَدَّمٌ عَلَى
التَّعْدِيْلِ لِاَنَّ ذٰلِكَ فِيْمَا اِذَا
كَانَ الْجَرْحُ ثَابِتًا مُفَسَّرُ
السَّبَبِ وَاِلَّا فَلَا يُقْبَلُ الْجَرْحُ
اِذَا لَمْ يَكُنْ كَذَا وَقَالَ الْكِرْمَانِيُّ
غَفَرَهُ الْبَارِيْ فِيْ شَرْحِ الْبُخَارِيِّ

مذکورہ کے باوجود تو اظہار زیادتی
علم کا نفی کرنے والے پر لازم ہے اور مجرد
احتمال زیادتِ علم کیلئے کافی نہیں ہے اور
دلائل مذکورہ سے ایک[1] تو وجہِ معاصرت
ہے۔ دوسرے[2] حسنؓ کا اجتماع علیؓ کے ساتھ
ہر مہینے مدینہ منورہؔ میں بلکہ ہر روز پانچ
مرتبہ مسجدِ نبویؐ میں۔ تیسرے[3] حسنؓ کا اپنے
شاگرد یونس کو جواب۔ چوتھے[4] ابنِ حجر کا
رجوع کرنا عدم سماع کے قول سے ترجیح کی
طرف اور سماع کی تصحیح کرنا۔ پانچویں[5]
ابوزرعہ کا قول حسنؓ کی ۱۴ سال کی عمر
میں حضرت علیؓ سے بیعت کرنے کے بارے
میں۔ چھٹے[6] ابنِ مدینی کا قول۔
[1] اور اگر نفی کرنے والا باوجود معاصرت
کے اتصال کی نفی کرتا ہے بوجہ عدم ملاقات
معاصر کے اپنے معاصر کے ساتھ جو عقلاً
جائز ہے اور دعوی کرتا ہے اس نفی میں زیادتی
علم کا اس اعتقاد سے کہ یونس کا قول صحیح
نہیں ہے اور اسی طرح ضیائے مقدسی اور
ابنِ حجر کا رجوع کرنا اور دوسرے محدثین کے
قولِ حسنؓ کے حضرت علیؓ سے سماع کے بارے

فِی بَابِ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى عِنْدَ تَطْبِیْقِ الْحَدِیْثَیْنِ الَّذِیْنِ دَلَّ اَحَدُ هُمَا عَلَی الصَّلٰوۃِ فِی الْکَعْبَۃِ وَلْاٰخَرُ عَلَی النَّفْیِ عَنِ الصَّلٰوۃِ فِیْهَا وَاَجْمَعَ اَهْلُ الْحَدِیْثِ عَلَی الْاَخْذِ بِهٖ وَاِنَّهٗ بِلَالٌ لِاَنَّهٗ مُثْبِتٌ فَمَعَهٗ زِیَادَۃُ اَعْلَمٍ فَوَجَبَ تَرْجِیْحُهٗ وَاَمَّا نَفْیُ مَنْ نَفٰی کَاُسَامَةَ فَسَبَبُهٗ اَنَّهُمْ لَمَّا دَخَلُوا الْکَعْبَۃَ اَغْلَقُوا الْبَابَ وَاشْتَغَلُوْا بِالدُّعَآءِ فَرَاٰی اُسَامَۃُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدْعُوْا فَاشْتَغَلَ هُوَ اَیْضًا بِالدُّعَآءِ فِیْ نَاحِیَۃٍ مِنْ نَوَاحِی الْبَیْتِ وَالرَّسُوْلُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ نَاحِیَۃٍ اُخْرٰی وَبِلَالٌ قَرِیْبٌ مِنْهُ ثُمَّ صَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرَاٰهُ بِلَالٌ یَقْرَءُ بِهٖ وَلَمْ یَرَ اُسَامَۃُ لِبُعْدِهٖ مَعَ خِفَّۃِ الصَّلٰوۃِ وَاَغْلَاقِ الْبَیْتِ وَاشْتِغَالِهٖ بِالدُّعَآءِ وَجَازَ لَهٗ

میں درست نہیں ہیں، تو اس نفی کرنے والے قول سے مثبت کا قول اولیٰ ہے جیسا کہ توضیح کی عبارت سے سمجھا جاتا ہے۔ اگر نفی کا احتمال ہے جو دلیل سے معلوم ہو چکی ہے۔ اور احتمال رکھتی ہو کہ نفی کی بناء پر اصل کا عدم کرنا ہے کہ تمام اشیاء کی اصل، عدم ہے اور وجود حادث تو اس نفی میں غور کرنا چاہیے کہ اسکی بناء کس چیز پر ہے آیا دلیل پر یا عدم اصل پر۔ اب اگر ظاہر ہو کہ نفی دلیل سے ہے تو ممکن ہے کہ نفی مانند اثبات کے ہو اور ظاہری بناء پر نفی عدم اصل پر ہے تو اثبات اولیٰ ہے اور اسی سے معلوم ہوگا کہ راجح کی نفی اور اثبات کسی وقت میں نہیں ہے، بلکہ وہ مرجح کے مساوی ہے، اور نوویؒ نے صحیح مسلم کے خطبے کی شرح میں کہا ہے، یہ نہیں کہا جاتا ہے کہ جرح، تعدیل پر مقدم ہے کیونکہ جرح کی یہ تقدیم اس وقت ہے جبکہ جرح ثابت اور مفسّر ہو، بہ سبب جرح کے۔ اور اگر مفسّر نہ ہو تو جرح قبول نہیں کی جائیگی اور کرمانی نے صحیح بخاری کی شرح میں اک قولِ الٰہی کی بابت کہا ہے وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلًّی

النفیِ عملاً بنصّہٖ انتہیٰ فعلم من
قول المحدث الصادقِ ولکنہ
بعد رجح سماعہ انّ من انکر
السماع وا ستند الیٰ خاتم
المحدثین شہاب ابن الحجر
العسقلانی قدس سرّہ ما التفت
الیٰ استیعاب کلامہٖ اجلّ اللہ
رتبۃ فی العلیین وقنع علی
القول الاوّل کما یستفاد من
لفظہٖ ولکنہ بعدُ الخ والشیخ
وابراہیم الکردی روّح اللہ
روحہ ثقۃٌ مامونٌ مستندٌ
بریٌّ من ان یقول الکلام بغیر
تحقیقٍ وعلمٍ من قولہٖ وھٰذا
بحسب البیان فن الحدیث واھلہٖ
ای ماذکر من الکفار والسماع
وتلقین الذکر رافعًا بصوتہٖ
واطلاق لفظ الحدیث علیہ و
تاکیدہ من قول الحافظ والخرجۃ
ابو الفتوح الطاؤسی بحسب لسان
فن الحدیث ان ما قیل ان الصوفیۃ

نماز مقام ابراہیم میں کہ جائے مُعیّن ہے
پڑھیں"۔ مطابقت دونوں حدیثوں کے
درمیان کہ ایک تو پیغمبرِ خداؐ کے کعبے میں نماز
پڑھنے پر دلالت کرتی ہے اور دوسری نہ
پڑھنے پر اور یہ مقولہ قال ہے یعنی اہلحدیث
نے بلالؓ کی روایت لینے پر اتفاق کیا ہے
کیونکہ مثبت بلالؓ ہے پس بلالؓ کے ساتھ
علم کی زیادتی ہے تو اُنکی روایت کی ترجیح واجب
ہے لیکن کسی کا نفی کرنا کہ اس نے جو حضرت
کی نماز کی نفی کی ہے جیسے اسامہؓ، تو نفی
کا سبب یہ ہے کہ پیغمبر خداؐ، بلالؓ اور اسامہؓ
جب کعبہ میں داخل ہوئے تو انھوں نے کعبے کا
دروازہ بند کر دیا تاکہ ہجوم نہ ہو اور دُعائیں
مشغول ہو گئے۔ پس اُسامہ نے پیغمبر خداؐ کو
دیکھا کہ دُعا کر رہے ہیں تو اسامہ بھی دُعائیں
مشغول ہو گئے۔ حضور علیہ السّلام دوسرے
گوشے میں۔ بلالؓ حضور علیہ السّلام سے قریب
تھے اور حضور علیہ السّلام نے ہلکی نماز پڑھی
جو بلالؓ نے دیکھا یہ درست ہے، اسامہؓ کیلئے
نماز کی نفی کرنے اپنے عمل کی وجہ سے اپنے گمان
کے مطابق (کرمانی کا بیان ختم ہوا)

يَقُوْلُوْنَ بِتَلْقِيْنِ لِحَسَنٍ عَنْ عَلِيٍّ وَعِنْدَ التَّفْتِيْشِ لَا أَصْلَ لَهُ عِنْدَ الشَّيْخِ الْمُحَدِّثِ الْمُتْقِنِ الضَّابِطِ وَشُيُوْخِ الَّذِيْنِ أَسْنَدَ الْحَدِيْثَ بِهِمِ الشَّيْخُ إِبْرَاهِيْمُ الْكُرْدِيْ رُوِّحَ اللّٰهُ رُوْحَهُ۔

لیکن بعد میں محدث نے سماع کو ترجیح دی۔ تو معلوم ہوا کہ شیخ ابراہیم کردی محدث کے قول سے۔ وہ قول یہ ہے۔

"لیکن سماع کو بعد میں ترجیح دی" اور یہ پہلے کہا جا چکا ہے کہ جو شخص حسنؓ کے سماع علیؑ کا انکار کرے اور اس انکار کو منسوب کرے ابنِ حجر عسقلانی کی طرف تو وہ

*****

لائق التفات نہ ہوگا۔ اس لئے کہ اس نے ابن حجر کے تمام کلام پر غور نہیں کیا بلکہ اس کے اول قول پر ہی قناعت و اکتفا کر بیٹھا جبکہ ابراہیم کردی کے " ولکنہ بعد" سے استفادہ ہوتا ہے اور شیخ ابراہیم ثقہ، امین اور اہلِ حدیث میں مستند ہیں۔ نیز اس بات سے پاک ہیں کہ بغیر تحقیق کے کوئی بات کہیں۔ اُن کی تحقیق سے ثابت ہوا کہ یہ بموجب اصطلاح فن حدیث کے ہے اور اس قول کا مطلب یہ ہے کہ جو خبر حضرت حسنؓ بصری کی ملاقات علی مرتضٰیؑ کے ساتھ اور سماع کی بیان کی گئی ہے اور علیؑ کا تلقینِ ذکر کرنا اس حالت میں کہ وہ بلند آواز سے ہو اور لفظ حدیث کا اطلاق تلقینِ ذکر کی روایت پر نیز ابوالفتوح طاؤسی کے قول پر تاکید کرنا یہ تمام باتیں اہلِ حدیث کی اصطلاح کے موافق ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کچھ کہا گیا ہے کہ صوفیہ کہتے ہیں " حسنؓ نے علیؑ سے تلقین پائی"، تحقیق سے اس کی دلیل نہیں پائی گئی اور یہ قول ان کا کوئی اصلیت نہیں رکھتا۔ ابراہیم اور ان کے شیوخ حدیث کے نزدیک ضعیف ہے۔

## اَلْفَصْلُ الثَّامِنُ
## آٹھویں فصل

فِی الْاَحَادِیْثِ وَ اتِّصَالِهَا قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فِیْ مُسْنَدِهٖ حَدَّثَنَا رَوَاهُ اَبُوْبَکْرٍ قَطِیْعِیُّ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ هَیْثَمُ قَالَ اَنَا یُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ رُفِعَ الْقَلَمُ عَنِ الثَّلٰثَةِ عَنِ الصَّغِیْرِ حَتّٰی یَبْلُغَ وَعَنِ النَّآئِمِ حَتّٰی یَسْتَیْقِظَ وَعَنِ الْمُصَابِ حَتّٰی یُکْشَفَ عَنْهُ فَهٰذَا الْحَدِیْثُ مُتَّصِلٌ لِاَنَّهٗ قَالَ ابْنُ الْاَثِیْرِ فِیْ جَامِعِ الْاُصُوْلِ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ اِذَا رَوَیْنَا هٰهُنَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَالسُّنَنِ وَالْاَحْکَامِ تَشَدَّدُ فِی الْاَسَانِیْدِ وَ اِذَا رَوَیْنَا عَنْهُ فِیْ فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ وَمَا لَا یَضَعُ حُکْمًا وَلَا یَرْفَعُهٗ تَسَاهَلْنَا وَالتَّشَدُّدُ فِی الْاَسَانِیْدِ لَیْسَ عِبَارَةٌ اِلَّا عَنْ اَنْ یَکُوْنَ رِجَالُ الْاَسْنَادِ

(خواجہ حسن بصریؒ نے جناب علی مرتضےٰ سے جو احادیث روایت کی ہیں وہ متصل ہیں) امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مُسند میں وہ حدیث لکھی ہے جسے ابو بکر قطیعی نے روایت کیا۔ ابو بکر نے کہا ہم سے عبداللہ نے، عبداللہ نے کہا مجھ سے میرے والد امام احمدؒ نے، امام نے ہیثمؒ سے اُس نے یونس سے اس نے حسن بصریؒ سے حسن بصریؒ نے جناب علی مرتضےٰؑ سے اور جناب امیر المومنین نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ روایت کی، فرماتے تھے کہ تین شخص مرفوعُ القلم ہیں (ان کے افعال سے مواخذہ نہیں) بچہ جب تک بالغ نہ ہو، خفتہ جب تک بیدار نہ ہو اور مصیبت زدہ جب تک اس سے مصیبت دُور نہ ہو۔

یہ حدیث مُرسَل نہیں بلکہ مُتصِل ہے۔ اس لئے کہ ابنِ اثیر نے جامعُ الاُصول میں کہا ہے کہ امام احمد نے اپنا اصول یہ

ثِقَاتٌ مَامُونِيْنَ مَعْلُوْمَةٌ اَحْوَالُهُمْ
وَالْاَشَكَّ فِی اَنَّ هٰذَا الْحَدِیْثَ مِنَ
الْاَحْكَامِ الْعَالِیَةِ وَلَمَّا نَقَلَ قُدْوَةُ
الْمُحَدِّثِیْنَ فِیْ عَصْرِهِ الشَّیْخُ
اِبْرَاهِیْمُ الْكُرْدِیّ عَنْ شَیْخِهٖ
صَفِیُّ الدِّیْنِ الْمَشْهُوْرِ بِالْقَشَاشِیّ
عَنِ بْنِ الْحَجَرِ وَغَیْرِهِمَا مِنَ
الثِّقَاتِ الْمُحَدِّثِیْنَ الْحُفَّاظِ كَمَا
سَبَقَ ذِكْرُهٗ آنِفًا وَلِاَنَّ یُوْنُسُ
بْنَ عُبَیْدٍ الَّذِیْ هُوَ تِلْمِیْذُ الْحَسَنِ
جَرَّحَ سِمَاعَ الْحَسَنِ مِنْ عَلِیِّ
الْمُرْتَضٰی كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ
اَلْجَوَابُ الْحَسَنَ عَنْ سَوَالِهٖ بِاَنَّكَ
قُلْتَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ تُدْرِكْ زَمَانَهٗ
وَكَمَا مَرَّ سَابِقًا مِنَ الْمُزِّیِّ
قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ
فِیْ مُسْنَدِ عَلِیٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ
قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ
بَهْزٌ وَحَدَّثَنَا هُمَامٌ عَنْ قَتَادَةَ
عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَلِیٍّ اِنَّ النَّبِیَّ

بیان کیا ہے کہ جب میں رسول اللہؐ سے
حلال و حرام اور سنن و احکام کی حدیث
بیان کرتا ہوں تو اسانید کو احتیاطاً بڑی
مضبوطی سے بیان کرتا ہوں۔
اور جب فضائل اور اعمال کی یا ایسی حدیث
روایت کرتا ہوں جو حکم کی ثابت کرنیوالی
یا اٹھا دینے والی نہ ہوں تو اس موقع پر
اتنی شدت نہیں برتتا۔ اس تشدد کا یہ
مطلب ہے کہ راویانِ اسناد ثقہ ہوں۔
(غلط کہنے اور بھول جانے سے محفوظ
ہوں) اور تین ۳ شخصوں والی یہ حدیث
بے شک احکامِ عالیہ میں سے ہے اور
جو کچھ شیخ الحدیث ابراہیم الکردی نے
سماع حضرت حسن بصریؓ ثابت کیا ہے۔
انھوں نے اپنے شیخ قشاشی سے، انھوں نے
ابنِ حجر وغیرہ ثقاتِ محدثین سے ثابت
کیا ہے اور حدیث مذکور یوں بھی متصل ہے
کہ حسنؓ کے شاگرد رشید یونس نے اس
سماعِ حسنؓ کی تصریح کردی ہے۔ اس
واسطے کہ حسنؓ نے اپنے شاگرد یونس کو
اس بات کا جواب دیا ہے جو یونس نے

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلٰثَةٍ عَنِ النَّائِمِ
حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ عَنِ الْمَعْتُوْهِ اَوْقَالَ
الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يَعْقِلَ وَعَنِ الصَّغِيْرِ
حَتّٰى يَشِيْبَ اِنْتَهٰى وَهٰذَا الْحَدِيْثُ
مُتَّصِلٌ عِنْدَ الْاِمَامِ اَحْمَدَ ابْنَ
حَنْبَلٍ اِلَّا اَنَّهُ مُعَنْعَنٌ وَكُلٌّ
مُعَنْعَنَةٍ مُتَّصِلٌ عِنْدَهُ لِاَنَّهُ
قَالَ الْحَافِظُ جَلَالُ الدِّيْنِ السُّيُوْطِيُّ
فِيْ تَدْرِيْبِ الرَّاوِيْ فِيْ شَرْحِ تَقْرِيْبِ
النَّوَوِيِّ قَالَ وَمَا حَكَاهُ ابْنُ الصَّلَاحِ
قَبْلُ عَنْ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ مِنْ اَنَّ
عَنْ وَاِنَّ لَيْسَ مَا بِسَوَاءٍ مَنْزِلًا
بِضِىْ عَلٰى هٰذِهِ الْقَاعِدَةِ فَاِنَّ
الْخَطِيْبَ رَوَاهُ فِى الْكِفَايَةِ بِسَنَدِهٖ
اِلٰى اَبِىْ دَاوٗدَ قَالَ سَمِعْتُ اَحْمَدَ
قِيْلَ لَهٗ اِنَّ رَجُلًا قَالَ عَنْ عُرْوَةَ
اَنَّ عَائِشَةَ بِسَوَاءٍ قَالَ كَيْفَ هٰذَا
سَوَاءٌ لَيْسَ هٰذَا بِسَوَاءٍ فَاِنَّمَا فَرَّقَ
اَحْمَدُ بَيْنَ اللَّفْظَيْنِ لِاَنَّ عُرْوَةَ
فِى اللَّفْظِ الْاَوَّلِ لَمْ يُسْنِدْ ذٰلِكَ

پوچھی تھی کہ "آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں حالانکہ
آنحضرتؐ کا عہدِ مبارک آپ نے نہیں
پایا۔ جیساکہ مزّی کے حوالے سے اوپر گزرا
(اور حسنؓ نے جواب دیا ہے کہ اس صورت
میں ہماری روایت جنابِ علی مرتضےٰؑ سے
ہے)۔ امام احمدؒ کے قول کو ابو بکرؓ نے
روایت کیا اور کہا کہ ہم سے عبدُاللہ نے
اس نے اپنے والد امام احمد سے، امام
نے بہز اور عفّان سے، ان دونوں نے
ہمام سے، اس نے قتادہ سے، اس نے حسنؓ
سے، حسنؓ نے جناب علی مرتضےٰؑ سے اور
آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے،
مرفوع القلم والی حدیث روایت کی.
اور اس حدیث کو امام احمد نے بلفظ
عَنْ روایت کیا ہے اور ان کے نزدیک
مُعَنْعَنْ مُتَّصِل ہوا کرتی ہے اور یہ
حدیث یوں بھی متصل ہے کہ حافظُ
الحدیث علّامہ جلال الدین سیوطی شافعیؒ
نے تقریب النّووی کی شرح تدریب الرّاوی
میں کہا ہے کہ امام احمدؒ سے پہلے ابن الصّلاح

إِلَى عَائِشَةَ وَلَا أَدْرَكَ الْقِصَّةَ
فَكَانَتْ مُرْسَلَةً وَأَمَّا اللَّفْظُ الثَّانِي
فَأَسْنَدَ بِالْعَنْعَنِ فَكَانَتْ مُتَّصِلَةً
اِنْتَهَى وَقَالَ النَّوَوِيُّ فِي التَّقْرِيْبِ
قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَجَمَاعَةٌ لَا
يُلْحَقُ أَنَّ شُبْهَهَا بِعَنْ بَلْ يَكُوْنُ
مُنْقَطِعًا حَتَّى تَبَيَّنَ لَهُ السَّمَاعُ
وَقَالَ النَّوَوِيُّ فِي شَرْحِ صَحِيْحِ
مُسْلِمٍ فِي بَابِ صِحَّةِ الْاِحْتِجَاجِ
بِالْحَدِيْثِ الْمُعَنْعَنِ فَالْجُمْهُوْرُ عَلَى
إِنَّ لَفْظَهُ أَنَّ لَعَنْ فَيُحْمَلُ وَعَلَى
الْاِتِّصَالِ وَإِنْ كَانَتْ عَنْ لَا اتِّصَالِ
وَالصَّحِيْحُ الْأَوَّلُ أَوْ قَالَ النَّوَوِيُّ
أَيْضًا ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ
إِلَى أَنَّهُ لَا يُحْتَجُّ بِالْمُعَنْعَنِ مُطْلَقًا
لِاحْتِمَالِ انْقِطَاعٍ وَهٰذَا الْمَذْهَبُ
مَرْدُوْدٌ وَبِالْإِجْمَاعِ وَقَالَ أَيْضًا
فِي مُقَدِّمَةِ شَرْحِهِ الْمُسْلِمِ أَنَّ
مُسْلِمًا كَانَ مَذْهَبُهُ نَقْلَ الْإِ
جْمَاعِ فِي أَوَّلِ صَحِيْحِهِ إِنَّ الْإِسْنَادَ
الْمُعَنْعَنَ لَهُ حُكْمُ الْمَوْصُوْلِ بِسَمْعَتِهِ

نے جو حدیث لفظِ عَنْ اور اَنَّ سے بیان
کی ہے وہ برابر نہیں ہے اور عَنْ و اَنَّ کے
مُساوِیُ الْمَرْتَبہ نہ ہونے کی بابت
خطیب نے اپنی سند سے اَبُو داؤد کی طرف
روایت کی ہے یعنی ابو داؤد نے کہا ہے
کہ میں نے سُنا امام احمدؒ نے ایک سائل
کے اس سوال کے جواب میں کہا۔ اَنَّ
عَائِشَةَ رضؓ اور قَالَ عُرْوَةُ عَنْ
عَائِشَةَ رضؓ۔ دونوں لفظ کس طرح
برابر ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ نتیجہ یہ
نکلا کہ امام احمد نے اَنَّ اور عَنْ میں
یہی فرق رکھا ہے کہ اَنَّ کی نہ اسناد
اُمُّ المومنینؓ کی طرف ہے نہ قصّہ کا
ادراک احتمال رکھتا ہے کہ عروہ اور
اُمُّ المومنینؓ کے درمیان کوئی اور راوی
ہو اس لئے وہ مُرسل ہے اور عَنْ
سند مُعَنْعَنْ اس واسطے مُتّصِل
ہے کہ عروہ اور اُمّ المومنینؓ کے درمیان
کسی اور راوی کی گنجائش نہیں ہے
نَوَوِیؒ نے تقریب میں کہا ہے کہ امام احمدؒ
اور جماعتِ محدثین نے کہا ہے کہ اَنَّ

بِمجردِ كَوْنِ الْمُعَنْعَنِ وَالْمُعَنْعَنُ
عَنْهُ فِي عَصْرٍ وَاحِدٍ وَإِنْ لَمْ
يُثْبِتْ اِجْتِمَاعُهُمَا فَإِنْ قِيْلَ
عُلِمَ مِنْ قَتَادَةَ مَا حَدَّثَنَا الْحَسَنُ
عَنْ بَدْرِيٍّ مُشَافَهَةً وَمَا حَدَّثَنَا
سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ بَدْرِيٍّ
مُشَافَهَةً اِلَّا عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ
أَنَّ الْحَسَنَ وَسَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ
لَمْ يَلْتَقِيَا وَلَمْ يَسْمَعَا مِنْ عَلِيِّ بْنِ
أَبِيْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ أَنَّ عَلِيًّا
عِنْدَ بَدْرِيٍّ وَمَا حَدَّثَ الْحَسَنُ
عَنْ بَدْرِيٍّ وَلَا سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ
عَنْ وَاحِدٍ مِنَ الْبَدْرِيِّيْنَ لِقَتَادَةَ
غَيْرَ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ فَالْحَدِيْثُ
الَّذِيْ رَوَى الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ وَسَعِيْدُ
بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ
أَوْ عَنْ بَدْرِيٍّ آخَرَ مُرْسَلٌ لَا مُتَّصِلٌ
أُجِيْبَ لِوُجُوْهٍ الْأَوَّلُ أَنَّهُ لَا يُفْهَمُ
مِنْ عَدَمِ تَحْدِيْثِ الْحَسَنِ عَنِ الْبَدْرِيِّ
لِقَتَادَةَ عَدَمُ رِوَايَةِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ
عَنْ بَدْرِيٍّ أَصْلًا وَعَدَمُ مُشَافَهَتِهِ.

اور اس کی مثل کوئی لفظ عَنْ سے لاحق نہیں ہوتا بلکہ روایت اس سے منقطع ہوتی ہے ایسی صورت میں اَنَّ کو اتصال پر محمول کریں گے اور نووی نے شرح صحیح مسلم میں کہا ہے لفظ اَنَّ بھی مانند عَنْ کے ہے اسکو بھی اتصال پر محمول کریں گے مگر امام احمد یعقوب شیبہ اور ابو بکر البرزنجی نے روایت کو اَنَّ کے ساتھ اتصال پر محمول نہیں کیا اور صحیح مذہب یہ ہے کہ اَنَّ مختلف فیہ جمہور ہے۔ اِس کو اتصال پر محمول کرتے ہیں نووی نے یہ بھی کہا ہے کہ بعض علماء اس طرف ہیں کہ مطلق حجت نہیں لی گئی۔ وہ حدیث جس میں عَنْ کے ساتھ روایت ہو انقطاع کے احتمال کے وقت لیکن یہ بات بالاجماع رد کر دی گئی ہے۔

یہ رَد اطلاق عدم احتجاج کی طرف راجع ہے اور معنعن احتمال انقطاع و شک ہے اسلئے غیر معاصر کی روایت جو عن کے ساتھ کرے درست ہے اور حدیث منقطع ہوگی اور معنعنہ معاصر سے اتصال پر بالاتفاق محمول ہے جیسا کہ امام نووی کے کلام سے معلوم ہوا اس میں احتمال انقطاع غیر معتبر ہے علماء کے نزدیک جبکہ راوی سے یہ ثابت ہو کہ اس کی روایت بلا واسطہ ہے جیسا کہ حسن بصری سے ثابت ہے پس اسوقت احتمال انقطاع قطعاً نہیں

الحَسَنِ بَدْرِيًّا وَاِنَّمَا يَلْزَمُ هٰذَا اَوْ
قَالَ قَتَادَةُ قَالَ الحَسَنُ فَلحَدَّثَنَا
بَدْرِيٌّ وَمَا قَالَ بَلْ قَالَ مَا حَدَّثَنَا
الحَسَنُ اَوْ قَالَ قَتَادَةُ كُلَّ حَدِيْثٍ
اَخَذَ الحَسَنُ مِنَ الْاَصْحَابِ وَالتَّا
بِعِيْنَ مُتَّصِلًا كَانَ اَوْ مُرْسَلًا سَوَاءٌ
اُخَذَ الحَدِيْثَ الْوَاحِدَ مِنْ اَصْحَابٍ
لَهٗ وَاحِدًا اَوْ اَخَذَ الحَدِيْثَ الْوَاحِدَ
مِنْ اَصْحَابٍ كَثِيْرَةٍ يَعْنِيْ اَبِيْ
هُرَيْرَةَ وَسَمُرَةَ بْنُ جُنْدُبٍ وَاُسَامَةَ
بْنِ زَيْدٍ وَمَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ وَغَيْرِ
وَاحِدٍ حَدَّثَنِيْ بِتَمَامِهٖ بِجَمِيْعِ
رِوَايَتِهٖ وَاِنْ تَنَزَّلْنَا وَسَلَّمْنَا مَا
اَرَدْتُمْ مِنْ قَوْلِ قَتَادَةَ قِيَاسًا
وَهُوَ عَدَمُ رِوَايَةِ الحَسَنِ وَسَعِيْدِ
بْنِ المُسَيَّبِ عَنْ بَدْرِيٍّ لِقَتَادَةَ
لِاَنَّهٗ لِقَتَادَةَ صُحْبَةٌ لَا رَيْبَ فِيْهِ
وَاِنْ كَانَ الرِّوَايَةُ لِلْحَسَنِ عَنْ
عَلِيٍّ وَبَدْرِيٍّ اٰخَرَ وَلِسَعِيْدِ بْنِ
المُسَيَّبِ سَوَاءٌ سَعْدُ بْنِ مَالِكٍ
عَنْ بَدْرِيٍّ فَيَقُوْلَانِ لِقَتَادَةَ

اور نووی نے مقدمہ شرح صحیح مسلم میں کہا ہے
کہ مُسلم نے اپنا مذہب بلکہ علمائے حدیث کا اجماع
نقل کیا ہے کہ جس روایت کی سند میں عَنْ
ہو وہ موصُول کا حکم رکھتا ہے مثل اپنے سُننے
کے۔ عَنْ سُننے کے وقت اپنے ہم عصر سے اگرچہ
دونوں کا یکجا ہونا ثابت نہ ہو۔ پس[1] اگر یہ
اگر یہ کہا جائے کہ قتادہ کے قول سے معلوم ہوا کہ
حسن بَصری رض نے بدری اصحاب سے روایت نہیں کی
اور سعید ابن المسیّب نے صرف ایک بدری صحابی
سعد ابن مالک رض سے روایت کی ہے دوسرے
بدری سے نہیں کی اِسلیے قتادہ نے کہا کہ "بخدا
حسن بصری رض نے ہمارے ذریعے بدری اصحاب سے
روایت نہیں کی۔ سعید نے البتہ ایک سعد سے کی
ہے اس بناء پر حسن رض کی روایت علی ؑ سے جو
بلفظ عَنْ ہے۔ اتصال پر محمُول نہ ہوگی۔
تو اس[2] کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ حسن رض بصری[1] کے
قتادہ سے حدیث روایت نہ کرنے سے یہ لازم نہیں
آتا کہ حسن بصری رض کا کسی بدری صحابی سے مواجہ
نہ ہُوا ہو کیونکہ ایسا نہیں ہے، کہ قتادہ نے علی ؑ سے
بلفظ عَنْ یا بلفظ دیگر روایت کی ہو اور
وہ روایت تحدیث میں منحصر نہ ہو۔

وَمَا قَالَا لِفِعْلِ أَمَّا الْقِيَاسُ
إِنَّهُمَا مَا رَأَوْا مَا الْقِيَاسُ بُدْرِيًّا فَيَكُونُ
رِوَايَةُ الْحَسَنِ عَنْ عَلِيٍّ لِقَتَادَةَ
أَنْ لَا يَكُونَ لِلْحَسَنِ رِوَايَةٌ مُتَّصِلَةٌ
أَصْلًا عَنْ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ
اللّٰهُ وَجْهَهُ وَأَنَّ يُونُسَ بْنَ عُبَيْدٍ
الَّذِي قَالَ أَبُو زُرْعَةَ فِي شَأْنِهِ يُونُسُ
بْنُ عُبَيْدٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ قَتَادَةَ
لِأَنَّ يُونُسَ مِنْ أَصْحَابِ الْحَسَنِ
وَقَتَادَةُ لَيْسَ مِنْ أَقْرَانِ يُونُسَ
رَوَى الْحَدِيثَ عَنِ الْحَسَنِ عَلِيٍّ
مَرْفُوعًا قَالَ سَأَلْتُ الْحَسَنَ إِنَّكَ
قُلْتَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَمَا أَدْرَكْتَ زَمَانَ الرَّسُولِ
فَأَجَابَ الْحَسَنُ وَإِنِّي أَخَذْتُ
الْحَدِيثَ عَنْ عَلِيٍّ فِي الْإِسْنَادِ إِلَّا
لِمُلَاحَظَةِ زَمَانِ الْحَجَّاجِ وَقَالَ
مَوْلٰينَا عَلِيُّ الْقَارِي غَفَرَهُ الْبَارِي
فِي شَرْحِ شَرْحِ النُّخْبَةِ فِي بَيَانِ
الْمُرْسَلِ قَالَ جُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ
الْمُرْسَلُ حُجَّةٌ مُطْلَقًا بِنَاءً أَعْلَى

مَا حَدَّثَنَا اگر قولِ حسنؓ ہوتا تو
لازم آتا کہ حسنؓ نے کسی بدری سے روایت
کی اور ایسا ہے نہیں کیونکہ مَا حَدَّثَنَا قولِ
قتادہ ہے۔ یا بروئے قولِ مذکور حسنؓ کا بدری
سے روایت نہ کرنا جب لازم آتا کہ یا تو قتادہ
کا کہا ہوا حسنؓ کی ہر حدیث کیلئے (جو
اصحابؓ و تابعین سے روایت کی ہے) ہوتا
خواہ وہ حدیث متصل ہو یا مرسل اور
چاہے ایک حدیث ایک صحابی سے لی ہو
یا متعدد احادیث متعدد اصحابؓ سے
لی ہوں مثل ابوہریرہؓ۔ سمرہؓ بن جندب
اور معقل بن یسارؓ وغیرہ تو اور اگر منع سابق
سے منزل کریں اور تمہاری مراد کے موافق
حسنؓ کی عدم روایت اور سعید بدری کی قتادہ
سے مان لیں تو یہ دلیل ارادہ اور بیان قیاس
ہوگا (کہ بیشک قتادہ حسن بصریؒ سے
صحبت رکھتا ہے) اگر حسنؓ کی روایت
بدری سے ہوتی اور سعید کی سعد کے سوا
اور بدری سے بھی ہوتی۔ حسنؓ و سعید قتادہ
کیلیے کہتا اور بیان کرتا تھا۔ اس کے نزدیک
لازم منفی ہے کیونکہ حسنؓ و سعید نے اُن

الظَّاهِرِ وَحُسْنِ الظَّنِّ بِهٖ اَنَّهٗ
يَرْوِيْ حَدِيْثَهٗ لَا عَنِ الصَّحَابِيِّ
وَاِنَّمَا حَذَفَهٗ بِسَبَبٍ مِنَ الْاَ
سْبَابِ كَمَا اِذَا كَانَ يَرْوِيْ ذٰلِكَ
الْحَدِيْثَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ
لِمَا ذُكِرَ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ اَنَّهٗ
قَالَ اِنَّمَا اُطْلِقُهٗ اِذَا سَمِعْتُهٗ مِنْ
سَبْعِيْنَ مِنَ الصَّحَابَةِ وَكَانَ
قَدْ يَحْذِفُ اِسْمَ عَلِيٍّ بِالْخُصُوْصِ
لِخَوْفِ الْفِتْنَةِ وَقَالَ رَئِيْسُ
الْمُحَدِّثِيْنَ وَالْحُفَّاظِ مُحَمَّدُ بْنُ
اِسْمَاعِيْلَ الْبُخَارِيُّ فِيْ تَارِيْخِهِ
الصَّغِيْرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ
عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ
الصَّمَدِ بْنَ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ
سَمِعْتُ خَالِدَ الْعَبْدِ ۂ ضَعِيْفٌ
يَقُوْلُ قَالَ الْحَسَنُ صَلَّيْتُ خَلْفَ
ثَمَانِيَةٍ وَعِشْرِيْنَ بَدْرِيًّا كُلُّهُمْ
الْحَدِيْثَ وَيُقَالُ بِاَنَّهٗ ضَعِيْفٌ
يُطْرَحُ لِاَنَّهٗ قَالَ النَّوَوِيُّ فِي
التَّقْرِيْبِ اِذَا قَالُوْا ضَعِيْفُ الْحَدِيْثِ

روایتوں کو بیان نہیں کیا تو ملزوم جو
وجود روایت ہوگا غیر منفی ہے اس قیاس
سے معلوم ہوگا کہ حسنؓ اور سعید نے نہ کسی
بدری کو دیکھا اور نہ کسی بدری سے ملاقات کی۔

یہ علم اس امر پر مبنی ہے کہ روایت و ملاقات
مستلزم روایت ہے اس لئے کہ حسن و سعید
اخذِ حدیث کے متمنی تھے اور انھوں نے
ملاقات محض اخذ حدیث کیلئے کی ورنہ قیاس
مذکور بر تقدیرِ صحت عدم روایت پر
دلالت کرتا ہے نہ عدم روایت و ملاقات پر

اس طرح تو روایت حسنؓ با علی مرتضٰیؓ، مرسل
بواسطہ ہوگی نہ متصل بلا واسطہ۔ لہٰذا جواب
میں کہا جائیگا کہ حسنؓ کی روایت علیؓ
سے برائے قتادہ نہ کرنے سے یہ لازم نہیں
آتا کہ حسنؓ کی روایت متصلہ اصلاً حضرت
علیؓ سے نہ ہوں۔ (یعنی یہ مان لینے سے حسنؓ
کی روایت علیؓ سے بلفظ متصل نہ ہوگی
قتادہ کے قول کی جہت سے، تو پھر حدیثِ
مذکورہ متصل نہ ہوگی بلکہ عنعنہ غیر قتادہ
متصل ٹھہرے گا) کیونکہ یونس نے روایت
کی ہے۔ حسنؓ اور علیؓ سے حدیث مرفوع اور
ابو زرعہ نے یونس کی شان میں کہا ہے۔
میرے نزدیک وہ قتادہ سے محبوب تر ہے

فَدَوْنَ لَيْسَ الْقَوِيِّ وَلَا يُطْرَحُ بَلْ
يُعْتَبَرُ بِهٖ وَلِهٰذَا اَمَّا قَالَ الْبُخَارِيُّ
مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ كَمَا قَالَ فِيْ حَقِّ
الْبَعْضِ وَقَالَ شَيْخُ الشُّيُوْخِ الْمُحَدِّثِيْنَ
وَالصُّوْفِيَّةِ شَيْخُ شِهَابُ الدِّيْنِ
السُّهْرَوَرْدِيّ رَحْمَةُ اللّٰهِ فِيْ بَابِ
السَّادِسِ مِنَ الْعَوَارِفِ قَالَ الْحَسَنِ
الْبَصَرِيُّ لَقَدْ اَدْرَكْتُ سَبْعِيْنَ بَدْرِيًّا
كَانَ لِبَاسُهُمُ الصُّوْفُ وَالثَّانِيْ
عَلٰى تَقْدِيْرِ رِوَايَتِهٖ قَتَادَةَ عَنِ
الْحَسَنِ عَنْ عَلِيٍّ وَاتِّصَالِ الْحَدِيْثِ
الَّذِيْ عَنْعَنَ الْحَسَنُ لِعَلِيٍّ اَنَّهٗ لَا
يَلْزَمُ مِنْ قَوْلِ قَتَادَةَ اِلَّا تَفْنِيْ
حَدَّثَنَا الَّذِيْ هُوَ اَخَصُّ مِنْ سَمِعْتُ
كَمَا يُفْهَمُ مِنْ كَلَامِ الْكِرْمَانِيْ
فِيْ شَرْحِ بَابِ قَوْلِ الْمُحَدِّثِ مِنْ
صَحِيْحِ الْبُخَارِيْ اَمَّا سَمِعْتُ فَهُوَ
لِمَا سَمِعَ مِنْ لَفْظِ الشَّيْخِ سَوَآءٌ
كَانَ الْحَدِيْثُ مَعَهٗ اَوْ مَعَ غَيْرِهٖ
فَهُوَ اَحَطُّ مَرْتَبَةً مِنْ حَدِيْثٍ اَوْ
قَالَ الشَّيْخُ الْحَافِظُ ابْنُ الصَّلَاحِ

اس لئے کہ یُونس، حسنؓ کے ساتھیوں
اور دوستوں میں سے ہے اور قتادہ
یونس کا ہمسر نہیں ہوسکتا۔ یونس نے
کہا ہے کہ میں نے حسنؓ سے پوچھا آپ رسُول
اللہ ﷺ سے حدیث روایت کرتے ہیں حالانکہ
آپ نے وہ زمانہ نہیں پایا۔ حسنؓ نے جواب
دیا کہ میں تو علیؑ سے روایت کرتا ہوں مگر
علی کا نام اسنادِ روایت سے یُوں ترک
کرنا پڑتا ہے کہ یہ زمانہ علیؑ کے دشمن حجاج
ظالم کا ہے اور مولانا علی القادری نے شرح
نخبہ میں مرسل کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے
کہ باتفاقِ جمہور علماءِ مرسل، مُطلقاً
ظاہر اور حُسنِ ظن کی راہ سے اس شخص کے
لیے جو اس سبب سے صحابی کا نام چھوڑ دے
کہ اس حدیث کو بہت سے صحابہ نے
بیان کیا ہے چنانچہ حسنؒ بصریؒ سے ہی
ذکر کیا گیا ہے کہ ہم (تابعین) جب سُنتے
ہیں کہ اس حدیث کو ستر، صحابہ نے بیان
کردیا ہے تو راوی کا نام مطلق چھوڑ دیتے
ہیں اور حسنؓ، علیؑ کا نام کبھی فتنے کے
خوف سے حذف کر جاتے تھے (اور کبھی

حَدَّثَنَا وَاَخْبَرَنَا اَرْفَعُ مِنْ سَمِعْتُ
مِنْ جِهَةٍ وَلَيْسَ فِيْ سَمِعْتُ دَلَالَةٌ
عَلٰى اَنَّ الشَّيْخَ رَوَاهُ اِيَّاهُ وَخَاطَبَهٗ
بِهٖ بِخِلَافِ فِيْهِمَا فَاِنَّ فِيْهِمَا دَلَالَةٌ
عَلٰى ذٰلِكَ انْتَهٰى وَالْمَشْهُوْدُ عِنْدَ
الْجُمْهُوْرِ اَنَّ سَلْبَ الْاَخَصِّ لَا يُفِيْدُ
سَلْبَ الْاَعَمِّ فَكَيْفَ يَسْتَلْزِمُ
سَلْبُهٗ سَلْبَ اَعَمِّ الْاَعَمِّ وَهُوَ اللِّقَاءُ
عَلٰى اَنَّهٗ لَمْ يُبَيِّنْ هٰذَا التَّقْرِيْرَ
بَلْ يُرَادُ بِقَوْلِ قَتَادَةَ اَنَّ الْحَسَنَ
مَا شَافَهَهٗ بَدْرِيًّا وَمَا رَوَاهُ اَحَدٌ
مِنَ الْبَدْرِيِّيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى
عَنْهُمْ وَاِنْ لَمْ يُبَادِرْهُ اللَّفْظُ فَمَا
يُقَالُ فِيْ رِوَايَةِ الْحَسَنِ عَنِ ابْنِ عَمَّةِ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
زُبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ وَلَا رَيْبَ فِيْ كَوْنِهٖ
بَدْرِيًّا لِاَنَّ قَوَّامَ الْمُحَدِّثِيْنَ
جَمَالَ الدِّيْنِ الْمِزِّيَّ اَيَّدَهُ اللّٰهُ بِلُطْفِهِ
الْجَلِيِّ قَالَ فِيْ تَهْذِيْبِ الْكَمَالِ
زُبَيْرُ ابْنُ الْعَوَّامِ بْنِ خُوَيْلِدِ بْنِ
اَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزّٰى بْنِ قُصَيِّ بْنِ

ابوزینب کہے جاتے تھے)
امام حدیث بخاری نے اپنی تاریخ
صغیر میں روایت کی ہے کہ ہم سے محمد نے
اُن سے عمرو بن علی نے اُن سے عبد الصمد
نے ان سے خالد نے اُن سے حسنؓ نے کہا
کہ میں نے ۲۸ بدریوں کے پیچھے نماز پڑھی
آخر حدیث تک اور یہ نہیں کہا گیا کہ راوی
ضعیف ہے اسکو ترک کر دیا جائے اس لیے
کہ تقریب میں نووی نے کہا ہے کہ جب
محدثین راوی کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ
ضعیف حدیث ہے تو یہ مطلب ہوتا ہے
کہ اُسکی بیان کی ہوئی حدیث مرتبہ قوی سے
کم ہے، قوی نہیں لیکن حدیث ضعیف
الاسناد ترک نہیں کی جاتی بلکہ ضعف
کے باوجود اعتبار کیا جاتا ہے اس معتبری
ہی کی وجہ سے امام بخاری نے اس کی نسبت
یہ نہیں کہا کہ منکر الحدیث ہے، جیسا کہ انھوں
نے اوروں کی نسبت صاف کہہ دیا۔
(اس سے ثابت ہوا کہ قولِ منکر الحدیث،
ناقابلِ اعتبار ہوتا ہے لیکن حدیث ضعیف
الحدیث معتبر ہوتی ہے) اور شیخ شہاب الدین

كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ غَالِبِ الْقُرَشِيِّ الْاَسَدِيِّ اَبُوْ عَبْدُ اللّٰهِ الْمَدَنِيِّ صَاحِبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَوَارِيُّهُ وَابْنُ عَمَّتِهٖ صَفِيَّةَ بِنْتِ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ وَاحِدِ الْعَشَرَةِ الْمَشْهُوْدِ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ شَهِدَ بَدْرًا وَالْمَشَاهِدَ كُلَّهَا مَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَاجَرَ الْهِجْرَتَيْنِ وَاَسْلَمَ وَهُوَ ابْنُ سِتَّ عَشَرَةَ سَنَةً وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ سَلَّ سَيْفًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ رَوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوٰى عَنْهُ الْاَحْنَفُ بْنُ قَيْسٍ وَالْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ وَقَالَ الْحَافِظُ جَلَالُ الدِّيْنُ السُّيُوْطِيُّ رح نَاقِلًا عَنِ الْحَافِظِ زَيْنِ الدِّيْنِ الْعِرَاقِيِّ قَالَ الْحَسَنُ رَأَيْتُ الزُّبَيْرَ بَايَعَ عَلِيًّا وَقَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ رح فِيْ مُسْنَدِهٖ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُبَارَكُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى

سُہروردیؒ نے عوارف المعارف کے چھٹے باب میں لکھا ہے "حسن بصریؒ نے فرمایا کہ میں نے ۷۰ بدری صحابیوںؓ سے ملاقات کی ان کا لباس صُوف کا تھا۔

دوسرا جواب یہ ہے۔ اس صورت میں کہ روایت قتادہ حسنؓ یا علیؑ سے بلفظ عَنْ ثابت ہو اور روایت متّصل ہوتی ہے قتادہ کے قول سے لازم نہیں آتا مگر اسکی نفی کہ علیؑ نے حسنؓ کو خطاب کر کے حدیث رسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ فرمائی (احتمال یہ ہے کہ علیؑ نے کسی اور سے حدیث بیان کی ہو اور حسنؓ سُن رہے ہوں۔ یہ بات قتادہ کے قول سے صاف نہیں ہوتی اور جہاں شیخ سے حدیث سُنی ہو وہاں بھی حَدَّثَنَا کہنا درست ہے۔ اس لیئے کہ سَمِعْتُ اور سماع سے حَدَّثَنَا اخص ہے (جو کبھی خطاب میں ہوتا ہے اور کبھی خود خطاب) پس جہاں حَدَّثَنَا تحقیق ہو وہاں سَمِعْتُ کے معنیٰ ضرور ہو جائیں گے لیکن جہاں سَمِعْتُ کے معنیٰ مُتحقّق ہوں وہاں لازم نہیں کہ معنیٰ حَدَّثَنَا تحقیق ہو جائیں) جیسا

زُبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فَقَالَ أَلَا أَقْتُلُ لَكَ
عَلِيًّا قَالَ لَا وَكَيْفَ تَقْتُلُهُ
وَمَعَهُ الْجُنُودُ قَالَ الْحَقُّ بِهِ
فَأَفْتِكُ بِهِ قَالَ لَا إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ
الْإِيمَانَ قَيْدُ الْفَتْكِ لَا يَفْتِكُ
مُؤْمِنٌ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ
حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ
قَالَ أَخْبَرَنَا مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ
قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ
إِلَى زُبَيْرٍ الْحَدِيثَ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ
قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا
إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنِ
الْحَسَنِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ وَحَدَّثَنَا
عَبْدُ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ
حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا
جَرِيرٌ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ قَالَ
قَالَ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ نَزَلَتْ
هٰذِهِ الْآيَةُ وَنَحْنُ مُتَوَافِرُونَ
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ

کہ کرمانی کے اس کلام سے مفہوم ہوتا ہے
جو اس نے صحیح بخاری کے شرح باب
قول المحدث وحَدَّثَنَا وأَنْبَأَنَا میں
نقل کرکے فرق کیا ہے کہ حَدَّثَنَا. أَنْبَأَنَا
أَخْبَرَنَا اور سَمِعْتُ یہ چاروں لفظ
ہم معنی تو ہیں لیکن سَمِعْتُ اُس حدیث
کی روایت کیلئے ہے جو شیخ سے لفظ بہ
لفظ سُنی ہو۔ حدیث اس سے ہو یا کسی اور
سے یہ محض سامع ہو اس اعتبار سے
سَمِعْتُ، حَدَّثَنَا سے کم رتبہ ہے۔ یا شیخ
وحافظ الحدیث ابن الصلاح نے کہا ہے
کہ سَمِعْتُ سے حَدَّثَنَا و أَخْبَرَنَا بلند
رتبہ ہیں۔ سَمِعْتُ عام ہے اور حَدَّثَنَا و
أَخْبَرَنَا دونوں لفظ شاگرد کو خطاب
کرنے پر دلالت کرتے ہیں۔ جمہور محدثین
کے نزدیک سلب اخص، سلب اعم
کو مفید نہیں پس کسطرح مستلزم ہوگا
انتفاء، حدثنا، انتفاء لقا کو کہ اعم ہے
سَمِعْتُ سے اور یہ اعم ہوتا ہے
حَدَّثَنَا سے۔

اَلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً فَجَعَلْنَا نَقُوْلُ مَا هٰذِهِ الْفِتْنَةُ وَمَا نَشْعُرُ اَنَّهَا تَقَعُ حَيْثُ تَقَعُ
وَقَالَ جَمَالُ الدِّيْنِ الْمِزِّيّ فِيْ اَحْوَالِ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ فِي التَّهْذِيْبِ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ شَهِدَ بَدْرًا وَالْمَشَاهِدَ كُلَّهَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا خَلَا تَبُوْكَ رَوٰى عَنْهُ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُسَيْنٍ مُرْسَلًا وَاِبْرَاهِيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدُ الْقَارِيّ كَذٰلِكَ وَاِبْرَاهِيْمُ بْنِ مُحَمَّدٍ وَلَدِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبْ وَالْحَسَنَ وَالْاَحْنَفَ بْنِ قَيْسِ التَّمِيْمِيُّ وَابْنَهُ الْحَسَنُ بْنِ عَلِيّ ابْنِ اَبِيْطَالِبْ وَالْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ وَابْنَهُ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيّ ابْنِ اَبِيْطَالِب وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبْؒ.
وَلِهٰذَا ارْتَفَعَ الْمُتَعَارِضُ وَحَصَلَ التَّوْفِيْقُ بَيْنَ قَوْلَ قَتَادَةَ مَا حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ بَدْرِيٍّ.

ف:۔ لفظ حَدَّثنا خطاب متکلم مع الغیر پر دلالت کرتا ہے اور حدثنی خطاب متکلم واحد پر۔ اسی طرح اخبرنا، انباءنا، قال لنا اور اخبرنی، انباءنی، قال لی اور سَمِعْتُ و سَمِعْنَا شیخ کی زبان سے حدیث سُننے پر دلالت کرتے ہیں اور حسنؓ کی روایت از علی مرتضٰیؓ یہ الفاظ مذکورہ محدثین کے نزدیک ثابت نہ ہوئی بلکہ اکثر روایتیں جو سیوطی نے اپنے رسالے میں جمع کی ہیں "بلفظ روایت سے ہیں اور روایتِ لفظ عَنْ کا احتمال رکھتی ہے جو بلا واسطہ اور بالمشافہ ہوگی اور یہ بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ بواسطہ ہو"۔ لیکن جب حسنؓ علیؑ کے ہم زمانہ ہیں تو یقیناً دوسرا احتمال عِندَ المُحدثین ساقط ہے خصوصًا جبکہ حسنؓ کی مُلاقات علیؑ سے ثابت ہے یہی نہیں بلکہ حسنؓ کی روایت علیؑ سے بھی ثابت ہے تو جیسا کہ کوئی صحابیؓ جس وقت عَنْ رسُول اللّٰہؐ یا قَالَ رسول اللّٰہؐ کہے تو محدثین کے نزدیک یہ احتمال نہیں

مُشَافِهَةً اِلَّا عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ وَبَيْنَ عِبَارَةِ قُدْوَةِ الْمُحَدِّثِيْنَ بْنِ الْاَثِيْرِ فِيْ اَسْمَاءِ الرِّجَالِ لِجَامِعِ الْاُصُوْلِ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ رَوٰى عَنْ عَلِيٍّ وَفِيْ اُسْدِ الْغَابَةِ فِيْ اَحْوَالِ الصَّحَابَةِ فِيْ اَحْوَالِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ وَهُوَ سَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ مِنْ مُسْنَدِ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ وَيَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ سَمِعَا سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ قَالَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ مَا جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَاهُ وَاُمَّهٗ لِاَحَدٍ اِلَّا لِسَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ لَهٗ يَوْمَ اُحُدٍ اِرْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ وَالْاِمَامُ التِّرْمِذِيْ ذَكَرَ فِيْ جَامِعِهٖ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَحَسَّنَهٗ وَصَحَّحَهٗ فِيْ مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍؓ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنِ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ اَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ وَيَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ قَالَ عَلِيٌّ مَا جَمَعَ الخ هٰذَا

ہوتا کہ شاید اس صحابی نے کسی اور صحابی سے حدیث نہ سنی ہو اس لئے قتادہ کے قول کے یہ معنی ہیں کہ حسنؓ نے علیؑ سے اُن الفاظ میں ہم سے روایت نہیں کی جو وقتِ اخذِ حدیث کے حضور و مشافہ پر دلالت کرتے ہیں جیسے اسالیب کلامِ عرب کا فہم و شعور نہیں وہ قولِ قتادہ نہ سمجھ سکے گا کیونکہ اس قول سے بھی وقتِ اخذِ حدیث نفیِ ملاقات یقیناً لازم نہیں آتی اور قتادہ، حسنؓ و علیؑ کی ملاقات کی نفی کر بھی کیسے سکتے ہیں جبکہ خود انھوں نے حسنؓ بصری کی روایت علیؑ سے بلفظ عَنْ کی ہے اور روایت میں لفظ عَنْ عدمِ ملاقات وقتِ اخذِ حدیث کیلئے یقیناً نہیں آتا بلکہ کبھی لفظِ عَنْ سے روایت نفیِ واسطہ یقیناً پر دلالت کرتی ہے. جیسے کہ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْمَا يَرْوِيْهِ عَنْ رَبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے۔

حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ قَالَ الشَّيْخُ
ابْنُ الْحَجَرِ الْعَسْقَلَانِيُّ فِي التَّنْقِيْدِ
وَالْإِيْضَاحِ فِي إِثْبَاتِ السَّمَاعِ عَنْ
أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ الْفَارُوْقِ
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مِنْ أَحْمَدَ
حَنْبَلٍ فَقَالَ قَدْ رَاٰهُ وَسَمِعَ مِنْهُ
وَقَالَ أَبُوْ حَاتِمِ الرَّازِيُّ رَاٰهُ عَلَى الْمِنْبَرِ
يَنْعَى النُّعْمَانَ بْنَ مُقَرِّنٍ انْتَهٰى
قَالَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ ابْنُ الصَّلَاحِ
فِيْ عُلُوْمِ الْحَدِيْثِ وَذَكَرَ الْحَاكِمُ
قَبْلَ كَلَامِهِ الْمَذْكُوْرِ أَنَّ سَعِيْدَ
أَدْرَكَ عُمَرَ فَمَنْ بَعْدَهُ إِلَى الْآخِرِ
الْعَشَرَةِ قَالَ الْحَافِظُ جَمَالُ الدِّيْنِ
الْمِزِّيُّ فِي تَهْذِيْبِ الْكَمَالِ قَالَ
أَبُوْ طَالِبٍ قَالَ لِأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ
سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ وَمَنْ
مِثْلُ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ثِقَةٌ مِنْ
أَهْلِ الْخَيْرِ قُلْتُ سَعِيْدٌ عَنْ عُمَرَ
حُجَّةٌ قَالَ هُوَ عِنْدَنَا حُجَّةٌ
قَدْ رَأَى عُمَرَ وَسَمِعَ مِنْهُ وَفِيْهِ
قَالَ الْمِزِّيُّ أَيْضًا خَالِدُ بْنُ زَيْدٍ أَبُوْ

اگر قولِ قتادہ بیان نہ کیا جائے بلکہ اس
قول سے یہ ارادہ کیا جائے کہ حسنؓ کی
کسی بدری سے ملاقات نہ ہوسکی اور
کسی بدری نے حسنؓ سے روایت نہیں
کی۔ اگرچہ قتادہ کے لفظ سے یہ معنی ذہن
میں جلدی اور سہولت کے ساتھ نہیں
آتے تو پھر کیا کہا جائے گا حسنؓ بصری کے
زبیر بن العوامؓ سے روایت کرنے میں،
درانحالیکہ زبیرؓ کے بدری ہونے میں
شک و شبہ کی اس لئے گنجائش نہیں کہ
جمال الدین مزی نے تہذیب الکمال میں
صاف لکھ دیا ہے کہ زبیر ابن العوام ابن
خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن
کلاب بن مرہ بن کعب بن غالب القرشی
الاسدی ابو عبد اللہ المدنی حواری وصحابی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آنحضرتؐ
کی پھوپھی صفیہؓ کے صاحبزادے عشرہ مبشرہ
میں سے ایک ہیں یہ جنگ بدر میں موجود
تھے اور سب غزوات میں حضورؐ کے ہمرکاب
رہے۔ حبشہ اور مدینہؐ کی طرف ہجرت کی۔
۱۶ سال کی عمر میں داخلِ اسلام ہوئے۔

اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ الْخَزْرَجِیِّ شَهِدَ
بَدْرًا وَالْعَقَبَةَ وَالْمَشَاهِدَ كُلَّهَا
مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَوٰى عَنْهُ اَسْلَمُ اَبُوْ عِمْرَانَ التُّجِيْبِيُّ
التُّجِيْبِيُّ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اِنْتَهٰى
لِاَنَّ سَلَبَ تَحْدِيْثِ سَعِيْدِ بْنِ
الْمُسَيَّبِ عَنْ بَدْرِيٍّ بِيَدِ سَعْدِ
بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ لَا يَسْتَلْزِمُ سَلَبَ
لِقَاءِ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَسَمَاعِهِ
عَنْ بَدْرِيٍّ غَيْرِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ
فَمَفَادُهٗ اَنَّ كُلَّ حَدِيْثٍ رَوٰى سَعِيْدُ
بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ
لَنَا كَانَ مُتَوَجِّهًا وَمُخَاطِبًا اِلَيْنَا
بِخِلَافِ رِوَايَةِ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ
عَنْ بَدْرِيٍّ اٰخَرَ بِاَنْ لَا يُخَاطِبُنَا
وَنَحْنُ نَسْمَعُ بِالْحُضُوْرِ اِنْ قِيْلَ
لَا يُعَارِضُ كَلَامَ الْحَافِظِ ابْنِ الصَّلَاحِ
وَالتِّرْمِذِيِّ وَالْحَافِظِ اَبُو الْحَجَّاجِ
الْمِزِّيِّ وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْحُفَّاظِ
وَالْمُحَدِّثِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ
كَالْاِمَامِ الْهُمَامِ مُسْلِمِ نِ الْقُشَيْرِيِّ

راوی تھا، میں تلوار چلانے والے پہلے مجاہد
ہیں. آپ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی اور
آپ سے احنف بن قیس اور حسنؓ بصری نے
روایت حدیث کی. ۔۱ علامہ سیوطیؒ زین الدین
عراقی سے ناقل ہیں کہ حسنؓ نے کہا "میں
نے دیکھا کہ حضرت زبیرؓ نے جناب علی مرتضیٰ
سے بیعت کی." اور امام احمدؒ نے اپنی مسند میں
لکھا ہے کہ ابو بکر قطیعی نے عبداللہ سے اس
نے اپنے والد امام احمدؒ سے، امام نے عفان
سے اس نے مبارک سے اور مبارک نے
حسنؓ بصری سے روایت کی. حسنؓ کہتے
ہیں کہ ایک شخص زبیرؓ کے پاس آیا اور کہنے
لگا کہ تیری خاطر میں علیؓ کو مار ڈالوں؟
زبیرؓ نے کہا ہرگز نہیں اور اس لاؤ لشکر کے
ساتھ علیؓ کو کس طرح مار ڈالے گا؟
اس نے کہا میں علیؓ سے ساز کر لوں گا
اور موقع پا کر کام کر لوں گا. زبیرؓ نے منع
کیا اور کہا. رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مومن
اس طرح مومن کو کبھی نہ مارے.
۲۔ یہی روایت یوں بھی ہے کہ ابو بکر قطیعی
عبداللہ سے یہ امام احمدؒ سے، امام یزید بن

النیشاپوری لان التعارض لا یکون
الا فی صورة المساواة ومسلم
فی العلو والاعتبار ولیس المحدثین
فی جنبه شیئا وان کانوا محدثین
ومناظا فی نفسه وشیخا من
شیوخه فما به الانقیاد لا یکون
الا قول مسلم وهو عدم لقاء
سعید بن المسیب بدریا غیر
سعد بن مالک اجیب بانه قال
قدوة الحفاظ والمحدثین استاذ
مسلم القشیری النیشاپوری
محمد بن اسمعیل البخاری اسکنه
الله وسط جنانه فی صحیحه
الذی هو اصح کتاب بعد کتاب
الله مع اشتراطه فی متن کتابه
الاتصال فی کتاب الحج حدثنا
قتیبة بن سعید قال حدثنا
حجاج بن محمد الاعور عن
شعبة عن عمرو بن مرة عن
سعید بن المسیب قال اختلف
علی ما ترید الی ان تنهی عن

ہارون سے، مبارک سے یہ روایت کی، مبارک بن فضالہ نے کہا، ہم سے حسنؓ بصری نے روایت کی کہ ایک شخص زہیر کی طرف آیا الی آخرہ۔

[4] ابوبکر قطیعی عبداللہ سے، اس نے امام احمدؒ سے، امام نے اسماعیل سے، اس نے ایوب سے، اس نے حسنؓ بصری سے روایت کی، حسنؓ نے کہا، ایک شخص زہیرؓ کی طرف آیا، تا آخر حدیث۔

[5] ابوبکر قطیعی نے عبداللہ سے، اس نے امام احمدؒ سے، امام نے اسود سے، اس نے جریر سے، اس نے حسنؓ بصری سے سنا، حسنؓ نے کہا، زہیرؓ نے کہا جب ہم بہت لوگ حضورؐ کے ساتھ تھے تو یہ آیت اتری "ڈرو اس فتنے سے جو ظالم اور غیر ظالم سب کو پہنچے گا" تو ہم سب کہتے تھے کہ وہ کون سا فتنہ ہوگا؟ اور نہ معلوم کر سکے تا آنکہ وہ فتنہ واقع ہوا (یعنی قتل عثمانؓ و محاربۂ علیؑ)۔

[6] جمال الدین مزی نے کتاب تہذیب میں جناب علی مرتضےٰؑ کا یہ حال لکھا ہے

أَمْرٍ فَعَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ فَلَمَّا رَأَى
ذٰلِكَ عَلِيٌّ أَهَلَّ بِهِمَا جَمِيْعًا وَفِيْ
تَارِيْخِهِ الصَّغِيْرِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ
بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ
غَيْلَانَ بْنِ جَرِيْرٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ
أَنَا أَصْلَحْتُ بَيْنَ عَلِيٍّ وَعُثْمَانَ وَ
فِيْهِ أَيْضًا حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ
حَدَّثَنَا عَلِيٌّ وَغَيْرُهُ عَنْ أَبِيْ دَاوُدَ
عَنْ سَعْدٍ عَنْ إِيَاسِ بْنِ مُعْوِيَةَ
قَالَ قَالَ لِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ
إِنِّيْ لَأَذْكُرُ يَوْمَ نَعِيَ عُمَرُ بْنُ
النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَلَى الْمِنْبَرِ وَ
فِيْهِ أَيْضًا كَتَبَهُ سَعِيْدُ بْنُ
الْمُسَيَّبِ إِنِّيْ لَأَذْكُرُ يَوْمَ نَعِيَ
عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ النُّعْمَانَ بْنَ مُقَرِّنٍ
عَلَى الْمِنْبَرِ وَقَالَ الْحَافِظُ جَمَالُ
الدِّيْنِ الْمِزِّيُّ فِيْ تَهْذِيْبِ الْكَمَالِ
فِيْ أَحْوَالِ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ
الْبُخَارِيُّ قَالَ لَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ
حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ الْمِسْكِيْنِ عَنْ

آپ غزوۂ بدر میں اور تمام غزوات میں حضورؐ
کے ساتھ رہے۔ بجز جنگ تبوک کے۔
(کہ بامر رسول اللہؐ مدینے میں منزلت ہارونؑ
من موسیٰؑ سے ممتاز بن کر رہے)

ے اسی طرح ابراہیم بن عبداللہ بن حسین
نے مرسلاً اور ابراہیم بن عبداللہ بن عبدالقاری
نے روایت کی۔

۸ ابراہیم بن محمد حنفیہ بن علی ابن ابی
طالبؑ اور احنف بن قیس نے روایت کی
اور ان سے امام حسنؑ بن علیؑ نے اور حسنؓ
بصری نے روایت کی اور حسینؑ بن علیؑ سے
سعید ابن المسیبؒ نے روایت کی۔

میری اس تقریر سے قتادہ اور ابن
اثیر کے درمیان جو تعرض تھا وہ اٹھ گیا اور
توفیق پیدا ہو گئی کہ علیؑ بیشک بدری ہیں۔

قتادہ کے اس قول میں جو اس نے کہا ہم سے
سعید ابن المسیبؒ نے بدری سے مشافہتہً روایت بیان
کی بجز سعد ابن مالک کے۔ ابن اثیر کے اس
قول میں جو جامع الاصول نے اسماء الرجال
میں ہے فرمایا ہے کہ سعید ابن المسیبؒ نے حضرت
علیؑ سے روایت کی ہے کتاب اسد الغابہ

عِمْرَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُزَاعِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَا اَصْلَحْتُ بَيْنَ عَلِيٍّ وَعُثْمَانَ قُلْتُ لِعَلِيٍّ اَنَّهٗ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ قُلْتُ لِعُثْمَانَ اَنَّهٗ عَلِيٌّ وَلَوْ شِئْتَ اَنْ اَقُوْلَ قَوْلًا نَفَعَلْتُ

وَقَالَ اِمَامُ الْمُحَدِّثِيْنَ وَالْحُفَّاظِ مُسْلِمٌ الْقُشَيْرِيُّ النَّيْشَاپُوْرِيُّ فِيْ مَتْنِ صَحِيْحِهٖ لَا فِيْ مُتَابِعَاتِهٖ مَعَ اَخْذِهٖ شَرْطَ الْاِتِّصَالِ كَمَا يُفْهَمُ مِنْ قَوْلِ النَّوَوِيِّ فِيْ خُطْبَةِ شَرْحِهٖ قَالَ الشَّيْخُ الْاِمَامُ اَبُوْ عَمْرِو بْنِ الصَّلَاحِ شَرْطَ مُسْلِمٍ فِيْ صَحِيْحِهٖ اَنْ يَّكُوْنَ الْحَدِيْثُ مُتَّصِلَ الْاَسْنَادِ يَنْقُلُ الثِّقَةُ عَنِ الثِّقَةِ مِنْ اَوَّلِهٖ اِلٰى مُنْتَهَاهُ سَالِمًا عَنِ الشُّذُوْذِ وَالْعِلَّةِ وَتَبْيِيْنِ النَّوَوِيِّ فِيْ شَرْحِهٖ وَكَذَا قَالَ وَحَدَّثَ وَذَكَرَ شُبْهَهَا فَكُلُّهٗ مَحْمُوْلٌ عَلَى السَّمَاعِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

میں سعد ابن مالک (مالک کی کُنیت ابو وقاص ہے) کا حال مسندِ علی بن زید اور یحییٰ بن سعید نے لکھا ہے ان دونوں نے سعید ابن المُسیّب سے سُنا سعید کہتے تھے کہ علی مرتضٰی؏ فرماتے تھے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے سعید ابنِ ابی وقاصؓ کے سوا کسی کے لیے یہ نہ فرمایا کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں، صرف سعدؓ سے اُحد کے دن فرمارہے تھے کہ تیر چلا میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔ امام ترمذی نے اپنی جامع میں لکھا ہے کہ یہ حدیث مناقبِ سعد والی حسن و صحیح ہے (اس سند میں سعید ابن المُسیّب کی روایت مولیٰ علی؏ سے موجود ہے۔

ترمذی نے اسی جامع میں حسن ابن الصَّبَّاح سے حدیث بیان کی۔ حسنؓ نے کہا ہم سے سفیان بن اُمیّہ نے، اس نے علی ابن زیدؓ اور یحییٰ سے، ان دونوں نے سعید ابن المسیّب سے روایت کی۔ سعید کہتے تھے۔ مَا جَمَعَ والی حدیث جناب علی مرتضٰی؏ نے بیان فرمائی۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔

قَالَ اجْتَمَعَ عَلِيٌّ وَعُثْمَانُ بِعُسْفَانَ
فَكَانَ عُثْمَانُ يَنْهَى عَنِ الْمُتْعَةِ
وَالْعُمْرَةِ فَقَالَ عَلِيٌّ مَا تُرِيْدُ إِلَى
أَمْرٍ فَعَلَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْهُ فَقَالَ عُثْمَانُ دَعْنَا
عَنْكَ فَقَالَ إِنِّي لَا أَسْتَطِيعُ أَنْ
أَدَعَكَ فَلَمَّا أَنْ رَأَى عَلِيٌّ ذٰلِكَ
أَهَلَّ بِهِمَا جَمِيعًا قَالَ بَقِيَّتُ السَّلَفِ
وَقُدْوَةُ الْخَلَفِ مُحْيِ الدِّيْنِ أَبُوْبَكْرٍ
يَحْيَي بْنُ شَرَفِ بْنِ حَرِيِّ بْنِ حَسَنِ
ابْنِ حُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ النَّوَوِيُّ شَارِحُ
صَحِيحِ مُسْلِمٍ فِي كِتَابِهِ تَهْذِيبُ
الْأَسْمَاءِ وُلِدَ سَعِيدٌ لِسَنَتَيْنِ بَقِيَتَا
مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ رضؓ وَقِيلَ لِأَرْبَعِ
سِنِيْنَ وَرَأَى عُمَرَ وَسَمِعَ مِنْهُ وَمِنْ
عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ
وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ الخ وَقَالَ فِيهِ
قَالَ أَبُوطَالِبٍ قَالَ لِأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ
سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ وَمَنْ مِثْلُ
سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ثِقَةٌ مِنْ
أَصْحَابِ الْخَبَرِ۔

شیخ الحدیث ابن الحجر عسقلانی نے تنقید
والایضاح میں سعید ابن المسیّب کی سماعتِ
حدیث حضرت عمر فاروق رضؓ بہ روایت امام
احمد بن حنبلؒ بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ
امام احمد نے کہا۔ بالتحقیق حضرت عمر رضؓ کو
سعید نے دیکھا اور اُن سے حدیث سُنی۔

ابو حاتم رازی نے کہا ہے کہ سعید ابن
المسیّب نے حضرت عمر رضؓ کو بر سرِ منبر نعمان ابن
مقرن کی خبرِ مرگ سُناتے ہوئے دیکھا۔

علم حدیث کے امام شیخ ابنِ صلاح نے
ابن حجر کی عبارت نقل کر کے بیان کیا کہ
سعید ابن المسیّب نے حضرت عمر رضؓ کا زمانہ پایا
اور پھر آخر عشرۂ مبشرہ تک بیان کیا۔

مزّی نے تہذیب میں لکھا ہے کہ ابو طالب نے
امام احمد سے پوچھا یہ سعید ابن المسیّب
کس درجے کا محدّث ہے۔ امام احمد نے
کہا سعید کی مانند کون ہے اہلحدیث میں
وہ ثقہ ہے۔ میں نے پوچھا کہ حضرت عمر رضؓ سے
اس کی روایت حُجّت ہے۔ امام نے کہا۔
ہاں ہمارے نزدیک حجّت ہے۔ سعید نے
بالتحقیق حضرت عمر رضؓ کو دیکھا اور ان سے حدیث

قُلْتُ فَسَعِيدٌ عَنْ عُمَرَ حُجَّةٌ قَالَ
هُوَ عِنْدَنَا حُجَّةٌ قَدْ رَأَى عُمَرَ
وَسَمِعَ مِنْهُ إِذَا لَمْ يُقْبَلْ سَعِيدٌ
عَنْ عُمَرَ فَمَنْ يُقْبَلُ فَتَفَطَّنْ مِنْ
حَدِيثِ الْبُخَارِيِّ فِي صَحِيحِهِ وَشَرْطِ
صَحِيحِهِ وَأَقْوَالِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ
فِي تَارِيخِ الْبُخَارِيِّ أَنَا أَصْلَحْتُ لَهُ
وَإِنِّي لَا أَذْكُرُهُ وَمِنْ حَدِيثِ مُسْلِمٍ
فِي مَتْنِ صَحِيحِهِ لَا فِي مُتَابَعَةٍ
وَأَحْكُمُ بِدَفْعِ التَّعَارُضِ بَيْنَ
رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ وَالْإِمَامِ
أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ وَالشَّيْخِ الْإِمَامِ
ابْنِ الصَّلَاحِ وَغَيْرِهِمْ مِنَ
الْحُفَّاظِ أَسْكَنَهُمُ اللهُ بِحُبُوحَةِ
جِنَانِهِ وَبَيْنَ عِبَارَةِ مُسْلِمٍ الَّتِي
وَقَعَتْ فِي خُطْبَةِ صَحِيحِهِ بِتَرْجِيحِ
سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَلَى تِلْمِيذِهِ
قَتَادَةَ وَعَدَمِ لُزُومِ وَشَيْخٍ أَنَّ
كُلَّ حَدِيثٍ أَخَذَ مِنْ شُيُوخِهِ
يُحَدِّثُ بِكُلِّ تِلْمِيذٍ سَوَاءٌ صَحِبَهُ
لَحْظَةً أَوْ أُسْبُوعًا أَوْ شَهْرًا أَوْ غَيْرَ

سُنی۔ اسی تہذیب میں یہ بھی ہے کہ خالد ابن
زید (یعنی ابوایوب انصاری الخزرجی) بدر
اور عقبے امیں موجود تھے اور سب موقعوں
پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے۔ ان سے اسلم و
ابوعمرو یحییٰ اور سعید ابن المسیب نے روایت
کی (اس میں سعید کے بدری سے روایت و
تحمل کا مطلق ثبوت ہے) کیونکہ سعید ابن
المسیب کا کسی بدری سے بجز سعد ابن ابی
وقاص کے حدیث بیان کرنے کی نفی کرنا
اس کا مستلزم نہیں ہے۔ کہ سعید ابن المسیب
سے لقا کی نفی کی جائے اور ان کے سماع
کو کسی بدری سے بجز سعد وقاص کے بیان
کیا جائے۔ پس جو کچھ قتادہ کے قول
سے مستفاد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ سعید نے
جو حدیث سعد سے روایت کی ہے ہماری
طرف توجہ اور خطابات تھی بخلاف روایت
سعید از بدری غیر سعد کے کہ وہ روایت تھی
بغیر ہمارے خطاب کے حالانکہ ہم نے سامنے سنا
اگرچہ کہا گیا ہے کہ حافظ الحدیث ابن صلاح
ترمذی اور مزی وغیرہم کا کلام قول
مسلم سے معارضہ اور مقابلہ نہیں رکھتا

ذٰلِكَ اَوْ بِتَرْجِيْحِ الْبُخَارِيْ عَلٰى
جَمِيْعِ الْمُحَدِّثِيْنَ اَوْ تَبْيِيْنَ قَوْلِ
قَتَادَةَ بِاَنَّهٗ مَا يُسْتَفَادُ مِنْ هٰذَا الْاِيْنَا فِيْ
اِلَّا سَلْبَ حَدَّثَنَا وَهٰذَا الْاِيْنَا فِيْ لِقَآءِ
عُمَرَ وَاِدْرَاكَ عَلِيٍّ فَمَ يَكُوْنُ
تَفْسِيْرُ قَوْلِ هَمَّامِ الَّذِيْ وَقَعَ
فِيْ خُطْبَةِ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ حَدَّثَنِيْ
الْفَضْلُ بْنُ سُهَيْلٍ اَنَا عَفَّانُ بْنُ
مُسْلِمٍ اَنَا هَمَّامٌ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا
اَبُوْدَاوٗدَ الْاَعْمٰى فَجَعَلَ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا
الْبَرَآءُ وَحَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ
وَذَكَرْ ذٰلِكَ لِقَتَادَةَ فَقَالَ
كَذَبَ مَا سَمِعَ مِنْهُمْ اِنَّمَا كَانَ
ذٰلِكَ سَائِلًا يَتَكَفَّفُ النَّاسَ مِنْ
طَاعُوْنِ الْجَارِفِ وَحَدَّثَنِيْ حَسَنُ
اَعْلَى الْحُلْوَانِيْ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ
اَخْبَرَنَا هَمَّامٌ قَالَ دَخَلَ اَبُوْدَاوٗدَ
الْاَعْمٰى عَلٰى قَتَادَةَ فَلَمَّا قَامَ قَالُوْا
هٰذَا يَزْعَمُ اَنَّهٗ لَقِيَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ
بَدْرِيًّا فَقَالَ قَتَادَةُ هٰذَا كَانَ
سَائِلًا قَبْلَ الْجَارِفِ وَلَا يَعْرِضُ

اور یہ دونوں قول باہم معارض نہیں ہیں
مگر بصورتِ مساوات اور محدثین کے دونوں
قول مسلم کے مرتبے کو نہیں پہنچتے بلکہ ماننے
کے لائق مسلم کا قول ہی معتبر ہوگا اور
وہ یہ ہے (عدم لقاء سعید ابن المسیب بدر
یا غیر سعد ابن مالک) اس اعتراض کا یہ
جواب دیا جا چکا ہے کہ امام بخاری مسلم
کے اُستاد اعلیٰ مرتبہ رکھتے ہیں کیونکہ
انکی صحیح کتاب اللہ کے بعد اَصَحُّ الکتاب
ہے اور بخاری نے کتاب الحج کے آخر باب
"قول اللہ الحج اشہر معلومات" میں کہا ہے کہ
ہم سے قتیبہ ابن سعد نے حدیث بیان کی۔
قتیبہ نے کہا ہم سے حجاج بن اعور نے
شعبہ سے اس نے عمر بن مرۃ سے اس نے
سعید ابن مرۃ سے اس نے سعید ابن المسیب سے
حدیث بیان کی، سعید نے کہا، میں نے
دیکھا کہ مکہ و مدینہ کے درمیان موضع
عسفان ہے وہاں علیؓ و عثمانؓ نے حج
تمتع میں اختلاف کیا، علیؓ نے کہا، کیا
آپ ارادہ کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جو کام
کیا لوگوں کو اس سے منع کریں؟ (اس سے

فِی شَیْءٍ مِنْ هٰذَا وَلَا یَتَکَلَّمُ فِیْهِ
فَوَاللّٰهِ مَا حَدَّثَنَا الْحَسَنُ عَنْ
بَدْرِیٍّ مُشَافَهَةً وَلَا حَدَّثَنَا
سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ عَنْ بَدْرِیٍّ
مُشَافَهَةً اِلَّا عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ
بِاَنَّ اَبَا دَاوُدَ الْاَعْمٰی نَسَبَ لِقَائَهُ
الْبَدْرِیِّیْنَ وَتَکَفَّفَهُ عَنْهُمْ
وَعَنْ غَیْرِهِمْ یَرْوِیْ عَنْ بَدْرِیِّیْنَ
وَیَقُوْلُ حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ وَزَیْدُ بْنُ
اَرْقَمَ فَقَالَ فَقَادَةُ لَهُ التَّغْیِیْرُ
بِلَفْظِ حَدَّثَنَا لَا یَصِحُّ وَاِنْ لَقِیَ
الْبَدْرِیِّیْنَ وَعَلٰی هٰذَا یَدُلُّ قَوْلُ
قَتَادَةَ لَا یَعْرِضُ فِیْ شَیْءٍ مِنْ
هٰذَا وَلَا یَتَکَلَّمُ اَیْ لَا یَعْتَنِیْ
بِنَا الْحَدِیْثُ وَالْحَسَنُ الْبَصَرِیُّ وَ
وَسَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ اَکْبَرُ مِنْ اَبِیْ
دَاوُدَ الْاَعْمٰی وَاَجَلُّ وَاَقْدَمُ وَاَکْثَرُ
اَعْتِنَاءً بِالْحَدِیْثِ وَمُلَازِمَةِ اَهْلِهٖ
وَالْاِجْتِهَادِ فِی الْاَخْذِ اَیْ عَنْ
صَحَابَتِهٖ وَمَعَهُ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا
اَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ بَدْرِیٍّ وَاحِدٍ اَیْ

سعید کی ملاقات علیؓ و عثمانؓ سے ثابت ہے
اور یہ دونوں بدری ہیں۔ اس حدیث کو مسلم
نے بھی لکھا ہے اور امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ
الصغیر میں لکھا ہے کہ ہم سے سلیمان بن حرب
نے حدیث بیان کی۔ سلیمان نے کہا ہم سے
حماد نے اُن سے، غیلان ابنِ جریر نے اُن
سے ابن المسیبؒ نے یہ حدیث بیان کی کہ تم
نے علیؓ و عثمانؓ میں صلح کرادی اور اسی
میں ہے کہ ہم سے محمدؐ نے اس سے علیؓ وغیرہ
نے اُس سے ابو داؤد نے، اس سے سعدؓ نے
اس سے ایاس ابنِ معاویہ نے حدیث بیان
کی۔ ایاس نے کہا مجھ سے ابن مسیبؒ نے کہا
"وہ دن ہمیں یاد ہے جب عمر فاروقؓ نے
نعمان بن مقرن کی خبرِ مرگ بر سرِ منبر سُنائی
تھی اور اسی تاریخ میں ہے کہ سعید نے
ایاس کو لکھا کہ ہمیں وہ دن یاد ہے جب
حضرت عمرؓ نے نعمان کی خبر موت منبر پر سُنائی
تھی۔ اور حافظ جلال الدین مزی نے اپنی
تہذیب الکمال میں سعید ابنِ مسیب کا
حال یوں لکھا ہے۔ بخاری نے کہا ہم سے
سلیمان نے یہ حدیث بیان کی اس نے

مَا عَبَّارَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا
بِلَفْظِ حَدَّثَنَا فَکَشَفَ یَقُوْلُ اَبُو
دَاوٗدَ الاَیْ یَزْعَمُہُ اللِّقَاءَ عَنِ
الْبَدْرِیِّیْنَ تَکَفُّفًا حَدَّثَنَا الْبَرَاءَ
وَحَدَّثَنَا زَیْدُ بْنُ اَرْقَمَ وَاِلَّا اَیْ
وَاِنْ لَمْ یُقَرِّرْ لِھٰذَا التَّقْرِیْرِ
بَلْ مَاخَذُھَا عَدَمُ اللِّقَآءِ کَمَا
اَخَذَہُ النَّوَوِیُّ" فَمَا نَعْلَمُ تَطْبِیْقَ
قَوْلِ قَتَادَۃَ ھٰذَا کَانَ سَائِلاً
قِیْلَ الْجَارِفِ لَا یَعْرِضُ فِیْ شَیْءٍ
مِنْ ھٰذَا اَیْ لَا یُعْتَنٰی بِالْحَدِیْثِ
بِقَوْلِہٖ اَنَّہٗ لَقِیَ ثَمَانِیَۃَ عَشَرَ
بَدْرِیًّا لِاَنَّ عَدَمَ الْاِعْتِنَاءِ بِالْحَدِیْثِ
وَالسُّؤَالِ بِالْجَارِفِ لَا یَسْتَلْزِمُ عَدَمَ
لِقَاءِ بَدْرِیٍّ وَالْجَوَابُ مَوْقُوْفٌ
عَلٰی اَنَّ النِّسْبَۃَ بَیْنَ الْمَعْنٰی
وَالْمُلَاقِیْ یَکُوْنُ بِالْمُسَاوَاۃِ بِاَنَّ
کُلَّ یَعْتَنِیْ بِالْحَدِیْثِ فَیُلَاقِیْ بَدْرِیًّا
وَکُلَّ مَنْ لَا یَعْتَنِیْ بِالْحَدِیْثِ وَلَا یَدْ
خُلُ فِیْ زِیِّ اَھْلِہٖ فَلَا یُلَاقِیْ بَدْرِیًّا
وَلَیْسَ فَلَیْسَ وَالْمَشْھُوْدُ بِالْبَیَانِ

سَلام بن مسکین سے، اس نے عمران بن عبداللہ
سے، اس نے ابنِ مسیب سے کہ میں نے علیؓ و
عثمانؓ میں مصالحت کرادی. علیؓ سے تو یہ
کہا کہ یہ امیرالمومنین ہیں اور عثمانؓ سے یہ
کہا کہ یہ علیؓ ہیں اور اگر میں کچھ اور کہنا
چاہتا تو یہ جرأت کر سکتا تھا۔ اور امام
المحدثین حافظ مسلم القشیری النیشاپوری
نے متابعات میں نہیں بلکہ اپنی صحیح کے
متن میں لکھا ہے "اَخَذَہٗ شَرْطُ
الْاِتِّصَال. جیسا کہ شرحِ مسلم کے خطبہ
میں نووی نے لکھا اور امام ابوعمر ابن الصلاح
نے دہرایا ہے کہ "مسلم نے اپنی صحیح میں یہ
شرط رکھی ہے کہ حدیث متصل الاسناد
اوّل سے آخر تک ثقہ سے ثقہ تک لکھے
جو شذوذ اور علۃ سے سالم ہوں اور نووی
نے شرح مسلم میں بیان کیا ہے کہ لفظ
قَالَ، حَدَّثَ، ذَکَرَ اور اس کے
مانند جو آئے ہیں سب سماع پر محمول ہیں
(مسلم میں ہے) ہم سے محمد بن مثنیٰ اور محمد
بن بشار نے حدیث بیان کی. ان دونوں
محمد بن جعفر سے، اس نے شعبہ سے، اس نے

اِنَّ السَّائِلِيْنَ الْمُضْطَرِيْنَ يَسْئَلُوْنَ
الْخَوَاصَ وَالْعَوَامَ الْمُحَدِّثِيْنَ وَغَيْرَهُمْ
خُصُوْصًا مِنَ الْمُنْعَمِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُرِدُّوْنَ
السَّوَالَ بِحَسْبِ الطَّاقَةِ وَالْبَدْرِيُّوْنَ
الْمُنْعَمُوْنَ الْمُنْقَادُوْنَ لِاَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُرِدُّوْا السَّائِلَ اَحَقُّ
بِزَعْمِهِمْ بِالسُّوَالِ عَنْهُمْ مِنْ غَيْرِهِمْ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَلَا يَنْصِبُوْنَ الْحُجَّابَ
عَلَى الْاَبْوَابِ وَلَا لَمَّا وَحَدَثَ وَلَا لَهُ
بَيِّنَةٌ مِنْ قَوْلِ قَتَادَةَ فَوَاللّٰهِ عَلٰى عَدَمِ
اللِّقَاءِ اِظْهَارُ الْحَدِيْثِ الَّذِيْ يَثْبُتُ اِتِّصَا
لِهٖ عِنْدَ الْاِمَامِ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ مُتَّصِلًا
عِنْدَ الْمُحَقِّقِ اِمَامُ الْمُحَدِّثِيْنَ وَالْحُفَّاظِ
اَبُو الْحَسَنِ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ الْقُشَيْرِيُّ
النِّيْشَاپُوْرِيُّ لِاَنَّهٗ لِقِيَ عَلَى الْاِ
مْكَانِ الَّذِيْ هُوَ اَصْلٌ عِنْدَهٗ فِي
الْاِتِّصَالِ كَمَا يَبْنِيْ عِبَارَتُهٗ
فِيْ مُقَدَّمَةِ صَحِيْحِهٖ هٰذَا وَقَدْ
تَكَلَّمَ بَعْضُ مُنْتَحِلِي الْحَدِيْثِ مِنْ
اَهْلِ عَصْرِنَا فِيْ تَصْحِيْحِ اَسَانِيْدِ
وَتَسْقِيْمِهَا يَقُوْلُ لَوْ جَرَيْنَا عَنْ.

عمرے سے اس نے سعید ابن مسیب سے۔ سعید نے
بیان کیا کہ عسفان میں علیؓ و عثمانؓ جمع ہوئے
حضرت عثمانؓ حج تمتع اور عمرے کو منع کرتے
تھے۔ اس پر علیؓ نے ٹوکا کہ آپ حضورؐ کے
عمل سے روکتے ہیں۔ عثمانؓ نے کہا مجھے
معاف رکھو اور بات ختم کرو۔ علیؓ نے کہا
مجھ کو یہ استطاعت کہاں۔ پھر علیؓ نے اپنے
یقین پر حج تمتع کا احرام باندھا یعنی
حج و عمرہ دونوں کی نیت سے۔ نووی، شارح
صحیح مسلم نے تہذیب الاسماء میں لکھا ہے،
کہ حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت کو دو
سال (بعضوں نے ۴ سال کہے ہیں)
گزرے تھے جبکہ سعید ابن المسیب پیدا ہوئے
آپؓ کو سعید نے دیکھا بھی ہے اور حدیثیں
سنی بھی ہیں۔ فاروق اعظمؓ کے علاوہ عثمانؓ
علیؓ، سعد ابن ابی وقاصؓ، ابن عباسؓ
اور ابن عمرؓ سے بھی حدیثیں سنی ہیں اور اس
میں یہ بھی کہا ہے کہ ابوطالب نے امام احمد بن
حنبلؒ سے ابن مسیب کی نسبت پوچھا۔
امام احمدؒ نے کہا سعید ابن المسیب سا اور
کون ہے۔ وہ محدثین خبر میں ثقہ ہے۔ میں نے

حِكَايَةٍ وَذِكْرِ فَسَادِهٖ صَفحًا
لِكَانَ رَأيًا مَتِينًا وَمَذْهَبًا
صَحِيحًا اِذِ الْاِعْرَاضُ عَنِ الْقَوْلِ
الْمُطَّرُوحِ اَحْرىٰ لِاِمَاتَتِهٖ وَاِخْمَالِ
ذِكْرِ قَآئِلِهٖ وَاَجْدَرُ اَنْ لَّا يَكُوْنَ
ذٰلِكَ تَنْبِيهًا لِلْجُهَّالِ عَلَيْهِ غَيْرَ
اَنَّا لَمَّا تَخَوَّفْنَا مِنْ شُرُوْرِ الْعَوَاقِبِ
وَاغْتِرَارِ الْجَهَلَةِ بِمُحْدَثَاتِ الْاُ
مُوْرِ وَاِسْرَاعِهِمْ اِلٰى اِعْتِقَادِ
خَطَاءِ الْمُخْطِئِيْنَ وَالْاَقْوَالِ
السَّاقِطَةِ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ رَاَيْنَا
اَلْكَشْفَ عَنْ فَسَادِ قَوْلِهٖ وَرَدِّ
مَقَالَتِهٖ بِقَدْرِ مَا يَلِيْقُ لَهَا مِنَ
الرَّدِّ اَجْدَىٰ عَلَى الْاَنَامِ وَاَحْمَدُ
لِعَاقِبَتِهٖ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ وَزَعَمَ
الْقَائِلُ الَّذِيْ اَفْتَتَحْنَا الْكَلَامَ
عَلَى الْحِكَايَةِ عَنْ قَوْلِهٖ وَاَخْبَارِ
عَنْ سُوْءِ رِوَايَتِهٖ اَنَّ كُلَّ اِسْنَادِ
الْحَدِيْثِ فِيْهِ فُلَانٌ عَنْ فُلَانٍ
وَقَدْ اَحَاطَ الْعِلْمُ بِاَنَّهُمَا قَدْ
كَانَا فِيْ عَصْرٍ وَّاحِدٍ وَجَآئِزٌ اَنْ

کہا کیا سعید حدیث عمرؓ کے لئے حجت ہے؟
امام نے توثیق کی کہ ہاں ہمارے نزدیک حجت
ہے۔ سعید نے حضرت عمرؓ کو دیکھا اور ان سے
حدیثیں سنیں۔ سعید نے عمرؓ سے حدیث قبول
کیں پھر اس سے کون قبول نہ کرے۔ تاریخ
بخاری میں سعید ابن مسیبؒ کے یہ اقوال ہیں کہ
میںؒ نے صلح کرا دی اور میںؒ اس دن کو یاد
رکھتا ہوں۔ پھر مسلم کی حدیث اسکی صحیح کے
متن میں ہے، نہ اس کے توابع میں اور تعارض
کے دور ہونے میں بہت زیادہ فیصلہ کن
ہے۔ بخاری، مسلمؒ امام احمد بن حنبلؒ اور شیخ
ابن صلاح وغیرہم حفاظ حدیث کی روایت
اور مسلم کی اس عبارت میں جو اس کی صحیح
کے خطبے میں ہے، سعید ابن مسیب کی ترجیح
کا اس کے شاگرد قتادہ پر۔
اور عدم لزوم شیخؒ کا اس طور سے کہ ہر وہ
حدیث جو اپنے شیخ سے لی ہو اپنے شاگرد کو
سنائے گا خواہ وہ صحبت ایک لحظے کی ہو
یا ہفتے یا مہینے کی یا اور مدت یا بخاریؒ کی
ترجیح تمام محدثین پر۔ اور قتادہ کے قول
کی یہ تفسیر کہ اس سے کچھ نہیں معلوم ہوتا

يَكُونَ الْحَدِيثُ الَّذِي رَوَى الرَّاوِيُّ
عَنْ مَنْ رَوَى عَنْهُ قَدْ سَمِعَهُ
مِنْهُ وَشَافَهَهُ بِهٖ غَيْرَ اَنَّهُ
لَا يَعْلَمُ لَهُ مِنْهُ سِمَاعًا وَلَمْ
نَجِدْ فِي شَيْءٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ
اَنَّهُمَا الْتَقَيَا قَطُّ اَوْ تَشَافَهَا
بِحَدِيثٍ اَنَّ خَبَرَ اَنَّ الْحُجَّةَ لَا
يَقُومُ عِنْدَهُ لِكُلِّ خَبَرٍ جَاءَ هٰذَا
الْمَجِيءَ حَتّٰى يَكُونَ عِنْدَ الْعِلْمِ
بِاَنَّهُمَا قَدِ اجْتَمَعَا مِنْ دَهْرِهِمَا
مَرَّةً فَصَاعِدًا اَوْ تَشَافَهَا بِالْحَدِيثِ
بَيْنَهُمَا اَوْ يَرِدَ خَبَرٌ فِيهِ بَيَانُ
اِجْتِمَاعِهِمَا وَتَلَاقِيهِمَا مَرَّةً
مِنْ دَهْرِهِمَا فَمَا فَوْقَهَا فَاِنْ
لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ عِلْمُ ذٰلِكَ وَلَمْ
تَاْتِ بِهٖ رِوَايَاتٌ صَحِيحَةٌ تُخْبِرُ
اَنَّ هٰذَا الرَّاوِيَ عَنْ صَاحِبِهٖ قَدْ
لَقِيَهُ مَرَّةً وَسَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا
لَمْ يَكُنْ فِي نَقْلِهِ الْخَبَرَ عَنْ مَنْ
رَوَى عَنْهُ عِلْمُ ذٰلِكَ وَالْاَمْرُ
كَمَا وَصَفْنَا حُجَّةٌ وَهٰذَا الْقَوْلُ

ہے۔ بجز حدثنا کی نفی کے اور یہ منافی نہیں
ہے۔ لقائے عمرؓ و علیؓ کے پانے کو تو ایسی
صورت میں امام کے قول کی تفسیر جو صحیح مسلم
کے خطبے میں واقع ہوا کہ مجھ سے فضل ابن
سہیل نے حدیث بیان کی ہم کو عفان بن مسلم نے
خبر دی ہم کو ہمام نے یہ خبر دی کہ ہمارے پاس ابو داؤد
اعمیٰ آئے اور کہنے لگے کہ ہم سے براء نے حدیث
بیان کی اور ہم سے زید ابن ارقم نے حدیث
بیان کی۔ جب قتادہ سے اس کا ذکر کیا تو
انھوں نے کہا۔ تو جھوٹ کہتا ہے ان سے کچھ
نہیں سنا۔ اس زمانے میں وہ بھیک مانگتا
تھا۔ یہ زمانہ طاعون جارف کا تھا اور مجھ سے
حدیث بیان کی حسن یعنی حلوانی نے۔ ہم
سے حدیث بیان کی یزید ابن ہارون نے
ہم کو خبر دی ہمام نے کہ ابو داؤد اعمیٰ .....
قتادہ کے پاس آئے جب وہ کھڑے ہوئے
تو لوگوں نے کہا۔ اس کا دعویٰ ہے کہ اس نے
۱۸ بدریوں سے ملاقات کی ہے تو قتادہ
نے کہا یہ طاعون جارف سے پہلے بھیک
مانگتا تھا اور ان باتوں میں نہیں پڑتا
تھا نہ اس بارے میں کچھ بات کرتا تھا۔

يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فِي الْاَسَانِيْدِ قَوْلٌ
مُخْتَرَعٌ مُسْتَحْدَثٌ غَيْرُ مَسْبُوْقٍ
بِصَاحِبِهٖ اِلَيْهِ وَلَا مُسَاعِدَ لَهٗ
مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلَيْهِ وَذٰلِكَ
اَنَّ الْقَوْلَ الشَّائِعَ الْمُتَّفِقَ عَلَيْهِ
بَيْنَ اَهْلِ الْعِلْمِ بِالْاَخْبَارِ
وَالرِّوَايَاتِ قَدِيْمًا وَحَدِيْثًا اِنَّ
كُلَّ رَجُلٍ ثِقَةٍ رَوٰى عَنْ
مِّثْلِهٖ حَدِيْثًا وَجَائِزٌ مُّمْكِنٌ لَّهٗ
لِقَاؤُهٗ وَالسَّمَاعُ مِنْهُ لِكَوْنِهِمَا
جَمِيْعًا كَانَا فِيْ عَصْرٍ وَاحِدٍ
وَاِنْ لَّمْ يَاْتِ فِيْ خَبَرٍ اَنَّهُمَا
اِجْتَمَعَا وَلَا تَشَافَهَا بِكَلَامٍ فَا
لرِّوَايَةُ ثَابِتَةٌ وَالْحُجَّةُ بِهَا
لَازِمَةٌ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ هُنَاكَ
دَلَالَةٌ اَنَّ هٰذَا الرَّاوِيْ لَمْ يَلْقَ
مَنْ رَوٰى عَنْهُ اَوْ لَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ
شَيْئًا فَاَمَّا الْاَمْرُ مُبْهَمٌ عَلَى
الْاِمْكَانِ الَّذِيْ فَسَّرْنَا فَالرِّوَايَةُ
عَلَى السَّمَاعِ اَبَدًا حَتّٰى يَكُوْنَ
الدَّلَالَةُ الَّتِيْ بَيَّنَّا فَيُقَالُ

بخدا حسنؓ نے کبھی ہم سے یہ بیان نہیں کیا کہ انھوں
نے کسی بدری سے مشافہتہً حدیث بیان
کی اور نہ سعید ابنِ مسیبؓ نے بجز سعد بن
مالک کے کسی بدری سے بالمشافہ کوئی حدیث
بیان کی مگر یہ بات یہ ہے کہ ابُو داؤد اعمیٰ نے
بدریین سے اپنی ملاقات کی نسبت دی
اور ان سے اُن کے غیر سے بدریین سے روایت
کرتا اور کہتا ہے کہ ہم سے براء نے اور زید
بن ارقم نے حدیث بیان کی تو قتادہ نے
کہا لفظ حَدَّثَنَا سے اس کی تعبیر صحیح نہیں
ہے اگرچہ بدریین سے ملاقات کر چکا ہو
اور اسی پر قول قتادہ کی دلیل ہے کہ وہ
کسی بات میں نہیں پڑتا تھا۔ (حدیث کی
طرف توجہ نہ کرتا تھا) اور حسن بصریؒ، ابنِ
مسیّب، ابو داؤد اعمیٰ سے بڑے ہیں اور
بزرگ و اقدم ہیں اور حدیث کی طرف توجہ
کرنے میں بہت زیادہ ہیں اور اہلِ حدیث
کے ساتھ رہنے میں اور ان سے حدیث
لینے کی کوشش میں بڑھ کر ہیں اس کے
ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ انہی میں سے ایک
شخص نے ایک بدری سے بلفظ حَدَّثَ

الْمُخْتَرِعُ هٰذَا الْقَوْلَ الَّذِيْ
وَصَفْنَا مَقَالَتَهٗ اَوْ لِلذَّابِّ عَنْهُ
قَدْ اَعْطَيْتُ جُمْلَةَ قَوْلِكَ اَنَّ خَبَرَ
الْوَاحِدِ الثِّقَةِ عَنِ الْوَاحِدِ الثِّقَةِ
حُجَّةٌ يَلْزَمُ بِهِ الْعَمَلُ ثُمَّ
اَدْخَلْتَ فِيْهِ الشَّرْطَ بَعْدُ فَقُلْتَ
حَتّٰى يَعْلَمَ اَنَّهُمَا قَدْ كَانَا
الْتَقَيَا مَرَّةً فَصَاعِدًا اَوْ سَمِعَ مِنْهُ
شَيْئًا فَهَلْ تَجِدُ هٰذَا الشَّرْطَ الَّذِيْ
اشْتَرَطْهُ عَنْ اَحَدٍ يَلْزَمُ قَوْلُهٗ
وَاِلَّا فَهَلُمَّ دَلِيْلًا عَلٰى مَا زَعَمْتَ
وَاَيْضًا فِيْ مُقَدَّمَةِ صَحِيْحِهٖ وَمَا
عَلِمْنَا اَحَدٌ مِنَ الْاَئِمَّةِ السَّلَفِ
مِمَّنْ يَسْتَعْمِلُ الْاَخْبَارَ وَيَتَفَقَّدُ
صِحَّةَ الْاَسَانِيْدِ وَسُقْمَهَا مِثْلَ
اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيْ وَابْنَ عَوْنٍ وَمَالِكَ
بْنِ اَنَسٍ وَشُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ
وَيَحْيٰى بْنِ سَعِيْدِ الْقَطَّانَ وَ
عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ وَمَنْ
بَعْدَهُمْ مِنْ اَهْلِ الْحَدِيْثِ فَتَّشُوْا
عَنْ مَوْضِعِ السَّمَاعِ فِي الْاَسَانِيْدِ

روایت کی ہے تو پھر ابو داؤد اعمیٰ کیسے
کہتا ہے کہ وہ بدریین سے ملاقات کا
دعویٰ کرتا ہے. فقیری کی حالت میں
ہم سے براء نے اور زید بن ارقم نے حدیث
بیان کی ورنہ یعنی یہ تقریر اگر ثابت بھی
نہ ہو بلکہ اس کا ماخذ عدم لقا ہو جبکہ
اسکو نووی نے اختیار کیا ہے تو قتادہ کے
اس قول کی مطابقت کیا سمجھو گے کہ وہ
طاعون جارف سے پہلے سائل (گداگر)
تھا. حدیث سے اُسے کوئی سروکار نہ تھا.
اور اس کا یہ کہنا کہ ۱۸ بدریوں سے ملاقات
کی. اس لئے کہ حدیث کی طرف توجہ نہ کرنا'
جارف سے پہلے بھیک مانگنا بدری سے
عدمِ لقا کو مستلزم نہیں ہے اور جواب اس
بیان پر موقوف ہے کہ نسبت 'توجہ اور
ملاقات میں برابری ہو. اس طرح کہ جو
شخص حدیث کی طرف توجہ کرے گا وہ
بدری سے ملاقات کرے گا اور جو شخص حدیث
کی طرف توجہ نہ کرے گا وہ اہلِ حدیث کے
پاس داخل نہ ہوگا. بدری سے ملاقات نہ
کرے گا اور نہیں تو کچھ نہیں. "اس بیان

كَمَا ادَّعَاهُ الَّذِيْ وَصَفْنَا قَوْلَهٗ
مِنْ قَبْلُ وَاِنَّمَا كَانَ تَفَقُّدُ
مَنْ تَفَقَّدَ مِنْهُمْ سَمَاعَ رُوَاةِ
الْحَدِيْثِ وَشَهَرَ بِهٖ فِيْ يَخْتُوْنَ
عَنْ سَمَاعِهٖ فِيْ رِوَايَتِهٖ فَمَنْ
رَوٰى عَنْهُمْ اِذَا كَانَ الرَّاوِيْ
مِمَّنْ عُرِفَ بِالتَّدْلِيْسِ فِي الْحَدِيْثِ
وَيَتَفَقَّدُوْنَ ذٰلِكَ مِنْهُ كَيْ يَنْزَاحَ
عِلَّةُ التَّدْلِيْسِ لِمَنِ ابْتَغٰى ذٰلِكَ
مِنْ غَيْرِ مُدَلِّسٍ عَلَى الْوَجْهِ
الَّذِيْ زَعَمَ مَنْ حَكَيْنَا قَوْلَهٗ
فَمَا سَمِعْنَا ذٰلِكَ مِنْ اَحَدٍ مِمَّنْ
سَمَّيْنَا وَلَمْ نُسَمِّ مِنَ الْاَئِمَّةِ فَمِنْ
ذٰلِكَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدُ
الْاَنْصَارِيَّ وَقَدْ رَاَى النَّبِيَّ ﷺ رَوٰى
عَنْ حُذَيْفَةَ وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ
الْاَنْصَارِيِّ عَنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا
حَدِيْثًا اَسْنَدَهٗ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَلَيْسَ
فِيْ رِوَايَتِهٖ عَنْهُمَا ذِكْرُ سَمَاعٍ
مِنْهُمَا وَلَا حَفِظْنَا فِيْ شَيْءٍ مِنَ
الرِّوَايَاتِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدِ

سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سوال کرنے والے
پریشان حال ہر خاص و عام سے سوال
کرتے ہیں۔ محدثین سے بھی اور غیر محدثین
سے بھی۔ خصوصًا ان انعام یافتہ لوگوں سے
جو حتی الامکان سوال رد نہیں کرتے اور
بدرجتین انعام یافتہ اور نبی خدا کے حکم کے
مُطیع ہیں وہ سائل کو رد نہیں کرتے ہیں
ان کے دعویٰ کے مطابق وہ زیادہ مستحق ہیں
کہ اُن سے سوال کیا جائے نہ کہ ان کے غیر سے
وہ اپنے دروازوں پر دربان نہیں رکھتے
اور جبکہ قتادہ کے قول سے عدم لقاء پر کوئی
صریح دلالت میں نے نہیں پائی کہ خدا کی
قسم ایسے" تو وہ حدیث جسکا اتصال امام
احمد بن حنبلؒ کے نزدیک ثابت ہو چکا۔
امام المحدثین ابوالحسن مسلم ابن حجاج نیشاپوری
جیسے محقق کے نزدیک ثابت ہے۔ اس لئے
کہ حسنؓ نے علیؑ سے ملاقات کی۔ اس امکان
پر جو اُن کے نزدیک اتصال کیلئے اصل ہے
چنانچہ اُن کی صحیح کے مقدمے میں ہے کہ
ہمارے زمانہ کے بعض اہل حدیث نے اسانید
کی صحیح اور اسکے سقم کے بارے میں کلام کیا

شَافَهَ حُذَيْفَهَ وَاَبَا مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیَّ
بِحَدِیْثٍ قَطُّ وَلَا وَجَدْنَا ذِکْرَ
رُؤْیَتِهٖ اِیَّاهُمَا فِیْ رِوَایَتِهٖ
بِعَیْنِهِمَا وَلَمْ نَسْمَعْ عَنْ اَحَدٍ
مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِمَّنْ مَضٰی وَلَا
مِمَّنْ اَدْرَکْنَا اَنَّهٗ طَعَنَ فِیْ هٰذَیْنِ
الْخَبَرَیْنِ الَّذَیْنِ رَوَاهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ
بْنُ یَزِیْدَ عَنْ حُذَیْفَةَ وَاَبِیْ مَسْعُوْدٍ
بِضُعْفٍ فِیْهِمَا بَلْ هُمَا وَمَا
اَشْبَهَهُمَا عِنْدَ مَنْ لَاقَیْنَا مِنْ
اَهْلِ الْحَدِیْثِ مِنْ صِحَاحِ الْاَسَانِیْدِ
وَقَوِیِّهَا یَرَوْنَ اِسْتِعْمَالَ مَا نُقِلَ
بِهَا وَالْاِحْتِجَاجَ بِمَا اَتَتْ مِنْ سُنَنٍ
وَاٰثَارٍ وَهِیَ فِیْ زَعْمِ مَنْ حَکَیْنَا
قَوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ وَاهِیَةٌ مُهْمَلَةٌ
حَتّٰی یُصِیْبَ سِمَاعُ الرَّاوِیْ عَنْ
مَنْ رَوٰی حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ
قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِیْ عَدِیُّ بْنُ
ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ یَزِیْدَ
عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ قَالَ
اِذَا اَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلٰی اَهْلِهٖ نَفَقَةً

ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم حکایت کو اور اس کے
فساد کو اعراض کر کے جاری کر دیں تو ایک
رائے مضبوط ہوگی اور جواب صحیح ہوگا کیونکہ
گرے ہوئے قول سے منہ پھیر لینا وہ ختم کر دینے
کے قابل ہے اور اس کے قائل کے ذکر کو
مختصر کر دینا ہے اس سے بہتر ہے جُہّال کی
تنبیہ کیلیے۔ بجز اس کے کہ جب عواقب کے
شر سے ڈرنے لگے اور جاہلوں کے دھوکہ
کھانے سے۔ محدث امور (بدعات، نئے)
کی طرف اور مفتیوں کے اعتقاد کی خطا کی
طرف جلدی کرتے ہیں اور علما کے نزدیک
جو اقوال ساقط ہیں اس کی طرف جلدی
کرنے کو دیکھا تو ہم نے مناسب سمجھا کہ انکے
قول کے فساد کو کھول دیں اور ان کے مقالے
کو اس حد تک رد کر دیں جس حد تک رد
کرنا عوام کے حق میں بہتر ہو اور عاقبت کے
لئے مفید ہو اور کہنے والا جس کے کلام
کو حکایت پر ہم فسخ کرتے ہیں اسکے قول
سے اور بری روایت کے اخبار سے اس کا دعویٰ
ہے کہ ہر سند حدیث کی جن میں فلاں عن
فلاں ہو اور یہ معلوم ہے کہ وہ ایک زمانے

تَحۡسَبُهَا فَهُوَ لَهٗ صَدَقَةٌ وَلَوۡ ذَهَبۡنَا نُعَدِّدُ الۡاَخۡبَارَ الصِّحَاحَ عِنۡدَ اَهۡلِ الۡعِلۡمِ مِمَّنۡ تَهِنُ بِزَعۡمِ هٰذَا الۡقَائِلِ وَنُحۡصِيۡهَا بِعَجۡزِنَا عَنۡ تَقَصِّيۡ ذِكۡرِهَا وَاِحۡصَائِهَا كُلِّهَا وَلٰكِنَّا اَحۡبَبۡنَا اَنۡ نَنۡصِبَ مِنۡهَا عَدَدًا يَكُوۡنُ سِمَةً لِمَا سَكَتۡنَا عَنۡهُ وَهٰذَا اَبُوۡ عُثۡمَانَ النَّهۡدِيُّ وَاَبُوۡ رَافِعٍ وَهُمَا مِمَّا اَدۡرَكَ الۡجَاهِلِيَّةَ وَصَحِبَا اَصۡحَابَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الۡبَدۡرِيِّيۡنَ هَلُمَّ جَرًّا وَنَقَلَا عَنۡهُمُ الۡاَخۡبَارَ حَتّٰى نَزَلَا اِلٰى مِثۡلِ اَبِيۡ هُرَيۡرَةَ وَابۡنِ عُمَرَ وَذَوِيۡهِمَا قَدۡ اَسۡنَدَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا عَنۡ اُبَيِّ بۡنِ كَعۡبٍ عَنِ النَّبِيِّ حَدِيۡثًا وَلَمۡ نَسۡمَعۡ فِيۡ رِوَايَةٍ بِعَيۡنِهَا اَنَّهُمَا عَايَنَا اُبَيًّا اَوۡ سَمِعَا مِنۡهُ شَيۡئًا وَاَسۡنَدَ اَبُوۡ عَمۡرٍو الشَّيۡبَانِيُّ وَهُوَ مِمَّنۡ اَدۡرَكَ الۡجَاهِلِيَّةَ وَكَانَ فِيۡ زَمَنِ النَّبِيِّ رَجُلًا وَاَبُوۡ مَعۡمَرٍ عَبۡدُ اللّٰهِ بۡنُ

میں تھے اور یہ جائز ہے کہ جس حدیث کی اس نے روایت کی ہے اور جس سے روایت کی یہ کہ اس سے سُنا ہو یا اس کی زبان سے نکلا ہوا دیکھا ہو مگر یہ کہ سماع کا ثبوت نہ ہوا اور نہ ہم نے روایات میں یہ پایا کہ وہ کبھی ملے یا کبھی حدیث بیان کی کہ حجّت اس کی نہیں قائم ہوگی ہر خبر کے لئے جو یہ لانے والا بیان کرے حتیٰ کہ اس بات کا علم ہو جائے کہ دونوں اپنے زمانے میں کبھی ایک مرتبہ یا اس سے زیادہ مرتبہ جمع ہوئے یا حدیث کو آپس مشافہتہً بیان کیا یا کوئی خبر ایسی وارد ہوئی جس میں ان کے جمع ہونے کا بیان ہوا اور اُن کے ملنے کا ایک وقت یا اس سے زیادہ انکے زمانے میں (دو راوی ایک زمانے میں اگر ہوں تو کسی ایک کی روایت دوسرے سے اس وقت تک معتبر نہ ہوگی جبتک اُنکے ملنے کا ثبوت نہ ہوگا خواہ ایک دفعہ ہی سہی) اور اگر اس کو ملاقات کا علم نہ ہوا اور اس کو ایسی صحیح روایت نہ ملے جو خبر دے کہ اس راوی نے اصحاب سے ایک مرتبہ بھی ملاقات کی ہو اور اس نے کچھ سُنا ہو تو اس کے نقل کرنے

سَبِخَبْرَةِ كُلّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَنْ
أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ
خَبَرَيْنِ وَأَسْنَدَ عُبَيْدُ بْنُ عُمَرَ
عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَدِيثًا وَعُبَيْدِ بْنِ عُمَرَ وُلِدَ فِي
زَمَانِ النَّبِيِّ وَقَدْ أَدْرَكَ زَمَنَ
النَّبِيِّ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ
عَنِ النَّبِيِّ ثَلَاثَةَ أَخْبَارٍ وَأَسْنَدَ
عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ أَبِي لَيْلَى وَقَدْ
حَفِظَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَصَحِبَ
عَلِيًّا عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ عَنِ
النَّبِيِّ حَدِيثًا وَأَسْنَدَ رِبْعِيُّ بْنُ
حِرَاشٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ
عَنِ النَّبِيِّ حَدِيثَيْنِ وَعَنْ أَبِي
بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ حَدِيثًا وَقَدْ
سَمِعَ رِبْعِيٌّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ
وَرَوَى عَنْهُ وَأَسْنَدَ نَافِعُ
بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِي
شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ عَنِ النَّبِيِّ حَدِيثًا
وَأَسْنَدَ النُّعْمَانُ ابْنُ عَيَّاشٍ عَنْ

میں اس بات کی خبر نہ ہو کہ اس نے کس سے
روایت کی ہے تو اس بات کا علم ہو جائے
گا اور معاملہ جیسا کہ تم نے بیان کر دیا ہے
حجت ہوگا اور یہ قول اللہ تعالیٰ تجھ پر
رحم کرے۔ اسانید کے بارے میں ایسا قول
ہے جو اختراع ہے اور جدید ہے جس کی طرف
کسی نے سبقت نہیں کی لہٰذا اہل علم سے
کوئی اس کا قائل ہے اور وہ یہ ہے کہ جو قول
شائع ہے اور متفق علیہ ہے اہل علم کے درمیان
اخبار اور روایات سے خواہ قدیم ہو یا جدید
وہ یہ کہ ہر شخص جو ثقہ ہے اس نے اپنے مثل
آدمی سے روایت کی ہے اور اس کیلئے جائز و
ممکن ہے اس سے لقاء و سماع بھی کیونکہ یہ
دونوں ایک زمانے میں تھے اگرچہ یہ خبر نہ ملی
ہو کہ وہ کہاں جمع ہوئے اور نہ یہ خبر ملے کہ
انھوں نے بالمشافہ کلام کیا تو روایت ثابت
ہوگی اور اس سے حجت لازمی ہوگی اِلّا آنکہ
وہاں پر اس بات کی دلالت ہو کہ اس راوی
نے اس سے ملاقات نہیں کی ہے جس سے
روایت لی ہے یا اس سے کچھ سنا ہے ورنہ امکان
پر امر مبہم ہے جس کی ہم نے تفسیر کی تو روایت

أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ثَلٰثَةَ أَحَادِيثَ
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَسْنَدَ عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ
اللَّيْثِيُّ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
حَدِيثًا وَأَسْنَدَ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ
عَنْ رَافِعِ بْنِ خُدَيْجٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
حَدِيثًا وَأَسْنَدَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ
الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَحَادِيثَ فَكُلُّ هٰؤُلَاءِ
التَّابِعِينَ الَّذِينَ نَصَبْنَا رِوَايَتَهُمْ
عَنِ الصَّحَابَةِ الَّذِينَ سَمَّيْنَاهُمْ
لَمْ يُحْفَظْ عَنْهُمْ سَمَاعٌ عَلِمْنَاهُ
مِنْهُمْ فِي رِوَايَةٍ بِعَيْنِهَا وَلَا أَنَّهُمْ
لَقُوهُمْ فِي نَفْسِ جُزْءٍ بِعَيْنِهِ
وَهِيَ أَسَانِيدُ ذَوِي الْمَعْرِفَةِ بِالْأَخْبَارِ
وَالرِّوَايَاتِ مِنْ صِحَاحِ الْأَسَانِيدِ
وَلَا نَعْلَمُهُمْ وَاهِنُو مِنْهَا شَيْئًا قَطُّ
وَلَا الْتَمَسُوا فِيهَا سَمَاعَ بَعْضِهِمْ
مِنْ بَعْضٍ إِذِ السَّمَاعُ لِكُلِّ وَاحِدٍ
مِنْهُمْ مُمْكِنٌ مِنْ صَاحِبِهِ غَيْرُ
مُسْتَنْكَرٍ لِكَوْنِهِمْ جَمِيعًا كَانُوا
فِي الْعَصْرِ الَّذِي اتَّفَقُوا فِيهِ وَكَانَ

سماع کی ابدی ہوگی حتّٰی کہ وہ دلالت جو میں نے
بیان کی ہے ثابت ہو جائے تو مختصر عرصے سے
یہ کہا جائے گا کہ یہ قول جسکے مقالے کا ہم نے
وصف بیان کیا ہے یا اس سے دفع کرنے
والے کیلئے کہ میں نے تیرے قول کا خلاصہ
بتا دیا ہے کہ ایک ثقہ کی خبر ایک ثقہ سے
حجت ہے جس پر عمل لازم ہے پھر اس میں
شرط اس کے بعد داخل کی گئی تو میں کہتا
ہوں کہ ان دونوں نے ایک مرتبہ یا زیادہ
ملاقات کی یا اس سے سنا تو کیا تم اس شرط
کو جسکو کہ لینے کی شرط لگائی ہے، اس کا
قول لازم ہے یا نہیں؟ تو تم اپنے زعم کی دلیل
لے آؤ اور اسطرح اُن کے صحیح کے مقدمے
میں یہ ہے کہ ہم کو کسی نے آئمہ سلف سے جو اخبار
کا استعمال کرتے ہیں اور صحت اسانید اور
اس کے عیوب کی تلاش کرتے ہیں جیسے ایوب
سختیانی، ابن عون اور مالک ابن انس
اور شعبہ ابن حجاج اور یحییٰ بن سعید قطان
اور عبدالرحمٰن ابن مہدی اور ان کے بعد کے
اہل حدیث نے ہم کو اسکی تعلیم نہیں دی بلکہ
انھوں نے اسانید میں موضع سماع کی تلاش

هٰذَا الْقَوْلُ الَّذِیْ اَحْدَثَهٗ هٰذَ
الْقَائِلُ الَّذِیْ حَکَیْنَا فِیْ تَوْهِیْنِ
الْحَدِیْثِ بِالْعِلَّةِ الَّتِیْ وَصَفَ اَقَلَّ
مِنْ اَنْ یُعْرَجَ عَلَیْهِ وَیُثَارَ ذِکْرُهٗ
اِذَا کَانَ قَوْلًا مُحْدَثًا وَکَلَامًا
خَلَفًا لَمْ یَقُلْهُ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ
الْعِلْمِ سَلَفٌ وَیَسْتَنْکِرُهٗ مِنْ بَعْدِ
هِمْ خَلْفٌ فَلَا حَاجَةَ لَنَا فِیْ رَدِّهٖ
بِاَکْثَرَ مِمَّا شَرَحْنَا (وَاللّٰهُ
الْمُسْتَعَانُ) عَلٰی دَفْعِ مَا خَالَفَ
مَذْهَبَ الْعُلَمَاءِ عَلَیْهِ التُّکْلَانُ
اِنْتَهٰی فَمَا قِیْلَ اِنَّ کُلَّ حَدِیْثٍ
رَوَی الْحَسَنُ عَنْ عَلِیٍّؓ عِنْدَ الْبُخَارِیْ
وَمُسْلِمٍ وَالتِّرْمِذِیْ وَاَبِیْ دَاوٗدَ
وَغَیْرِهِمْ لَیْسَ بِمُتَّصِلٍ وَاِنْ
کَانَ الزَّمَانُ یُسَاعِدُ الصُّحْبَةَ
وَالرِّوَایَةَ لٰکِنْ فِی الْمَطَالِبِ
النَّقْلِیَّةِ یُذْکَرُ الْوُقُوْعُ لَا الْاِ
مْکَانُ وَالْجَمَاعَةُ الَّذِیْنَ یُصَحِّحُوْنَ
الْاِتِّصَالَ بِالْمُعَاصَرَةِ مَا ثَبَتَ عِنْدَهٗ
مُحَقِّقِیْ اَهْلِ الْحَدِیْثِ وَالْاِکْتِفَاءُ.

کی ہے جیسا کہ اس نے اس بات کا دعویٰ
کیا ہے جس کے قول کی توثیق ہم نے اس سے
پہلے بیان کر دی اور ان میں سے جن لوگوں
نے اسکی تلاش کی انھوں نے یہ تلاش کی تھی
اور روایتِ حدیث کے سماع کو معلوم کیا تھا۔
تو جس نے ان سے روایت کی اگر ان میں سے راوی
وہ ہے جو حدیث میں تدلیس کرنے میں معروف
ہے اور مشہور ہے تو ایسی صورت میں کسی روایت
میں اس کے سماع کی تحقیق کریں گے اور
اس بات کی اس میں تلاش کریں گے تاکہ
تدلیس کی علت اس سے نکل جائے جس نے
اس کی تلاش کو بغیر مدلس کے اس وجہ پر
جس نے زعم کیا کہ جس کے قول کو ہم نے
بیان کیا ہے تو ہم نے کسی ایک سے بھی نہیں
سُنا خواہ وہ ائمہ جن کے نام ہم نے بیان
کئے یا جن کے نام نہیں بیان کئے۔ اسی میں
سے یہ ہے کہ عبداللہ زید انصاری نے نبی کریمؐ
کو دیکھا اور حذیفہ اور ابو مسعود انصاری
سے روایت کی اور ان میں سے ہر ایک سے
ایک حدیث اپنی سند سے بیان کی جو نبی
کریمؐ تک پہنچتی تھی اور ان دونوں سے روایت

عَلَى الْمُعَاصَرَةِ الْمُخْتَصَّةِ فِي
الْاِتِّصَالِ اَمْرٌ يَابٰى سَلَامَةَ الدِّيْنَ
عَنْهُ مَبْنِيٌّ عَلٰى عَدَمِ اِصَابَةِ
اَقْوَالِ الْاَئِمَّةِ الْحَدِيْثِ كَاِمَامِ
اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ وَمُسْلِمٍ
وَالتِّرْمِذِيِّ وَغَيْرِهِمْ بَلْ خِلَافِ
الْاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِ عِنْدَ مُسْلِمِ الْقُشَيْرِيِّ
قَالَ الْاِمَامُ الْحَافِظُ اَبُوْعِيْسٰى
التِّرْمِذِيُّ فِيْ جَامِعِهٖ فِيْ بَابِ
مَا جَاءَ فِيْمَنْ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْحَدُّ
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْقُطَعِيُّ
الْبَصْرِيُّ ثَنَا بَشِيْرُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا
هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ
عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلٰثَةٍ
عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ
الصَّبِيِّ حَتّٰى يَشُبَّ وَعَنِ الْمَعْتُوْهِ
حَتّٰى يَعْقِلَ قَالَ اَبُوْعِيْسٰى حَدِيْثُ
عَلِيٍّ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ
رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ
النَّبِيِّ وَلَا نَعْرِفُ لِلْحَسَنِ سَمَاعًا

کرنے میں اُن سے سماع کا ذکر نہ تھا۔
اور نہ روایتوں میں سے کوئی چیز یاد رکھی
اور وہ کہ عبداللہ ابن یزید نے حذیفہ اور
ابومسعود انصاری سے کبھی کوئی حدیث
مشافہتہً لی ہو ورنہ ان کی روایت کا ذکر
ہم ان دونوں کی روایت میں پاتے اور
کسی اہل علم سے خواہ وہ گزرے ہوئے
ہوں یا وہ جن کو ہم پاتے ہیں کہ اس نے
دونوں خبروں میں طعن کی ہو جن کو عبداللہ
ابن یزید نے حذیفہ اور ابن مسعود سے ضعف
کے ساتھ روایت کی ہو بلکہ وہ اور جو ان
کے مشابہ ہیں اُن لوگوں کے نزدیک جنھیں
ہم نے اہل حدیث پایا۔ صحیح اسانید سے
اور اس کے قوی اسانید سے ان باتوں کا
استعمال لکھتے ہیں جنکو نقل کیا جائے۔
اور احتیاج ان باتوں سے جس میں تم
سنن و آثار کے ہو اور وہ اس کا زعم ہے
جسکے قول کو ہم نے اسکے پہلے حکایت کر
دی ہے کہ وہ مہمل ہے۔ واہی ہے حتیٰ کہ
وہ صحیح بیان کرے اور اس کے سماع کو کہ
کس سے روایت کی گئی چنانچہ باب

عَنْ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَیْ لَا نَعْرِفُ
کَیْفِیَّۃَ سِمَاعِ الْحَسَنِ عَنْ عَلِیٍّ
عَنْ خِطَابِ عَلِیٍّ مَعَہٗ اَوْ مَعَ
غَیْرِہٖ اَوْ بِطَرِیْقِ الْاَنْبَاءِ وَالْاَخْبَارِ
اَوْ بِہٖ نَہْجٍ اٰخَرَ سَوَاءٌ قَرَأَ
الْحَدِیْثَ الشَّیْخُ اَوِ التِّلْمِیْذُ اِعْلَمْ
اَنَّ الْحَدِیْثَ مُتَّصِلٌ عَلٰی مَذْھَبِ
الْاِمَامِ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ بِسَبَبِ
الْعَنْعَنَۃِ فَقَطْ وَعَلٰی مَذْھَبِ الدَّارِ
قُطْنِیِّ وَالضِّیَاءِ الْمَقْدِسِیِّ وَشَیْخِ
بْنِ الْحَجَرِ بَعْدَ مَا رَجَعَ عَنْ مَذْھَبِہٖ
وَالْقَشَاشِیِّ وَغَیْرِھِمْ مِنْ اَعْلَامِ
الدِّیْنِ بِدَلِیْلِ صِحَّۃِ سَمَاعِ الْحَسَنِ
عَنْ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ وَعِنْدَ
مُسْلِمٍ اَیْضًا بِسَبَبِ عَنْعَنَۃِ
الْمُعَاصَرَۃِ وَاِمْکَانِ اللِّقَاءِ وَعِنْدَ
التِّرْمِذِیِّ اَیْضًا لِاَنَّہٗ یَشْتَرِطُ فِی
الْاِتِّصَالِ ثُبُوْتَ الْمُعَاصَرَۃِ کَمَا
یُفْھَمُ مِنْ عِبَارَۃِ الشَّیْخِ ابْنِ
الْحَجَرِ الْعَسْقَلَانِیِّ فِی النُّخْبَۃِ وَشَرْحِہٖ
وَعَنْعَنَۃُ الْمُعَاصِرِ مَحْمُوْلَۃٌ

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّۃِ میں کہا ہے کہ ہم نے
حجاج ابن منہال سے حدیث بیان کی وہ
کہتے ہیں۔ اس سے سعید نے حدیث بیان
کی کہ مجھے عدی بن ثابت نے خبر دی کہ میں نے
عبداللہ ابن یزید سے سنا ہے۔ وہ کہتے...
ہیں ابن مسعود سے وہ نبی کریمؐ سے روایت
کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے
اہل پر خرچ کر کے کوئی ایسا نفقہ جو اسکو
ثواب سمجھے تو وہ اس کیلئے صدقہ ہے اور
اگر ہم اہل علم کے پاس تعداد اخبار صحاح
کیطرف جائیں جن میں سے اس قائل کے
زعم کو مانتا ہے اور شمار کرتا ہے کہ ہم کو عاجز
کردے گا اس کے ذکر کے پورے بیان کرنے
سے اور اس کا پورا احص کرنے سے لیکن
ہم یہ چاہتے ہیں کہ ان میں سے کسی عذر کو
پالیں کہ وہ علامت ہو خبر سے؟ خاموش
رہیں اور یہ ابوعثمان سندی اور ابورافع ہیں
اور یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے زمانہ جاہلیت کو
پایا اور جو اصحابؓ آنحضرت کے ساتھ رہے
اور ان سے اخبار کو نقل کیا جو نازل ہوتے
تھے مثل ابی ہریرہ اور ابن عمر وغیرہ لوگوں

عَلَى السَّمَاعِ بِخِلَافِ غَيْرِ الْمُعَاصَرَةِ
فَإِنَّهَا مُرْسَلَةٌ أَوْ مُنْقَطِعَةٌ
فَشَرْطُ حَمْلِهَا عَلَى السَّمَاعِ ثُبُوْتُ
الْمُعَاصَرَةِ لَا عَنِ الْمُدَلِّسِ وَقِيْلَ
يُشْتَرَطُ فِيْ حَمْلِ عَنْعَنَةِ الْمُعَاصَرَةِ
عَلَى السَّمَاعِ ثُبُوْتُ لِقَائِهِمَا
أَيِ الشَّيْخِ وَالرَّاوِيْ عَنْهُ وَلَوْ
مَرَّةً وَّاحِدَةً وَقَالَ مَوْلَانَا
عَلِيُّ الْقَارِيُّ فِيْ شَرْحِ هٰذِهِ
الْعِبَارَةِ وَعَنْعَنَةُ الْمُعَاصَرَةِ سَوَاءٌ
ثَبَتَ اللِّقَاءُ بَيْنَهُمَا أَمْ لَا عِنْدَ
الْجُمْهُوْرِ مَحْمُوْلَةٌ عَلَى السَّمَاعِ
وَعِنْدَ الْبُخَارِيِّ يُشْتَرَطُ اللِّقَاءُ
وَلَوْ مَرَّةً وَّاحِدَةً فَلَا يُعَارِضُ
بِأَنَّ قَوْلَهُ لَا تَعْرِفُ الخ يَدُلُّ عَلَى
الْإِرْسَالِ لِأَنَّ عَدَمَ الْعِرْفَانِ مَا
يَتَعَلَّقُ إِلَّا بِكَيْفِيَّةِ السَّمَاعِ لَا
السَّمَاعِ وَإِنْ سَلَّمْنَا مَا أَرَدْتُّمْ
أَيْ تَعَلُّقُ عَدَمِ الْعِرْفَانِ بِالسَّمَاعِ
فَلَا يَقْدَحُ فِي اتِّصَالِ الْحَدِيْثِ
أَيْضًا لِأَنَّ لَفْظَ لَا نَعْرِفُ لَا يَدُلُّ

کے۔ پس جن میں سے ہر ایک نے اُبی ابن
کعب سے روایت کی، جو رسول اللہؐ سے
حدیث بیان کرتے ہیں اور بعینہٖ کسی روایت
میں اُن سے یہ نہیں سُن لیا کہ انھوں نے
اُبی کو دیکھا ہو یا ان سے کچھ سُنا ہو اور روایت
کی ابو عمرو شیبانی نے جنھوں نے زمانہ جاہلیت
کو بھی پایا ہے اور نبی اکرمؐ کے زمانے میں تو
یہ عاقل و بالغ آدمی تھے اور ابو معمر عبداللہ بن
سخبرہ نے بھی روایت کی ہے ان دونوں نے
ابن مسعود انصاری سے اور انھوں نے نبی اکرمؐ
صلی اللہ علیہ وسلم سے دو روایتیں کی ہیں۔
عبید بن عمر نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی
زوجہ محترمہ حضرت اُم سلمہؓ سے ایک حدیث
روایت کی ہے اور یہ عبید بن عمر نبی اکرمؐ کے
زمانے میں پیدا ہوئے اور حضورؐ کا زمانہ
انھوں نے پایا۔ انھوں نے ابو مسعود انصاری کے
واسطے سے آنحضرتؐ سے تین حدیثیں روایت
کی ہیں۔ عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ نے جنکی حضرت
عمرؓ سے یادداشت اور حضرت علی سے مصاحبت
ثابت ہے انسؓ بن مالک کے واسطے سے نبی اکرمؐ
سے ایک حدیث روایت کی ہے اور ربعی بن حراش

بِالْجَزْمِ عَلَىٰ عَدَمِ سَمَاعِ الْحَسَنِ
عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ فِيْ
نَفْسِهٖ لِاَنَّهٗ قَالَ لَا نَعْرِفُ وَمَا
قَالَ عَرَفْنَا عَدَمَ السَّمَاعِ
وَلِاَنَّ اَكْثَرَ الْمُحَدِّثِيْنَ يَذْكُرُوْنَ
فِيْ عِبَارَاتِهِمْ لَا نَعْرِفُ وَلَا نَعْلَمُ
وَمَا سَمِعْنَا وَمَا حَفِظْنَا سَمَاعَهٗ
مِنْهُ وَمُشَافَهَةً بِهٖ وَلَا يُرِيْدُوْنَ
عَدَمَ السَّمَاعِ وَاللِّقَاءِ بَلْ يَظُنُّوْنَ
بِالْخَيْرِ وَيَحْكُمُوْنَ بِالْحَدِيْثِ
الَّذِيْ ذَكَرُوْا هٰذِهِ الْاَلْفَاظَ
فِيْ اَحَدِ اَسْنَادِهٖ اَنَّهٗ مُتَّصِلٌ
وَصَحِيْحٌ كَمَا قَالَ الْمُسْلِمُ
فِيْ خُطْبَةِ صَحِيْحِهٖ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ
بْنَ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِيَّ قَدْ رَوٰى
عَنْ حُذَيْفَةَ وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدِ
الْاَنْصَارِيِّ وَعَنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا
بِسَنَدِهٖ اِلَى النَّبِيِّ لَيْسَ فِيْ رِوَايَتِهٖ
ذِكْرُ السَّمَاعِ مِنْهُمَا وَلَا حَفِظْنَا
فِيْ شَرْحِهٖ مِنَ الرِّوَايَاتِ
اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ شَافَهَ

نے بواسطہ عمران بن حصین نبی اکرم صلی اللہ علیہ سے دو حدیثیں روایت کی ہیں اور بواسطہ ابی بکرہ آنحضرتؐ سے ایک حدیث روایت کی ہے۔ ربعی کا حضرت علیؑ سے بھی سماع اور روایت ثابت ہیں (یعنی ربعی عمران سے لفظ عن کے ساتھ اور علیؑ سے لفظ سماع سے روایت کرتے ہیں) نافع بن جبیر مطعم نے بواسطہ ابو شریح خزاعی نبی اکرمؐ سے ایک حدیث روایت کی ہے اور نعمان بن عیاش نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے اور انھوں نے نبی اکرم سے تین حدیثیں روایت کی ہیں۔ عطا بن یزید لیثی نے بواسطہ تمیم داری آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حدیث اور سلیمان بن یسار نے بواسطہ رافع بن خدیج حضورؐ سے ایک حدیث اور حمید بن عبد الرحمٰن الحمیری نے بواسطہ ابو حریرہ آنحضرتؐ سے کئی حدیثیں روایت کی ہیں۔ پس یہ تابعین حضرات جن صحابہ کرام سے روایت کر رہے ہیں ہمیں اُن تابعین کا اُن روایات کو صحابۂ مذکور سے سُننا معلوم نہیں اور نہ ہی ان سے بوقتِ روایت ملنا ہمارے علم میں ہے اور یہ ایسی سندیں ہیں جو فن

حُذَيْفَةَ وَاَبَا مَسْعُوْدٍ بِحَدِيْثٍ
قَطُّ اِنْتَهٰى وَلِاَنَّهٗ مَا اشْتَرَطَ
الْحَافِظُ اَبُوْعِيْسَى التِّرْمِذِيُّ فِيْ اتِّصَالٍ
عِرْفَانَ السَّمَاعِ عَلٰى اَنَّهٗ قَالَ لَا نَعْرِفُ
السَّمَاعَ اَيْ تَعَلُّقَ عَدَمِ الْعِرْفَانِ بِالسَّمَاعِ
الَّذِيْ هُوَ اَخَصُّ مِنَ اللِّقَاءِ وَلِادْرَاكِ
فَمَا يُعْرَفُ مِنْ سَلْبِ الْعِرْفَانِ
بِالسَّمَاعِ سَلْبُ عِرْفَانِ اللِّقَاءِ
فَيُصَرِّحُ وَلَا نَعْرِفُ اللِّقَاءَ لِيَشْتَمِلَ
السَّمَاعَ اَيْضًا وَمَا صَرَّحَ اَنَّ
عِرْفَانَهٗ تَعَلَّقَ بِاللِّقَاءِ وَمَا
تَعَلَّقَ بِالسَّمَاعِ وَلِهٰذَا اَصْدُرًا
لِفَقِيْهِ الْاِمَامِ الْحَافِظِ الْقَاضِيْ
اَبِيْ بَكْرَةَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدُ اللهِ بْنِ مُحَمَّدُ
بْنِ عَبْدُ اللهِ ابْنِ اَحْمَدُ الْمَعْرُوْفُ
بِابْنِ الْعَرَبِيِّ فِيْ عَارِضَةِ الْاَحْوَذِيِّ
فِيْ شَرْحِ التِّرْمِذِيِّ فِيْ شَرْحِ
هٰذَا الْقَوْلِ بِلَفْظَةِ قَدْ دَاخِلًا
عَلَى الْمَاضِيْ وَاسْتَدْرَكَ بِلَفْظِ لٰكِنْ
وَقَالَ قَدْ اَدْرَكَ الْحَسَنَ عَلِيًّا
مُسِنًّا لٰكِنْ لَا نَعْلَمُ سَمَاعَهٗ

حدیث کے ماہرین کے نزدیک قابلِ اعتماد
صحیح اور معتبر ہیں اور ان کا ان اسناد کو
ضعیف یا کمزور کہنا ہمارے علم میں نہیں
آیا اور نہ ہی انھوں نے اس چیز کی جستجو
کی ہے کہ انھوں نے ایک دوسرے سے
روایت سنی ہو۔ اس لئے کہ ہر ایک کا دوسرے
کا ہمزماں ہونے کی وجہ سے اس روایت
کا سُننا قطعاً بعید نہیں۔ (یہ موشگافیاں
اس وقت کرنے کی ضرورت پیش آتی
جبکہ وہ ایک دوسرے کے معاصر نہ ہوتے)
لہٰذا حدیث کے کمزور ہونے کی یہ علت
جسکا ہم نے ذکر کیا ہے اس قابل بھی
نہیں تھا کہ اس کا ذکر کیا جاتا چہ
جائیکہ مزید اس پر بحث کرکے وقت ضائع
کیا جائے وہ نئی بات جو اسلاف و اخلاف
میں سے کسی نے نہ کہی ہو اس کی تردید
کیلئے اس سے زیادہ کچھ کہنا لاحاصل ہے
جتنا کہ ہم کہہ چکے ہیں۔ علماء کے مسلک
کے خلاف چلنے والوں کی تردید میں اللہ
تعالیٰ سے ہی طلبِ اعانت کرتے ہیں۔
اور اس ہی پر بھروسہ ہے اور یہ جو

وَصَرَّحَ الْحَافِظُ جَلَالُ الدِّيْنِ السُّيُوطِيُّ
فِيْ رِسَالَتِهٖ اِتْحَافُ الْفِرَقِ بِاَنَّهٗ قَالَ
الْحَافِظُ زَيْنُ الدِّيْنِ الْعِرَاقِيُّ فِيْ
شَرْحِ التِّرْمِذِيْ عِنْدَ الْكَلَامِ
عَلٰی هٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيْ
اَلْحَسَنُ رَاٰی عَلِيًّا بِالْمَدِيْنَةِ وَهُوَ
غُلَامٌ قَالَ اَبُوْ زُرْعَةَ كَانَ الْحَسَنُ
الْبَصْرِيْ بُوْيِعَ بِعَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍؓ
ابْنَ اَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً وَرَاٰی عَلِيًّا
بِالْمَدِيْنَةِ ثُمَّ خَرَجَ اِلَی الْكُوْفَةِ
وَالْبَصْرَةِ وَلَمْ يَلْقَهُ الْحَسَنُ بَعْدَ
ذٰلِكَ وَقَالَ الْحَسَنُ رَاَيْتُ الزُّبَيْرَ
يُبَايِعُ عَلِيًّا وَقَالَ الذَّهَبِيُّ فِی التَّهْذِيْبِ
الْحَسَنُ رَاٰی عُثْمَانَؓ وَعَلِيًّا وَطَلْحَةَ
اِنْتَهٰی وَلَمَّا صَحَّ لِقَاءُ الْحَسَنِ لِعَلِيِّ الْمُرْتَضٰی
كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهٗ عِنْدَ شُرَّاحِ التِّرْمِذِيْ
وَالْقَشَاشِيْ وَعِنْدَ ابْنِ الْحَجَرِ بَعْدَ رُجُوْعِهٖ
عَنِ الْاِنْكَارِ اَيْضًا الْمَقْدَسِيْ وَالذَّهَبِيْ وَ
غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ ثَبَتَ الْاِتِّصَالُ
فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ التِّرْمِذِيْ
وَمُسْلِمٍ وَالْبُخَارِيْ وَجُمْهُوْرِ الْمُحَدِّثِيْنَ

کہا جاتا ہے کہ جو حدیث حسنؓ نے حضرت علیؓ
سے روایت کی ہے امام بخاری، مسلم، ترمذی
اور ابو داؤد کے نزدیک وہ متصل نہیں.
اگرچہ معاصرت اور ہم زمانہ ہونا اس روایت
کی صحت کی تائید کرتا ہے لیکن منقولات
میں کسی بات کا (ملاقات کا) ممکن ہونا
کافی نہیں بلکہ اس کا وقوع ضروری ہے.
(یعنی معاصرت سے امکانِ لقاء ثابت ہو سکتا
ہے نہ کہ وقوع) اور جو جماعت کہ معاصرۃ
کی بنا پر اس اتصال کو صحیح کہتی ہے
(حضرت حسنؓ کی روایت عن علیؓ کو متصل
کہتی ہے) ائمۂ محققین کے نزدیک ثابت
نہیں اور احادیث کے اتصال میں محض
معاصرۃ پر اعتقاد کر لینا ایک ایسی بات ہے
جسکو ایک صحیح سالم ذہن قبول نہیں کر سکتا.
یہ قول ائمۂ حدیث کے خلاف ہے مثلاً امام
احمد بن حنبل، امام مسلم و ترمذی وغیرہم
روایت معنعن (وہ روایت جو عن سے بیان
کی گئی ہو) کو متصل کہتے ہیں اور سماع
کیلئے ہمعصر ہونا اور امکان ملاقات کو
کافی سمجھتے ہیں بلکہ مسلم قشیری کے نزدیک

فَعَلٰی تَقْدِیْرِ مُلَاحَظَةِ اَقْوَالِ
الْمُحَدِّثِیْنَ الَّذِیْنَ تَقَدَّمَ ذِكْرُهُمْ
لَا نَعْرِفُ هٰذَا الْاِجْمَاعَ الَّذِیْ
نَقَلَهٗ بَعْضُ الْفُضَلَاۤءِ عَفَی اللّٰهُ عَنْهُمْ
اِنَّ اِتِّصَالَ الْحَسَنِ بِعَلِیِّ الْمُرْتَضٰی
كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ یُنْكِرُهُ الشِّیْعَةُ
وَاَهْلُ السُّنَّةِ اِلَّا بِاَنْ یُّاَوَّلَ بِخُصُوْ
صِیَّةِ الْمَكَانِ اَوْ بِالْحَاقِ اَوْ بِبَعْضِ
اَهْلِ السُّنَّةِ اَوْ بِاَنَّ اَقْوَالَ اَئِمَّةِ
الْحَدِیْثِ الَّذِیْنَ هُمْ مُقْتَدُوْا اَهْلِ
الدِّیْنِ لَمْ یَصِلْ اِلَیْهِ وَالشِّیْعَةُ
مَذْهَبُهُمْ اِنْكَارُ اَهْلِ السُّنَّةِ سَوَاۤءٌ كَانَ
عَنِ الْاَصْحَابِ وَعَنِ الْاَحْبَابِ اِلٰی یَوْمِ
التَّنَادِ قَالَ الشَّیْخُ الْعَلَّامَةُ
بُرْهَانُ الْمُحَدِّثِیْنَ جَلَالُ الدِّیْنِ
عَبْدُ الرَّحْمٰنِ السُّیُوْطِیُّ فِیْ اِتْحَافِ
الْفِرَقِ قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ الْحَجَرِ وَقَعَ
فِیْ مُسْنَدِ اَبِیْ یَعْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا
جُوَیْرِیَّةُ بْنُ اَشْرَسَ قَالَ اَنَا
عُقْبَةُ بْنُ اَبِی الصَّبَاۤءِ الْبَاهِلِیُّ
قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ یَقُوْلُ سَمِعْتُ

تو یہ قول خلافِ اجماع ہے۔
امام ابو عیسیٰ ترمذی نے جامع ترمذی میں
در بَابُ مَا جَاءَ فِیْمَنْ لَا یَجِبُ
عَلَیْهِ الْحَدُّ میں ایک حدیث اس
اسناد سے بیان کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم سے
محمد بن یحییٰ نے بیان کیا اور انھوں نے بشیر
بن عمر سے انھوں نے ھمام سے، انھوں نے
قتادہ سے اور انھوں نے حسنؓ سے اور حسنؓ نے
حضرت علیؓ کے واسطے سے حدیث بیان کی کہ نبی
اکرمؐ نے فرمایا تین شخص غیر مکلف ہیں
سونے والا جب تک نہ جاگے، بچہ جب
تک بالغ نہ ہو اور فاتر العقل جب تک
ہوش میں نہ آجائے۔ امام ترمذی اس حدیث
کو بیان فرماکر کہتے ہیں کہ یہ حدیث بروایت
حسنؓ غریب ہے، اور یہ حدیث دوسرے
بہت سے طریقوں سے عَنْ عَلِیٍّ عَنِ
النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مروی ہے۔
امام ترمذی نے جو فرمایا ہے کہ ہمیں حسنؓ کا
علیؓ سے سننا معلوم نہیں۔ اس کا مطلب
یہ ہے کہ ہمیں کیفیت سماع معلوم نہیں
کہ بطریق خطاب تھا خاص حسن سے یا کوئی

عليًّا يقول قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم مثل امتي مثل
المطر الحديث قال محمد بن
الحسن ابن الصبير في شيخ
شيوخنا هذا نص صريح في
سماع الحسن من عليٍّ كرم الله
وجهه ورجاله ثقات قال
شيخ شيوخ اهل الحديث صفي
الدين المشهور بالقشاشي في
كتابه سمط المجيد والحسن
وان قالوا انه كان يدلس
لكنه ثقة قال الحافظ ابن الحجر
في تقريب التهذيب الحسن بن
الحسن البصري واسم ابيه يسار
واسم امه خيرة بالتحتانية
والمهملة الانصاري مولاهم
ثقة فقيه فاضل مشهور
وكان يرسل كثيرا ويدلس
وهو راس الطبقة الثالثة مات
سنة عشر ومائة وقارب
التسعين انتهى المقرر ان المدلس

اور بھی ساتھ تھا پھر بطریق انباء تھا یا
اخبار یا کوئی اور طریق تھا کہ شیخ نے حدیث
سنائی یا شاگرد نے شیخ کے سامنے پڑھی۔
معلوم ہونا چاہیئے کہ مذکورہ حدیث امام
احمد بن حنبلؒ کے نزدیک متصل ہے کیونکہ
وہ مُنعن روایت کو متصل مانتے ہیں اور
دار قطنی، ضیاء مقدسی، ابن حجر (بعد از
رجوع) قشاشی اور دیگر ائمہ حدیث کے
نزدیک بھی یہ روایت متصل ہے بشرط ثبوت
سماع حسنؓ از علیؓ۔ اور یہ شرط یعنی سماع حسنؓ
از علیؓ ثابت ہو چکی ہے۔ امام مُسلم کے نزدیک
یہ روایت متصل کیونکہ اُن کے مذہب میں
منعن روایت معاصرۃ اور امکانِ لقاء کی
بنا پر متصل ہوتی ہے۔ امام ترمذی کے نزدیک
بھی متصل ہوگی کیونکہ وہ بھی شرطِ اتصال
معاصرۃ کو قرار دیتے ہیں جیسا کہ شیخ ابن حجر
کی عبارت نخبۃ الفکر اور اس کی شرح سے مفہوم
ہوتا ہے کہ عنعنہ معاصر سماع پر محمول ہوتا ہے
اور غیر معاصر کا عنعنہ کہ اگر وہ اسناد سے تابعی کو
ساقط کر دے تو روایت مرسل کہلاتی ہے اور اگر
تابعی سے نیچے راوی کا ذکر نہ کرے تو روایت

الثِقَةَ إِذَا عَبَّرَ فِي رِوَايَةٍ عَنْ شَيْخِهِ بَصِيغَةٍ صَرِيحَةٍ فِي السَّمَاعِ بَسَمِعْتُ وَحَدَّثَنِي فَرِوَايَتُهُ مَقْبُولَةٌ وَإِسْنَادُهُ مُتَّصِلٌ فَرِوَايَةُ الْحَسَنِ فِي الْحَدِيثِ الْمَذْكُورِ مَقْبُولَةٌ وَإِسْنَادُهُ مُتَّصِلٌ بِكَوْنِهِ ثِقَةً صَرَّحَ بِلَفْظِ سَمِعْتُ وَكُلُّهَا صَحَّ السَّمَاعُ انْتَفَى بِسَبَبِ خَدْشِ الْخَادِشِينَ فِي وَصْلِ الْخِرْفَةِ وَقَدْ مَرَّ أَنَّهُ إِذَا انْتَفَى سَبَبُ الْخَدْشِ وَقَدْ وَصَلَهُ مَنْ هُوَ ثِقَةٌ وَمَقْبُولٌ ظَهَرَ أَنَّ مَا حَكَمَ بِانْقِطَاعِهِ مَرْفُوعٌ مَوْصُولٌ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ

قَالَ الشَّيْخُ الْإِسْلَامُ الْحَافِظُ أَبُو زَكَرِيَّا النَّوَوِيُّ فِي التَّهْذِيبِ وَالصَّحِيحُ التَّفْصِيلُ فِيمَا رَوَاهُ بِلَفْظِهِ مُحْتَمِلٌ لَمْ يُبَيِّنْ فِيهِ السَّمَاعَ فَمُرْسَلٌ وَمَا بَيَّنَهُ فِيهِ كَسَمِعْتُ وَحَدَّثَنَا وَأَخْبَرَنَا وَشِبْهِهَا فَيَقُولُ يُحْتَجُّ بِهِ وَفِي الصَّحِيحَيْنِ وَغَيْرِهِمَا

منقطع ہے لہٰذا عنعنہ کو سماع پر محمول کرنیکی شرط ثبوت معاصرۃ ہے بشرطیکہ عنعنہ مدلّس کا نہ ہو (غیر معاصر کا) بعض نے کہا ہے عنعنہ معاصر کو سماع پر محمول کرنیکی شرط ثبوتِ لقا ہے۔ یعنی شاگرد شیخ سے ملاقات کا ثابت ہونا اگرچہ ایک ہی بار یہ ملاقات ثابت ہو۔

نوٹ:۔ یہ کہ جو کچھ مذکور ہوا یہ صراحۃً تو امام ترمذی کا مذہب نہیں البتہ نخبۃ کی عبارت سے یہ مفہوم نکالا جا سکتا ہے اور پھر دعویٰ مذکور تب صحیح ہو سکتا ہے کہ امام ترمذی کے نزدیک حسن رضی اللہ عنہ مدلّس نہ ہو۔

مُلّا علی قاری نے اس عبارت کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہمعصر کا عنعنہ جمہور کے نزدیک سماع پر محمول ہوتا ہے ملاقات ثابت ہو، یا نہ ہو اس سے ثبوتِ سماع میں فرق نہیں پڑتا اور امام بخاری کے نزدیک معاصر کا عنعنہ سماع پر اس وقت محمول ہوگا جبکہ راوی اور شیخ میں ملاقات ثابت ہو اگرچہ وہ ملاقات ایک ہی دفعہ ہوئی ہو لہٰذا ترمذی کا قول لا نعرف الخ ارسال پر دلالت کرتا ہے خلاف مذکور نہیں ہے کیونکہ اس سے کیفیتِ سماع کی

مِنْ هٰذَا الضَّرْبِ كَثِيْرٌ كَقَتَادَةَ
وَسُفْيَانَيْنِ وَغَيْرِهِمْ وَهٰذَا الْحُكْمُ
جَارٍ فِيْمَنْ دَلَّسَ مَرَّةً وَمَا كَانَ
فِي الصَّحِيْحَيْنِ وَشِبْهِهَا عَنِ
الْمُدَلِّسِيْنَ بِعَنْ مَحْمُوْلٌ عَلٰى
ثُبُوْتِ السَّمَاعِ ۔ ثُمَّ كَلَامُ النَّوَوِيِّ
فَثَبَتَ الْاِتِّصَالُ وَانْقَطَعَ الْاِرْسَالُ
اِلَّا اَنْ يَّقُوْلَ الْمُتَمَنِّيْ تَيَمَّنِيْ اِرْسَالَ
حَدِيْثِ الْحَسَنِ عَنْ عَلِيٍّؓ اَنَّ لَفْظَ
السَّمَاعِ مُحْتَمِلٌ فَلِمَ لَا يَجُوْزُ
اَنْ يَّكُوْنَ السَّمَاعُ بِالْوَاسِطَةِ
وَاُرْسِلَتِ الْوَاسِطَةُ فَلْتَمَسَّ اَنَّ
لَفْظَ السَّمَاعِ مُحْتَمَلٌ عِنْدَ الْعَقْلِ
لَا عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ لِاَنَّ الْكِرْمَانِيَّ
صَرَّحَ فِيْ شَرْحِ الْبُخَارِيِّ بِاَنَّ اَمَّا
سَمِعْتُ فَهُوَ لِمَا سَمِعَ مِنْ لَفْظِ
الشَّيْخِ فَجَرَى عَلٰى تَقْدِيْرِ ثُبُوْتِ السَّمَاعِ
بِلَا وَاسِطَةٍ عَلٰى طَبَقِ فَنِّ الْحَدِيْثِ
ثَبَتَ اتِّصَالُ الْحَدِيْثِ عَلٰى مَذْهَبِ
الْمُحَدِّثِيْنَ فَمَا قِيْلَ فِيْ قُرَّةِ
الْعَيْنَيْنِ عَلٰى رِوَايَتِهٖ حَافِظ

معرفت کی نفی ہے نہ کہ مطلق سماع کی اور
اگر یہی مان لیا جائے کہ لانعرف سے مطلق
سماع کی معرفت مراد ہے جیسا کہ تم کہتے ہو تو
بھی یہ حدیث کے متصل ہونے میں خلل انداز
نہیں ہوتا اس لئے کہ لفظ "لانعرف" عدم
سماع کی قطعی نفی پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ
انھوں نے اپنی معرفت کی نفی کی ہے یہ نہیں کہا
کہ ہم نے عدم سماع کو جان لیا ہے (یعنی مذکورہ
لفظ سے زیادہ سے زیادہ یہ مفہوم نکلتا ہے
کہ ہمیں سماع کا علم نہیں باقی نفس الامر میں
سماع ثابت نہیں ہو سکتا) اور اس واسطے بھی
کہ اکثر محدثین لانعرف، لانعلم اور ما سمعنا
وما حفظنا وغیرہ الفاظ بولتے ہیں مگر اس
سے مراد عدم سماع یا عدم ملاقات نہیں ہوتا
بلکہ ظن المومنین خیراً کے ماتحت نیک گمان
رکھتے اور ایسے اسناد والی روایت کو صحیح اور
متصل تسلیم کرتے ہیں۔ جیسا کہ امام مسلم
نے صحیح مسلم کے خطبے میں کہا ہے کہ عبداللہ
بن یزید انصاری نے حذیفہ اور ابو مسعود انصاری
کے واسطے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
روایت کی ہے اور اسکی روایت میں سماع کا

عَصْرِهٖ جَلَالُ الدِّيْنِ السُّيُوْطِيُّ بِاِسْنَادِهٖ قَالَ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَلِيًّا كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ اھ مَعَ اِسْتِمْسَاكِهٖ بِقَوْلِهٖ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَسَنِ الْبَصَرِيِّ فِيْ شَيْخِ شُيُوْخِهٖ هٰذَا النَّصُّ صَرِيْحٌ فِيْ سَمَاعِ الْحَسَنِ مِنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ لِاَنَّهٗ مَايُفَادُ مِنْ اَلْفَاظِ هٰذِهِ الْعِبَارَةِ اِلَّا هٰذِهِ الْمُقَدَّمَاتُ الثَّلٰثُ عَلٰى تَقْدِيْرِ صِحَّةِ الْحَدِيْثِ مَايَثْبُتُ مِنْ هٰذَا الْاَسْمَاعُ الْحَسَنَ مِنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ وَسَمَاعُ الْحَسَنِ بِهٰذَا الْقَدْرِ لَايُفِيْدُ وَلَا يُثْبِتُ الصُّحْبَةَ الْمُعْتَدَّةَ بِهَا وَكَلَامُنَا فِي الصُّحْبَةِ الْمُعْتَدَّةِ بِهَا فَيُعَارِضُهٗ كَلَامُهُ السَّابِقُ فِيْ هٰذَا الْمُقَامِ وَاِنْ كَانَتْ هٰذِهِ الشَّرْطِيَّةُ اَيْضًا غَيْرُ مَعْلُوْمَةٍ لَنَا لِاَنَّ تَحَقُّقَ الْاِتِّصَالِ لَايَسْتَلْزِمُ مِنْ اِنْتِفَاءِ الصُّحْبَةِ اِنْتِفَاءَهٗ كَمَا يُفْهَمُ مِنْ اَحْوَالِ الصَّحَابَةِ

ذکر تک نہیں ہے اور نہ ہی ہمیں کوئی ایسی روایت پہنچی ہے کہ جسمیں یہ ہو کہ عبداللہ بن یزید حذیفہ اور ابو مسعود سے بالمشافہ ہوئے ہوں اور ان سے حدیث سنی ہو۔ علاوہ ازیں امام ترمذی نے روایت کے متصل ہونے کیلئے سماع کی معرفت کو شرط نہیں ٹھیرایا بلکہ یوں کہا ہے کہ ہمیں سماع کا علم نہیں یعنی عدم معرفت کا تعلق سماع سے ہے جو کہ لقاء سے خاص ہے، (لفظِ لقا لفظِ سماع سے عام ہے، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ لقا ہو اور سماع نہ ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لقا بھی ہو اور سماع بھی ہو) تو سماع کی نفی سے لقا کی نفی لازم نہیں آتی کیونکہ خاص کی نفی عام کی نفی کو مستلزم نہیں ہوا کرتی ہاں البتہ عام کی نفی سے خاص کی نفی ہوا کرتی ہے۔ اور امام ترمذی نے صرف سماع کی معرفت کی نفی کی ہے لقا کی نہیں۔ اس لئے امام حافظ قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن احمد جو ابن العربی کے نام سے مشہور ہیں انھوں نے اپنی شرح ترمذی میں ترمذی کے اس قول کی شرح میں لکھا ہے اور لفظ قد کا ماضی پر داخل کیا ہے جو تحقیق کے معنیٰ

وَمِنْ عِبَارَاتِ الْبُخَارِیْ وَمُسْلِمٍ
وَالتِّرْمِذِیْ وَجُمْهُوْرِ الْمُحَدِّثِیْنَ
لِاَنَّ هٰذِهِ الْعِبَارَةَ تَدُلُّ عَلٰی
اَمْرَیْنِ لِنَفْیِ الْاِتِّصَالِ وَاسْتِلْزَامِ
تَحَقُّقِ نَفْیِ الصُّحْبَةِ نَفْیِ الْاِتِّصَالِ
اِلَّا اَنْ یُقَالَ اَنَّ مَذْهَبَهٗ مُخْتَارُ
السَّمْعَانِیْ اَوْ مُخْتَارُ اَبُوْ عُمَرِ الدَّانِیْ
لِاَنَّ السَّمْعَانِیْ شَرَطَ فِی الْاِتِّصَالِ
طَوِیْلَ الصُّحْبَةِ وَ اَبُوْ عُمَرِ الدَّانِیْ
شَرَطَ فِیْهِ مَعْرِفَةَ الرِّوَایَةِ
وَلَا نَعْلَمُ مَا اَرَادَ بِالصُّحْبَةِ الْمُعْتَدِّ
بِهَا الطُّوْلَ اَوِ الْمَعْرِفَةَ كَلَامُهٗ
یَحْتَمِلُ اَنْ یُطَابِقَ السَّمْعَانِیْ اَوْ بِالدَّانِیْ
وَلَا یَخْفٰی مَا فِیْهِ عَلٰی مَنْ اِطَّلَعَ
مَذْهَبَ الْبُخَارِیْ وَمُسْلِمٍ وَغَیْرِهِمْ
مِنَ النُّقَّادِ فِی الْاِتِّصَالِ بِاَنَّ
الْبُخَارِیْ شَرَطَ فِی الْاِتِّصَالِ اللِّقَاءَ
وَلَوْ مَرَّةً وَّاحِدَةً كَمَا قَالَ الشَّیْخُ
ابْنُ الْحَجَرِ الْعَسْقَلَانِیْ فِی النُّخْبَةِ
وَشَرْحِهَا وَشَرَطَ حَمْلَ عَنْعَنَةِ
الْمُعَاصَرَةِ عَلَی السَّمَاعِ ثُبُوْتَ.

دیتا ہے اور پھر لفظ لٰکنْ سے اس توہم کو
دور کیا ہے اور کہا ہے کہ اگرچہ حسنؓ کی ملاقات
بعد از بلوغت حضرت علیؑ سے ثابت شدہ ہے
لیکن ہمیں حسنؓ کا حضرت علیؑ سے سماع حدیث
معلوم نہیں اور حافظ جلال الدین سیوطی
نے اپنے رسالے 'اتحاف الفرق' میں صراحت
کی ہے کہ حافظ زین الدین عراقی نے شرح
ترمذی میں اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے
لکھا ہے کہ حضرت علی بن مدنی نے کہا ہے۔
حضرت حسنؓ بصری نے حضرت علیؑ سے لڑکپن
میں بیعت کی ہے۔ ابوزراعہ نے کہا بیعت
کے وقت حسنؓ بصری کی عمر ۱۴ سال تھی اور
حضرت علیؑ کو مدینہ پاک میں دیکھا۔ پھر
کوفہ اور بصرہ تشریف لائے اور حضرت حیدر
کرارؑ سے ملاقات نہ کی۔ حضرت امام حسن
بصریؓ نے کہا میں نے حضرت زبیر کو حضرت علیؑ
سے بیعت کرتے دیکھا۔ حضرت ذہبی نے تہذیب
میں کہا کہ حضرت حسنؓ نے حضرت عثمان و علی
و طلحہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا اور جبکہ صحیح حضرت
حسنؓ کی ملاقات حضرت علیؑ سے نزدیک
شارح ترمذی و قشاشی اور نزدیک ابن حجر

لقائهما ای الشیخ والراوی عنہ
ولو مرۃً واحدۃً لیحصل الامن
عن باقی معنعنہ عن کونہ
من المراسیل الخفی وھو المختار
تبعًا بعلی بن المدینی والبخاری
وغیرھم من النقاد وبان
مسلمًا شرط فی اتصال المعاصرۃ
فقط بل نقل اجماع فی خطبۃ
صحیحہ علی ان الاسناد المعنعن
لہ حکم الموصول بسمعہ
بمجرد کون المعنعن والمعنعن
عنہ فی عصرٍ واحدٍ وان لم
یثبت اجتماعھما کما مرّ سابقًا
وقال شیخ ابن الحجر فی مقام
اٰخر من النخبۃ وشرحھا اما
رجحانہ من حیث الاتصال فلا
شتراط ان یکون الراوی قد ثبت
لہ لقاء من روی عنہ ولو مرۃً
واکتفی مسلم بمطلق المعاصرۃ
ولما کان احوال اتصال لتابعی
بالصحابی بل اتصال الصحابی

اور دیگر محدثین کے نزدیک تو ثابت ہوا
کہ یہ حدیث متصل ہے (جس کا ذکر اوپر
کیا ہے) نزدیک امام ترمذی و مسلم و بخاری
اور تمام محدثین کے نزدیک پس اوپر اس
تعدیر کے اقوال محدثین کے دیکھنا ہے جنکا
ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ نہیں پہچانتے ہم اس
اجماع کو وہ نقل کیا ہے۔ بعض علماء نے
نے خدا معاف کرے کہ ملاقات حضرت حسن رض
بصری کی حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے
شیعہ اور اہلسنت انکار کرتے ہیں مگر
تحقیق تاویل کرتے ہیں ساتھ خصوصیت
مکان کے یا ملاقات کا بعض اہلسنت
باین طور کے محدثین جو کہ مقتدا اور پیشوا
ہیں اُن لوگوں کے ان تک یہ قول (عدم
ملاقات) کا نہیں پہنچا اور شیعہ اُنکا مذہب
ہی انکار کرنا ہے اہلسنت وجماعت کا برابر
ہے کہ ساتھیوں میں سے ہوں یا احباب
میں سے قیامت تک اور حضرت شیخ جلال
الدین سیوطی نے کہا۔ حافظ ابن حجر نے کہا۔
مسند میں ابی یعلیٰ کی کہ حدیث بیان کی ہمکو
جوھریہ بن اثیر نے کہا حدیث بیان کی عقبہ

بِالنَّبِیِّ کَمَا قَالَ مَوْلَانَا عَلِیٌّ
الْقَارِیْ فِیْ شَرْحِ الشَّرْحِ لِلنُّخْبَةِ
وَلَمَّا انْجَرَّ الْکَلَامُ اِلٰی ذِکْرِ الصَّحَابِیْ
فَعَرَفْتُهٗ وَکَذَا الْحَالُ فِی التَّابِعِیْ
وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ
الْبُخَارِیُّ رَوَّحَ اللّٰهُ رُوْحَهٗ فِیْ
صَحِیْحِهٖ مَنْ صَحِبَ النَّبِیَّ اَوْ رَاٰهُ
فَهُوَ مِنْ اَصْحَابِهٖ وَقَالَ ابْنُ
الْحَجَرِ فِیْ فَتْحِ الْبَارِیْ عِنْدَ شَرْحِ
هٰذِهِ الْعِبَارَةِ بَعْدَ اللَّتَا وَالَّتِیْ
وَقَدْ وَجَدْتُ مَا جَزَمَ بِهٖ
الْبُخَارِیُّ مِنْ تَعْرِیْفِ الصَّحَابِیْ فِیْ
کَلَامِ شَیْخِهٖ عَلِیِّ ابْنِ الْمَدَنِیْ
فقرأتُ فِی الْمُسْتَخْرَجِ لِابْنِ
الْقَاسِمِ بْنِ بِسَنَدِهٖ اِلٰی اَحْمَدَ بْنِ
یَسَارِ الْحَافِظِ الْمَرْوَزِیْ قَالَ سَمِعْتُ
اَحْمَدَ بْنَ عَتِیْكٍ یَقُوْلُ قَالَ عَلِیُّ
بْنُ الْمَدَنِیْ مَنْ صَحِبَ النَّبِیَّ اَوْ رَاٰهُ
وَلَوْ سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ فَهُوَ مِنْ اَصْحَابِ
النَّبِیِّ وَقَالَ الْقَسْطَلَانِیْ فِیْ شَرْحِ
هٰذِهِ الْعِبَارَةِ مَنْ صَحِبَ النَّبِیَّ

بن ابی صباء باہلی نے کہا. سُنا میں نے حسن رضؓ
بصری کو کہتے تھے سُنا میں نے حضرت علیؑ کو
کہ فرماتے ارشاد فرمایا حضورِ پرنور علیہ السّلام
نے میری اُمّت کی مثال مثل بارش کے ہے
الحدیث حضرت محمد بن حسن بن صبیر نے جو کہ
ہمارے شیوخ میں سے ہیں. یہ نص صریح ہے
اس بات پر کہ سماع حضرت حسنؓ کا حضرت
علیؑ سے ثابت ہے اور اس حدیث کے راوی
عادل ہیں. کہا شیخ الشیوخ اہلِ حدیث
صفی الدین جو کہ مشہور ہیں قشاشی سے اپنی
کتاب سمط المجید جسمیں اگرچہ بعض نے کہا
کہ مدلّس مگر ہیں اہلِ ثقہ سے. کہا حافظ
ابنِ حجر نے تقریب التہذیب میں حسن بن
حسنؓ بصری اُنکے باپ کا نام یسار اور ماں کا
نام خیرہ ہے انصاری انکے مولا یعنی آزاد کردہ
غلام ہیں، عادل فقیہ فاضل مشہور ہیں
کثیر احادیث اُن سے مروی ہیں اور تیسرے
طبقے کے سردار ہیں. سنہ ۱۱۰ھ میں انتقال
ہوا اور قریب ۹۰ برس کی عمر پائی. ثابت
ہوا کہ تحقیق مدلس عادل جبکہ تعبیر کرے
روایت کو اپنے شیخ سے ساتھ صیغہ صریح

فِی زَمَنِ نُبُوَّتِہٖ وَلَوْسَاعَۃً اَوْرَاٰہُ فِی حَالِ حَیٰوتِہٖ وَلَوْسَاعَۃً مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ الْعُقَلَاءِ وَقَالَ ابْنُ الْحَجَرِ فِی النُّخْبَۃِ وَشَرْحِھَا وَھُوَ اَیِ الصَّحَابِیُّ مَنْ لَقِیَ النَّبِیَّ وَمَاتَ عَلَی الْاِسْلَامِ وَلَوْ تَخَلَّلَتْ رِدَّۃٌ فِی الْاَصَحِّ وَالْمُرَادُ بِاللِّقَآءِ مَاھُوَ اَعَمُّ مِنَ الْمُجَالَسَۃِ وَالْمُمَاشَاتِ وَوُصُوْلِ اَحَدِھِمَا اِلَی الْاٰخَرِ وَاِنْ لَّمْ یُکَالِمْہُ وَیَدْخُلُ فِیْہِ رُؤْیَتُہٗ اَحَدُھُمَا الْاٰخَرَ سَوَآءٌ کَانَ ذٰلِکَ بِنَفْسِہٖ اَوْ بِغَیْرِہٖ وَقَالَ مَوْلٰنَا عَلِیُّ الْقَارِیُّ فِی شَرْحِ ھٰذِہِ الْعِبَارَۃِ اَیْ سَوَاءٌ بِالْاِسْتِقْلَالِ بِاَنْ یَّقْصِدَ رُؤْیَتَہٗ وَقِیْلَ مَنْ صَحِبَہٗ کَالْخِلَافِ فِی الصَّحَابِیِّ وَالْاِکْتِفَآءِ ھٰھُنَا بِمُجَرَّدِ اللِّقَآءِ اَوْلٰی نَظَرًا اِلٰی مُقْتَضَی اللَّفْظَیْنِ اِنْتَھٰی کَلَامٌ وَقَالَ الْکِرْمَانِیُّ فِی شَرْحِ تَعْرِیْفِ الصَّحَابِیِّ لِلْبُخَارِیِّ وَالطَّبَقَۃُ الثَّانِیَۃُ یُسَمّٰی بِالتَّابِعِیِّ وَھُوَ مُسْلِمٌ عَلٰحِدَۃٍ اَوْ بِالتَّبْعِیَّۃِ

سماع میں. جیسے میں نے سُنا اور حدیث بیان کی مجھ کو پس روایت اسکی مقبول ہے اور سند متصل ہے پس روایت حسن بصری حدیث مذکور میں مقبول ہے اور سند اُسکی متصل ہے اس لئے کہ ثقہ سے میں تصریح کی ہے لفظ سمعتُ سے اور فن میں صحیح ہے سماع. جنھوں نے شبہ اور خدشہ کیا تھا. اسکی نفی ہو گئی وصل میں خزف کے اور تحقیق گزار جبکہ نفی ہے خدشہ کے سبب کی اور تحقیق وصل اس کا ثقہ اور مقبول سے ظاہر ہو کہ وہ کہ حکم کیلئے ہے منقطع کا مرفوع موصول ہے اور اللہ ہی سے توفیق کی درخواست ہے، کہا شیخ حافظ ابو زکریا نووی نے تہذیب میں اور صحیح میں تفصیل ہے پس وہ کہ روایت کیا ساتھ لفظ متحمل کے اور ظاہر نہیں کیا اس میں سماع پس مرسل ہے اور وہ کہ اس کے درمیان میں ہے مثل لفظ سمعتُ اور حدثنا و اُخبرنا اور اُس کے مشابہ پس کہیں حجت لائے اُسی سے اور صحیحین اور سوا ان دونوں کے ہے اس قسم سے کثیر ہیں مثل قتادہ اور دونوں سفیانوں اور

وَوَسِيْلَةِ الْغَيْرِ وَسَوَاءٌ كَانَ يَنْظُرُ
اِلَيْهِ قَصْدًا اَوْقَصْدَ رُؤْيَتِهٖ غَيْرُهٗ
وَرَاٰهُ تَبْعًا لِوُقُوْعِ نَظَرِهٖ اِتِّفَاقًا
مِّنْ غَيْرِ قَصْدٍ وَاِلَّا فَالرُّؤْيَةُ
بِالْغَيْرِ لَامَعْنٰى لَهٗ اَوْيُقَالُ
مَعْنَاهُ سَوَآءٌ كَانَ رُؤْيَتُهٗ اَحَدُ
هُمَا بِنَفْسِهٖ بِاَنْ يَكُوْنَ هُوَنَفْسًا
بَاعِثًا عَلَى الرِّوَايَةِ اَوْكَانَ لِغَيْرِهٖ
بِاَنْ يَكُوْنَ الْبَاعِثُ ذٰلِكَ الْغَيْرُ
قَالَ التِّلْمِيْذُ قَوْلُهٗ بِغَيْرِهٖ بِاَنْ
يَّكُوْنَ صَغِيْرًا فَيُحْمَلَ اِلَى النَّبِيِّ
اِنْتَهٰى وَقَالَ النَّوَوِيُّ فِيْ شَرْحِهٖ
لِلْمُسْلِمِ فِيْ مَعْرِفَةِ الصَّحَابِيِّ
وَالتَّابِعِيِّ هٰذَ الْفَصْلُ مِمَّا يَتَاَكَّدُ
الْاِعْتِنَآءُ ومِمس الْحَاجَةَ اَكِيْدُ
فِيْهِ يَعْرِفُ الْمُتَّصِلَ مِنَ الْمُرْسَلِ
فَاَمَّا الصَّحَابِيُّ فَكُلُّ مُسْلِمٍ رَاٰى
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَلَوْلَحْظَةً هٰذَا هُوَالصَّحِيْحُ فِيْ حَدِّهٖ
وَهُوَمَذْهَبُ اَحْمَدُ بْنِ حَنْبَلٍؒ وَاَبِيْ
عَبْدُ اللّٰهِ الْبُخَارِيُّ فِيْ صَحِيْحِهٖ.

سوا اُن کے اور یہ حکم جاری ہے اس میں کہ
ایک مرتبہ دلس ہو اور وہ کہ صحیحین اور
اس کے مثل میں مدلین سے ساتھ عَن
بس یہ محمول ہے اوپر ثبوت سماع کے.
پھر کلام نودی کا پس ثابت ہے. اتصال اور
منقطع ہو گیا ارسال مگر یہ کہ کہیے تمنا کرنے
والا حدیث مرسل کی حضرت حسنؓ سے جو کہ
مروی ہے حضرت علی سے کہ تحقیق لفظ سماع
متحمل ہے پس کیوں نہیں جائز ہے. یہ کہ ہو
سماع بالواسطہ اور مرسل واسطہ سے پس
تلاش کیا کہ تحقیق لفظِ سماع متحمل ہے.
نزدیک عقل کے نہ نزدیک اہل حدیث کے
اسلئے کہ کرمانی نے تشریح کی ہے شرح بخاری
میں کہ تحقیق اَمَّا سَمِعْتُ پس وہ جبکہ لفظ
سُنا ہے شیخ سے پس اس وقت یعنی اوپر اس
تقدیر کے ثابت ہوا سماع بلا واسطہ اوپر طریقِ فن
حدیث کے ثابت ہوا اتصال حدیث کا اوپر
مذہب محدثین کے اور جو کہا گیا قرۃ العینین
میں روایت حافظ عصرہ جلال الدین سیوطی
نے اپنی اسناد کیساتھ کہا میں نے حسنؓ کو
کہتے تھے سُنا میں نے حضرت علیؑ کو الآخرہ دلیل

وَالْمُحَدِّثِيْنَ كَافَّةً وَذَهَبَ اَكْثَرُ
اَصْحَابِ الْفِقْهِ وَالْاُصُوْلِ اِلٰى اَنَّهٗ
مَنْ طَالَتْ صُحْبَتُهٗ لَهٗ م قَالَ الْاِمَامُ
الْقَاضِيْ اَبُوْبَكْرِ ابْنُ الطَّيِّبِ اَلْبَا
قِلَانِيْ لَاخِلَافَ مِنْ اَهْلِ اللُّغَةِ
اَنَّ الصَّحَابِيَّ مُشْتَقٌّ مِّنَ الصُّحْبَةِ
جَارٍ عَلٰى كُلِّ مَنْ صَحِبَ غَيْرَهٗ
قَلِيْلًا اَوْكَثِيْرًا يُقَالُ صَحِبَهٗ شَهْرًا
اَوْيَوْمًا اَوْسَاعَةً قَالَ وَهٰذَا يُوْجِبُ
فِيْ حُكْمِ اللُّغَةِ اِجْرَاءَ هٰذَا عَلٰى
مَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ وَلَوْسَاعَةً هٰذَا
هُوَالْاَصْلُ وَقَالَ مَعَ هٰذَا اَقَدْ
تَقَرَّرَ لِلْاُمَّةِ عُرْفٌ فِيْ اَنَّهُمْ لَا
يَسْتَعْمِلُوْنَهٗ اِلَّا مَنْ كَثُرَتْ صُحْبَتُهٗ
وَاتَّصَلَ لِقَائُهٗ وَلَايَجْرِيْ ذٰلِكَ
عَلٰى لُقِيِّ الْمَرْءِ سَاعَةً اَوْمَشٰى مَعَهٗ
خُطُوَاتٌ وَسَمِعَ مِنْهُ حَدِيْثًا فَوَجَبَ
اَنْ لَّا يَجْرِيْ فِي الْاِسْتِعْمَالِ عَلٰى
مَنْ هٰذَا حَالُهٗ هٰذَا كَلَامُ الْقَاضِيْ
اَلْمُجْمَعِ عَلٰى اِمَامَتِهٖ وَجَلَالَتِهٖ وَفِيْهِ
تَقْرِيْرٌ لِّلْمَذْهَبَيْنِ وَيُسْتَدَلُّ

پکڑی ہے قول سے محمد بن حسن صیرفی کے ایک
شیخ ہیں اُن کے شیوخ میں یہ النص صریح ہے
سننے میں حضرت حسنؓ بصری کے حضرت حیدر کرارؓ
سے اس لئے کہ فائدہ ہوا الفاظ سے اس عبارت
کے مگر یہ مقدمات تین ہیں۔ بر تقدیر صحت
حدیث کے ثابت نہیں ہوا اس سے مگر سماع
حضرت حسنؓ کا حضرت علیؑ سے۔ اور حضرت
حسنؓ کا اتنا سا سماع حضرت علیؑ سے مصاحبت
معتبرہ کے لئے مفید و مثبت نہیں ہے، اور ہماری
بحث اس صحبت سے ہے جو قابلِ اعتبار ہو لہٰذا اس
مقام پر اس کا کلام کلام سابق کے خلاف ہے
اور اگرچہ یہ قضیۂ شرطیہ بھی ہمیں معلوم نہیں
ہے کیونکہ اتصال کا ثبوت صحبتِ طویلہ
معتبرہ کے ثبوت کو مستلزم نہیں ہے، کہ انتفاءِ
صحبت سے انتفاءِ اتصال ثابت ہو جائے
جیسا کہ صحابۂ کرام کے حالات سے واضح
ہوتا ہے نیز جیسا کہ بخاری، مسلم، ترمذی،
اور جمہور محدثین کی عبارتوں سے سمجھ میں آتا
ہے اس لئے کہ یہ عبارت دو چیزوں پر دلالت
کرتی ہے۔ اول نفیِ اتصال پر دوم نفیِ صحبت
کے مستلزم نفیِ اتصال ہونے پر، کیونکہ لازم

بِهٖ عَلٰی تَرْجِیْحِ مَذْهَبِ الْمُحَدِّثِیْنَ
فَاِنَّ هٰذَا الْاِمَامَ قَدْ نَقَلَ عَنْ
اَهْلُ اللُّغَةِ اَنَّ الْاِسْمَ یَتَنَاوَلُ
صُحْبَةً سَاعَةٍ اَوْ اَکْثَرَ وَاَهْلُ
الْحَدِیْثِ قَدْ نَقَلُوا الْاِسْتِعْمَالَ
فِی الشَّرْعِ وَالْعُرْفِ عَلٰی وَفْقِ اللُّغَةِ
فَوَجَبَ الْمَصِیْرُ اِلَیْهِ اَمَّا التَّابِعِیُّ
وَیُقَالُ فِیْهِ التَّابِعُ فَهُوَ مَنْ لَقِیَ
الصَّحَابِیَّ وَقِیْلَ مَنْ صَحِبَهٗ
کَالْخِلَافِ فِی الصَّحَابِیِّ وَالْاِکْتِفَاءُ
هٰهُنَا بِالْمُجَرَّدِ اللِّقَاءِ اَوْلٰی نَظَرًا
اِلٰی مُقْتَضَی اللَّفْظَیْنِ وَقَالَ الْکِرْمَانِیُّ
فِیْ شَرْحِ تَعْرِیْفِ الصَّحَابِیِّ لِلْبُخَارِیِّ
وَالطَّبَقَةُ الثَّانِیَةُ یُسَمّٰی بِالتَّابِعِیِّ
وَهُوَ مُسْلِمٌ رَاٰی صَحَابِیًّا وَالطَّبَقَةُ
الثَّالِثَةُ تَبَعُ التَّابِعِیِّ وَهُوَ مُسْلِمٌ
رَاٰی تَابِعِیًّا اِنْتَهٰی فَاِنْ قِیْلَ بِاَنَّ
ابْنَ الْجَوْزِیِّ ذَکَرَ فِی التَّنْقِیْحِ عَنْ
سَعِیْدِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ اَنَّهٗ لَا یُسَمّٰی
لَفْظَ الصَّحَابِیِّ اِلَّا عَلٰی مَنْ غَزٰی
وَاَوْقَامَ سَنَةً اَوْ سَنَتَیْنِ مَعَ رَسُوْلِ

کی نفی سے ملزوم کی نفی خود بخود ہو جاتی ہے)
اور ایسا ہونے کی صرف ایک ہی صورت ہے
کہ کہا جائے قائل کا مذہب سمعانی یا ابو
عمرو دانی کا اختیار کردہ مذہب ہے کیونکہ
سمعانی نے اتصال میں طویل صحبت کی شرط
لگائی ہے اور ابو عمرو دانی نے معرفتہ روایت
کی اور ہمیں معلوم نہیں کہ قائل مذکور نے
صحبت معتدہ بہا سے کیا مراد لیا ہے طول صحبت
یا معرفتہ روایت تو ممکن ہے کہ قائل کا کلام
سمعانی کے مطابق ہو یا دانی کے۔ مذکورہ عبارت
کا ناقص ہونا اس شخص پر مخفی نہیں رہے گا جو امام بخاری
اور مسلم وغیرہ کے مذہب سے آشنا ہو۔ اسلیے کہ بخاری نے
اتصال کے لئے کم از کم ایک مرتبہ ملاقات
کو شرط ٹھیرا لیا ہے جیسا کہ ابن حجر عسقلانی نے
نخبۃ الفکر اور اس کی شرح میں کہا ہے۔
اور معاصر کے عنعنہ کو سماع پر محمول کرنے کیلئے
شیخ و راوی کی ملاقات کا ثبوت ضروری قرار
دیا ہے اگرچہ وہ ملاقات ایک بار ہی ہوئی
ہوتا کہ اس کے باقی معنعنہ مراسیل خفی ہونے
سے محفوظ رہیں اور یہی علی بن مدنی، بخاری
اور دیگر نقاد حضرات کا مذہب مختار ہے اور

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَالصَّحَابِيُّ
لَا يَكُونُ صِحَابِيًّا إِلَّا مَنْ لَهُ الصُّحْبَةُ
الْمُعْتَدَّةُ بِهَا فَكَذَا حَالُ التَّابِعِيِّ
وَتَبَعِ التَّابِعِيِّ لِأَنَّ أَحْوَالَ الصَّحَابِيِّ
مِقْيَاسٌ وَمَتْبُوعٌ يُقَالُ أَوَّلًا أَنَّ
ابْنَ الْجَوْزِيِّ مَا قَنَعَ بِهٰذَا الرِّوَايَةِ
فَقَطْ لِيَصِحَّ الْإِسْتِدْلَالُ بَلْ ذِكْرُ
الرِّوَايَاتِ الْمُعْتَمَدَةِ بِخِلَافِهِ بِسَنَدِ
هِمْ فَيَنْبَغِي لَنَا وَحَكَمَ أَنْ يُلَاحِظَ
أَوَّلًا جَمِيعَ عِبَارَاتِ ابْنِ الْجَوْزِيِّ الَّتِي
وَرَدَتْ فِي التَّلْقِيحِ فَيُسْتَدَلُّ بِهَا
فَهٰذَا نَنْقُلُ عِبَارَةَ التَّلْقِيحِ بِتَمَامِهَا
لِيَحْصُلَ حَالُ الْإِسْتِدْلَالِ بَلِ
الْمُسْتَدِلِّ بِالتَّفْصِيلِ وَالتَّنْقِيحِ
وَيُظْهِرُ حَالَ أَخْذِ الصُّحْبَةِ
الْمُعْتَدَّةِ بِهَا فِي الصَّحَابِيِّ وَالتَّابِعِيِّ
بِالتَّصْرِيحِ عَلَى طَرِيقِ الثِّقَاتِ
وَالنُّقَّادِ وَهِيَ هٰذَا۔

اسلئے بھی قائلِ مذکور کی عبارت خلل سے
خالی نہیں کہ مسلم نے اتّصال کیلئے صرف
معاصرت کو شرط ٹھیرایا ہے بلکہ اس نے
صحیح مسلم کے خطبہ میں اس پر اجماع نقل
کیا ہے اور وہ اسناد جس میں عَنْ استعمال
کیا گیا ہو اس کو متصل تسلیم کیا جائے گا.
بشرطیکہ راوی اور مروی عنہٗ ہم زمانہ ہوں.
اگرچہ ان کا ملنا نہ بھی ثابت ہو جیسا کہ یہ
بیان پہلے بھی گزر چکا ہے. شیخ ابنِ حجر نے
"نخبہ" اور اس کی شرح میں دوسرے مقام پہ
فرمایا ہے کہ مذہبِ بخاری دربارۂ اتصال
اس لئے راجح ہے کہ انھوں نے اتصال کیلئے
راوی اور شیخ کی کم از کم ایک دفعہ ملاقات
کو شرط قرار دیا ہے اور امام مسلم نے مُطلق
معاصرت کو اتصال کیلئے کافی سمجھا ہے
اور جبکہ اتصالِ تابعی بالصحابی بلکہ اتصال
رجالِ اسناد یا شیوخ کا احوال وہی ہے
جو صحابی کے اتصال بالنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم
ہے جیسا کہ مُلا علی القاری نے شرح
نخبہ کی شرح میں کہا ہے جب کلام صحابہ
کے ذکر تک آگیا ہے اور تجھے معلوم ہو گیا

ہے کہ ایسا ہی حال تابعی کا ہے تو اب ہم صحابی کے معنی بیان کرتے ہیں تاکہ اس سے تابعی کے معنی سمجھے جا سکیں۔ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں فرمایا ہے کہ جو کوئی نبی اکرم صلی اللہ علیہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہا یا اُس نے حضورؐ کو دیکھا وہ آپؐ کے صحابہؓ میں سے ہے اور ابنِ حجر نے فتح الباری شرح بخاری میں اس عبارت کی شرح کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس بحث و تمحیص کے بعد میں نے اس تحقیق کو پالیا ہے کہ جو بات صحابی کی تعریف میں بخاری نے کہی ہے وہ وہی ہے جو اُن کے شیخ علی بن مَدینی کے کلام میں ہے چنانچہ میں نے مستخرج ابنُ القاسم میں پڑھا ہے کہ وہ سند کرتے ہیں احمد بن یسار کی طرف انھوں نے کہا میں نے احمد بن عتیک سے سُنا۔ کہتے تھے علی بن المدینی نے فرمایا جس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحبت حاصل کی یا آپؐ کو دیکھا اگرچہ ایک گھڑی ہی یہ مصاحبت یا رویت نصیب ہوئی ہو وہ صحابی ہے اور قسطلانی نے اس عبارت کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مصاحبت حاصل کی آپ کے زمانۂ نبوت میں یا آپکو زمانۂ حیات میں دیکھا گو یہ صحبت اور رویت ایک گھڑی ہی ہو وہ دیکھنے والا مسلمان عاقل ہو تو وہ صحابی ہے اور ابنِ حجر نے نخبہ اور اس کی شرح میں کہا ہے۔ صحابی وہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملا اور اس کی وفات اسلام پر ہوئی۔ اگر کوئی شخص مسلمان ہونے کی صورت میں آپ سے ملا پھر نعوذ باللہ مُرتد ہو گیا پھر اسلام لے آیا تو بھی وہ صحابی ہوگا اصح روایت یہی ہے۔ باقی لقاء مُرادِ عام ہے۔ پاس بیٹھنے کی صُورت میں ہے یا ساتھ چلنے کی شکل میں یا دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے تک پہنچ گیا ہو اگرچہ اس سے کلام نہ کیا ہو اور اسمیں وہ صُورت بھی داخل ہے جسمیں ایک نے دوسرے کو دیکھا ہو (اس میں نابینا کا صحابی ہونا ثابت ہو گیا) یہ دیکھنا بذاتِ خود ہو یا بغیرہ) اور مُلّا علی قاری اس عبارتِ مذکور کی شرح کرتے ہوئے اور رویت بنفسہٖ اور بغیرہٖ کی وضاحت میں کہا ہے کہ برابر ہے کہ آپکو دیکھنے کا مستقل ارادہ کیا ہو یعنی محض دیکھنے کے ارادے سے آیا ہو یا تبیعتہً کے طور پر یا کسی دوسرے

کے وسیلے سے اور پھر برابر ہے کہ آپ کو قصداً دیکھا ہو یا کسی اور کو دیکھنے کا ارادہ کیا ہو۔ مگر اتفاق سے آپ پر نظر پڑ گئی ہو اور اگر یہ توجیہ نہ کی جائے تو پھر بغیرہ کے کوئی معنیٰ نہیں رہتے یا یہ معنیٰ کئے جائیں کہ رویتہ بنفسہٖ کا مطلب ہے کہ دیکھنے پر خود بخود آمادہ ہوا ہو اور بغیرہٖ کا مطلب ہے کہ اس روایتہ کا باعث کوئی دوسرا ہو۔ شاگرد ابنِ حجر نے کہا ہے کہ بغیرہٖ کا مطلب یہ ہے کہ چھوٹی عمر کا بچہ ہو اور اس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں اٹھا کر لایا گیا ہو اور نووی نے شرح مسلم میں صحابی اور تابعی کی تعریف میں کہا ہے کہ یہ بیان اُن اہم چیزوں سے ہے جن کی طرف توجہ کی سخت ضرورت ہے اور اس کی اکثر ضرورت پیش آتی رہتی ہے اور اس پر متصل و مرسل روایات کی پہچان موقوف ہے۔ صحابی ہر وہ مسلمان ہے جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا ہو، اگرچہ ایک لمحہ بھر ہی یہ رویت نصیب ہوئی ہو اور یہی تعریف صحیح ہے اور یہی مذہب ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ اور ابو عبداللہ بخاری اور جملہ محدثینِ کرام کا اور اکثر فقہا یہ کہتے ہیں کہ صحابی وہ ہے جسکو صحبتِ طویل نصیب ہوئی ہو۔ امام قاضی ابوبکر بن طیب نے کہا ہے کہ اہلِ لُغت اس پر متفق ہیں کہ صحابی صُحْبَۃ سے مشتق ہے برابر اس شخص پر بولا جا سکتا ہے جو کسی کی صحبت میں رہا ہو اس میں وقت کے کم یا زیادہ ہونے کا تعلق نہیں (جیسے عرب کہتے ہیں صحبۃً شہراً او یوماً او ساعۃً (وہ اس کی صحبت میں ایک مہینہ یا ایک دن یا ایک گھڑی رہا)، لہٰذا اس سے لازم آیا کہ لغوی مفہوم کے پیشِ نظر بھی صحابی وہ ہے جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت حاصل ہوئی ہو اگرچہ اس کی مقدار ایک گھڑی سے زیادہ نہ ہو یہی اصل ہے۔ باقلانی نے کہا ہے کہ اصل مذکور کے باوجود اُمت عُرفاً لفظ صحابی کو صرف اس صورت میں استعمال کرتے ہیں جبکہ زمانہ مصاحبت طویل اور متواتر ہو اور لفظ صحابی اس صورت میں استعمال نہیں کرتے جبکہ کوئی کسی سے ایک گھڑی ملا ہو یا اس کے ساتھ چند قدم چلا ہو یا کوئی ایک بات اس سے سنی ہو لہٰذا جس شخص کا یہ حال نہ ہو گا



Scanned by CamScanner

اس پر لفظ صحابی نہیں بولا جائے گا۔ یہ اس شخص (قاضی باقلانی) کا کلام جسکی امامت و جلالت مرتبہ پر سب کا اتفاق ہے۔ اس کلامِ قاضی میں ہر دو مذہب کی تائید موجود ہے اور مذہبِ محدثین کے راجح ہونے کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ اس لئے کہ امام مذکور نے اہلِ لغت کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ "صحابی" صُحبت سے مشتق ہے جو ایک گھڑی یا اس سے زیادہ زمانہ پر بھی بولا جاتا ہے۔ اور محدثین شرع یا عُرف میں کسی لفظ کو استعمال کرتے وقت لغت کی مطابقت کو پیشِ نظر رکھتے ہیں۔ لہٰذا لفظ صحابی کے اطلاق میں بھی لغوی معنیٰ کا لحاظ ضروری ہے اور لفظ تابعی یا تابع اس شخص پر بولا جاتا ہے جس کی صحابی سے ملاقات ہوئی ہو اور بعض نے کہا کہ تابعی کی تعریف میں بھی وہی اختلاف ہے جو صحابی کی تعریف میں گزر چکا لہٰذا ہر دو الفاظ کے مقتضیٰ کو سامنے رکھتے ہوئے محض ملاقات کو کافی سمجھنا زیادہ مناسب ہے (یہاں تک امام نووی کی تحقیق تھی) کرمانی نے صحابی کی تعریف کرتے ہوئے شرح بخاری میں لکھا ہے کہ دوسرے طبقے کو تابعی کہتے ہیں اور تابعی وہ مسلمان ہے جس نے صحابی کو دیکھا ہو اور تیسرا طبقہ تبع تابعی کا ہے یعنی وہ مسلمان جس نے تابعی کو دیکھا ہو (یہاں تک کرمانی کا کلام تھا) پس اگر یہ سوال اٹھایا جائے کہ امام ابنِ جوزی نے اپنی کتاب تنقیح میں حضرت سعید بن المسیبؓ کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ لفظ صحابی صرف اس شخص پر بولا جا سکتا ہے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مل کر کفار کے ساتھ جنگ کی ہو یا آپؐ کے ساتھ ایک یا دو سال رہا ہو۔ لہٰذا اس بیان سے ثابت ہوا کہ صحابی اُس وقت کسی کو کہا جائیگا جبکہ اسے قابلِ اعتماد صحبت حاصل رہی ہو جیسا کہ پہلے بعض حضرات کا مذہب مذکور ہوا ہے۔ جب صحابی کی تعریف میں صحبتِ معتبرہ کا لحاظ ضروری ہوا تو تابعی اور تبع تابعی کی تعریف میں بھی یہی بات ملحوظ رہے گی اس لئے صحابی کی تعریف پر ہی بعد والوں کو قیاس کیا جائے گا۔ تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ نمبرا۔ ابنِ جوزی نے صرف سعید بن المسیب کی روایت ہی بیان نہیں کی کہ اس سے استدلال کرنا درست ہو بلکہ اس نے بہت سی دوسری قابلِ

اعتماد روایات مع اسناد کے بھی روایت کی ہیں جو مذکورہ روایت کے خلاف ہیں لہٰذا ہم پر لازم ہے کہ قبل از استدلال ابنِ جوزی کی مکمل عبارت کا مطالعہ کرلیں جو اس نے "تنقیح" میں ذکر کی ہے اور پھر اس سے استدلال کریں لہٰذا ہم کتاب "تنقیح" کی پوری عبارت نقل کرتے ہیں تاکہ معترض کے استدلال کی حیثیت بھی معلوم ہو جائے بلکہ معتدل کا حال اور تعریف صحابی و تابعی میں ثقہ اور نقاد لوگوں کے نزدیک صحبت معتد بہا کی کیفیت کا بھی پتہ چل جائے اور وہ تنقیح کی اصل عبارت یہ ہے:۔

## فِی بَیَانِ الْمُسْتَحِقِّ تَسْمِیَةَ الصَّحَابِیِّ

كَانَ سَعِيْدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ لَا يَعُدُّ
الصَّحَابِيَّ إِلَّا مَنْ أَقَامَ مَعَ الرَّسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَنَةً
أَوْ سَنَتَيْنِ وَغَزَا مَعَهُ غَزْوَةً أَوْ
غَزْوَتَيْنِ ابْنُ الْجَوْزِيِّ قَالَ الْوَاقِدِيُّ
وَرَأَيْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ كُلُّ
مَنْ رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَأَدْرَكَ الْحُلُمَ فَأَسْلَمَ عَقَلَ
أَمْرَ الدِّيْنِ وَرَضِيَهُ فَهُوَ عِنْدَنَا
مِمَّنْ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ
وَرَوَى عَبْدُوْسُ بْنُ مَالِكٍ الْعَطَّارُ
قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ ابْنَ أَحْمَدَ
بْنِ حَنْبَلٍ يَقُوْلُ كُلُّ مَنْ صَحِبَ
سَنَةً أَوْ شَهْرًا أَوْ سَاعَةً أَوْ رَآهُ
فَهُوَ مِنْ أَصْحَابِهِ وَرَوَى الْقَرِيْرِيُّ
عَنِ الْبُخَارِيِّ قَالَ مَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ
أَوْ رَآهُ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَهُوَ مِنْ
أَصْحَابِهِ وَرِوَايَةُ قُرَيْرِيِّ وَثَانِيًا
بِأَنَّهُ صَرَّحَ النَّوَوِيُّ فِی التَّغْرِيْبِ

## صحابی کس کو کہنا چاہیے؟

سعید بن المسیب صرف اس کو صحابی شمار
کرتے ہیں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ ایک یا دو سال گزارے ہوں
یا آپ کے ساتھ مل کر ایک یا دو جنگوں میں
شرکت کی ہو۔ واقدی نے کہا ہے کہ میں
نے اہل علم کو یہ کہتے دیکھا ہے کہ ہر وہ شخص
جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا
اور بالغ ہو کر اسلام لے آیا اور امور دین کو
سمجھنے لگا اور انکو پسند کیا تو وہ ہمارے ہاں
صحابی ہے گو دن کی ایک گھڑی ہی صحبت
رہی ہو اور عبدوس بن مالک عطار نے
روایت کی ہے کہ میں نے عبداللہ بن احمدؒ
بن حنبلؒ کو یہ کہتے سنا کہ جس شخص نے
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک
سال یا ایک مہینہ یا ایک گھڑی گزاری یا
آنحضرت ﷺ کو دیکھا تو وہ صحابی ہے۔ قریری
نے بخاری سے روایت کیا کہ جو مسلمان آنحضرت
کی صحبت میں رہا یا اس نے آپ کو دیکھا
وہ آپ کے صحابہ سے ہے (یہاں تک امام
ابن الجوزی کی عبارت تھی جس سے صاف

وَعَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهُ كَانَ لَا يَعُدُّ اِلَّا مَنْ اَقَامَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَنَةً اَوْ سَنَتَيْنِ اَوْ غَزَا مَعَهُ غَزْوَةً اَوْ غَزْوَتَيْنِ فَاِنْ صَحَّ ضَعِيْفٌ فَاِنَّ مُقْتَضَاهُ اَنْ لَّا يُعَدَّ جَرِيْرُ الْبَجَلِيُّ وَشِبْهُهُ صِحَابِيًّا وَلَا خِلَافَ اِنَّهُمْ قَالَ الْاِمَامُ الْحَافِظُ شَيْخُ الْاِسْلَامِ اَبُو الْفَضْلِ عَبْدُ الرَّحِيْمِ زَيْنُ الدِّيْنِ الْعِرَاقِيُّ فِيْ شَرْحِ الْاَلْفِيَةِ وَلَا يَصِحُّ هٰذَا الْقَوْلُ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَقَالَ اِمَامُ الْمُتَّقِيْنَ ابْنُ الصَّلَاحِ فِيْ عُلُوْمِ الْحَدِيْثِ بَعْدَ ذِكْرِ قَوْلِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَكَانَ الْمُرَادُ بِهٰذَا اِنْ صَحَّ عَنْهُ رَاجِعٌ اِلَى الْمَحْكِيِّ عَنِ الْاُصُوْلِيِّيْنَ وَلٰكِنَّ فِيْ عِبَارَتِهٖ ضِيْقٌ يُوْجِبُ اَنْ لَّا يُعَدَّ مِنَ الصِّحَابَةِ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيُّ وَمَنْ شَارَكَهُ فِيْ فَقْدِ ظَاهِرِ مَا اشْتَرَطَ فِيْهِمْ مِمَّنْ لَّا يُعْرَفُ خِلَافًا فِيْ عِدَّةٍ مِنَ الصِّحَابَةِ وَرَوَيْنَا عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُوْسٰى

عیاں ہے کہ سعید بن المسیب کی روایت اہلِ علم کے مسلک کے خلاف ہے لہٰذا اس سے استدلال ٹھیک نہیں) دوم (دوسرا جواب) امام نووی نے تقریب میں سعید بن المسیب کی روایت بیان کی ہے کہ وہ صرف اُس شخص کو صحابی کہتے ہیں جو ایک دو سال آپؐ کے ساتھ رہا یا ایک دو جنگوں میں شریک رہا اگر اس روایت کی نسبت انکی طرف صحیح ہے تو یہ مسلک نہایت ضعیف ہے کیونکہ اس صورت میں تو جریر بجلی جیسے اصحاب صحابہؓ میں شمار نہیں ہوں گے حالانکہ وہ بالاتفاق صحابی ہیں۔ شیخ الاسلام ابوالفضل عبدالرحیم زین الدین العراقی نے شرح الفیہ میں کہا ہے کہ مذکورہ قول ابنِ المسیب کی طرف منسوب کرنا صحیح نہیں۔ امام المتقین ابنِ صلاح نے ابن المسیب کا قول ذکر کر کے کہا ہے کہ اگر یہ واقعی ان کا قول ہے تو پھر اس سے مُراد یہ ہے کہ وہ مسلک اصولیین کے مطابق ہے لیکن اُن کی عبارت میں شدت کی وجہ سے لازم آئے گا کہ جریر بن عبداللہ بجلی وغیرہ بہت سے وہ لوگ

السَّيلانِي وَاَثنیٰ عَلَیهِ خَیرًا قَالَ
اَتَیتُ اَنَسَ ابنَ مَالِكٍ فَقُلتُ بَلْ
بَقِیَ مِنْ اَصحَابِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ اَحَدٌ غَیرِكَ
فَقَالَ بَقِیَ نَاسٌ مِنَ الاَعرَابِ قَد رَاٰهُ
وَاَمَّا صَحِبَهٗ فَلَا وَعَنْ اَبِی اِمَامَةَ
اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ
قَالَ طُوبیٰ لِمَنْ رَاٰنِی وَطُوبیٰ سَبعَ
مَرَّاتٍ لِمَنْ لَمْ یَرَانِی وَاٰمَنَ بِی
رَوَاهُ اَحمَدَ وَقَالَ السَّیُوطِی فِی رِسَالَةِ
اِتحَافُ الفَرَقِ قَالَ الدَّارقُطنِی حَدَّ
ثَنَا عَلِیُّ بنُ عَبدُ اللّٰهِ بن بشیر ثنا
احمد ابن سنان یَزِیدُ ابنِ هَارُون
اَنَا حَمِیدُ الطَّوِیلُ عَنِ الحَسَنَ قَالَ
قَالَ عَلِیٌّ اِنْ وَسَعَ اللّٰه عَلَیکُمْ فَاجعَلُوهُ
صَاعًا مِنْ بُرٍ اِعلَمُوا اَنَّ هٰذِهِ الاَحَادِیثَ
مُتَّصِلَةٌ عِندَ الدَّارِقطنی بَینَ اِتِّصَالِ
الحَسَنِ عَنْ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰهُ وَجهَهٗ فِی العِلَلِ
فِی مُسنَدِ اَبِی هُرَیرَةَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم
اَفطَرَ الحَاجِمُ وَالمَحجُومُ فَقَالَ بِرِوَایَةٍ اِختَلَفَ
فِیهِ عَلَی الحَسَن فَرَوَاهُ قَتَادَةُ.

جو انکی شرائط کے مطابق صحبت اختیار نہ کر
سکے صحابہ میں شمار نہ ہوں حالانکہ اُن کے
صحابی ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں۔ ہم نے
شعبہ کی روایت موسیٰ سیلانی سے بیان کی ہے
اور وہ انکی اچھی تعریف بھی کرتے ہیں انھوں نے
کہا کہ میں انس بن مالکؓ کے پاس آیا اور پوچھا
کہ آپ کے سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ
میں سے کوئی اور بھی ہیں تو انھوں نے فرمایا کہ کچھ
دیہاتی لوگ باقی ہیں جنھوں نے آنحضرتؐ کو دیکھا
ہے مصاحبت نہیں کی اور ابی امامہ سے مروی ہے
کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے
مجھے دیکھا وہ مبارکباد کا مستحق ہے اور جس نے نہیں
دیکھا اور پھر مجھ پر ایمان لایا سات دفعہ مبارکباد
کا مستحق ہے ہر حدیث کو امام احمد نے روایت کیا
امام سیوطی نے اپنے رسالہ اتحاف الفرق میں
کہا ہے کہ بیان کیا دارقطنی نے کہ ہم سے علی
بن عبداللہ نے روایت بیان کی اور انھوں نے
احمد بن سنان سے، انھوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی
حمید طویل نے بواسطہ حسنؓ کے، حضرت علیؑ سے
کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کشادگی
عطا فرمائے تو ایک صاع گندم بطور

عَنْ رِوَایَةِ سَلَامِ ابْنِ حَبْرَةَ عَنْ
اَبِیْ عُرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ
الْحَسَنِ قَالَهُ ابْنُ الْقُوْهِیْ عَنْ اَبِیْهِ
عَنْ شُعْبَةِ عَنْ یُوْنُسَ وَخَالَفَهُمْ
عُبَیْدُ اللّٰهِ ابْنِ تَمَامٍ فَقَالَ یُوْنُسُ
عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ
وَرَوَاهُ عَطَاءُ بْنُ سَائِبٍ وَعَاصِمُ
الْاَحْوَلُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ
یَسَارٍ وَ اَبُوْ حَمْزَةَ عَنِ الْحَسَنِ مِنْ
غَیْرِ وَاحِدٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ فَاِنْ
کَانَ حَفِظَهُ فَقَدْ صَحَّتِ الْاَقَا
وِیْلُ کُلُّهَا عَنِ الْحَسَنِ وَرَوَاهُ
الْمَطَرُ الْوَرَاقُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَلِیِّ
بْنِ اَبِیْ طَالِبٍؓ وَقِیْلَ مِنْ مَطَرٍ عَنِ
ابْنِ شَدَادِ بْنِ اُوْس قَالَهُ الْمُغِیْرَةُ
بْنِ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَارُوْنَ
الْخَضْرَمِیْ ثَنَا هِلَالُ مِن شَرِیْحٍ
وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنِ هَارُوْنَ الْخَضْرَمِیْ
ثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ نَدْعُوْر
وَحَدَّثَنِیْ قَاسِمُ ابْنِ اِسْمٰعِیْل
وَابْنِ مُجْلِه قَالَا حَدَّثَنَا حَفْصُ ابْنِ

صدقۂ فطر ادا کرو۔ یہ تمام روایات دار قطنی
کے نزدیک متصل ہیں کہ انھوں نے اتصالِ
حسنؓ عن علیؓ "علل میں" مسند ابی ہریرہؓ
میں بیان کیا ہے. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے پچھنے (سنگی)
لگانے والے اور لگوانے والے کا روزہ ٹوٹ گیا. دار
قطنی نے کہا ہے، کہ اس روایت میں حسن پر اختلاف
واقع ہوا ہے یعنی حسن بصریؒ سے بہت سے راویوں
نے یہ روایت کی ہے اور حسنؓ نے بھی کثیر راویوں سے
روایت کی ہے چنانچہ ذیل کے اسناد کو ملاحظہ
کیجئے۔ قتادہ عن روایۃ سلام بن جرہ عن ابی
عروبہ عن قتادہ عن الحسنؓ اور ابو قرعہ نے ابنِ
جریج کے واسطے سے حسنؓ سے روایت کی اور ابن
القوہی نے اپنے باپ کے واسطے سے شعبہ سے اور انھوں
نے یونس سے اور عبید اللہ بن تمام نے انکے خلاف کیا
ہے انکی سندیوں ہے، یونس نے حسنؓ سے اور حسنؓ
نے اُسامہ بن زید سے روایت کیا یعنی عبید اللہ حضرت
حسنؓ کے واسطے سے حضرت اُسامہ سے روایت کرتے
ہیں اور پہلی اسناد عن الحسنؓ عن علیؓ تھیں۔
اسمیں عبید اللہ نے خلاف کیا ہے) اور حدیث مذکور
کو عطا ابن صائب اور عاصم احول نے حسنؓ کے واسطے
سے معقل بن یسار سے روایت کیا اور ابو حمزہ نے

عُمر الرّمّانی قال حدّثنی عبد الوهّاب
حدّثنی یونس عن الحسن عن ابی
هریرة قال قال رسول الله افطر
الحاجم والمحجوم قال الرّمانی عن
رسول الله صلّی الله علیه وسلّم
والله اعلم بالصّواب انتهی ورایته
قال الشّیخ ابن الحجر فی فتح الباری فی
شرح عبارة صحیح البخاری الّذی
وقع فی باب الحجامة والّتی
للصّائم ویروی عن الحسن عن غیر
واحد مرفوعًا افطر الحاجم والمحجوم
ویروی عن الحسن اه قوله ویروی
عن الحسن اه وقال علیّ بن المدنی
یروی عن الحسن افطر الحاجم
والمحجوم عن ابی هریرة ورواه
قتادة عن الحسن۔

بواسطہ حسنؓ کے بہت سے صحابہ سے روایت بیان کی ہے
لہٰذا اگر یہ صحیح ہے تو تمام اقوال حسنؓ سے صحیح ہیں
اور اس حدیث کو مطر وراق نے عن الحسنؓ عن علی بن
ابی طالب روایت کیا ہے بعض نے کہا ہے من مطر
عن الحسنؓ عن ابن شداد بن اوس مغیرہ بن مسلم نے
کہا حدثنا محمد بن ہارون الحضرمی ثنا حلال بن
شرحؒ اور حدثنا محمد بن عمر بن ابی مذعور حدثنی قاسم
بن سمٰعیل اور ابن مجلدان دونوں نے یوں روایت کی۔
حدثنا حفص بن عمر الرّمانی قال حدثنی عبد الوہاب
حدثنی یونس عن الحسن عن ابی ہریرہؓ قال قال
رسول اللہ ﷺ افطر الحاجم والمحجوم۔ اور رمانی نے کہا
عن رسول اللہ ﷺ (یعنی رمانی قال کے بجائے عن
رسول اللہ ﷺ کہہ کر روایت کرتے ہیں) واللہ اعلم
دوسری دلیل مذکورہ اسانید کے متصل ہونگی
شیخ ابن حجر نے فتح الباری میں صحیح بخاری کی اس
عبارت کی شرح کرتے ہوئے جو حجامت اور صائم کے متعلق
ہے کہا ہے اور یہ حدیث حسنؓ نے بہت سے
حضرات سے مرفوعًا روایت کی ہے۔ افطر
الحاجم والمحجوم اور یہ الفاظ یروی عن الحسنؓ الخ یہ عبارت بخاری کی ہے اور علی بن المدنی نے کہا
ہے یونس نے حسنؓ عن ابی ہریرہؓ سے روایت کیا۔ افطر الحاجم والمحجوم اور قتادہ نے اس
حدیث کو حسنؓ سے روایت کیا۔

# بَابُ الرَّابِع

فِی ذِکْرِ مَنْ یُنْکِرُ سَمَاعَ الْحَسَنِ عَنْ عَلِیٍّ لَمَّا تَمَّ اِتِّصَالُ الْاَحَادِیْثِ الْمَرْوِیَّةِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَلِی کَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ بِسَبَبِ الْمُعَاصَرَةِ وَاللِّقَاءِ وَالسَّمَاعِ عِنْدَ الْمُحَدِّثِیْنَ الْحُفَّاظِ فَاَرَادَ مُحَمَّدٌ الْمُشْتَهِرُ بِفَخْرِ الدِّیْنِ اَنْ یُّبَیِّنَ اَحْوَالَ الْاَشْخَاصِ الَّذِیْنَ یُنْکِرُوْنَ السَّمَاعَ فَوَجَدَ بَعْدَ التَّصَفُّحِ وَالتَّفَحُّصِ شِرْذِمَةً تُنْکِرُوْنَ السَّمَاعَ بِاَنْ یَنْسُبُوْنَ عَدَمَ السَّمَاعِ اِلٰی اَنْفُسِهِمْ وَیُعَبِّرُوْنَ بِلَفْظِ عَرَفْنَا وَلَا نَعْرِفُ وَمَا سَمِعْنَا سَمَاعَ الْحَسَنِ عَنْ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ فَلَا یَلْزَمُ مِنْ عَدَمِ سَمَاعِهِمْ سَمَاعَ الْحَسَنِ عَدَمُ اللِّقَاءِ وَعَدَمُ السَّمَاعِ فِی نَفْسِ الْاَمْرِ اِلَّا اَنْ یُّقَالَ اِنْ کَانَ سَمَاعُ الْحَسَنِ فِی نَفْسِ الْاَمْرِ فَیَسْمَعُوْنَ اَلْبَتَّةَ وَاِلَّا فَلَا

# باب چہارم

## اُن لوگوں کے بیان میں جو حسنؓ کا سماع حضرت علیؑ سے نہیں مانتے

جب احادیث مرویہ عن الحسنؓ عن علیؑ کا متصل ہونا معاصرۃ سماع اور لقاء کے لحاظ محدثین کے ہاں ثابت و مسلّم ہوا تو اب بندہ محمد المعروف بہ فخر الدین ان لوگوں کے متعلق بیان کرنا چاہتا ہے جو حضرت حسنؓ کے سماع عن علیؑ کا انکار کرتے ہیں تو بڑی کوشش اور جستجو کے بعد ایک چھوٹی سی جماعت مل سکی جو اس سماع کی منکر ہے اور وہ بھی اس طرح کہ وہ عدم سماع کی نسبت اپنی طرف کرتے ہوئے یوں کہتے ہیں کہ یہ سماع ہم کو معلوم نہیں یا ہم نہیں جانتے یا ہم نے نہیں سنا حالانکہ انکے نہ سننے یا نہ جاننے سے یہ لازم نہیں آتا کہ واقعتاً بھی یہ سماع یا ملاقات نہ ہو۔ ورنہ اس کے معنی یہ ہونگے کہ سماع حسنؓ از علیؑ تب ہی صحیح ہو سکتا ہے جبکہ ان حضرات کو بھی معلوم ہو۔ (حالانکہ یہ بات نہایت غیر معقول ہے)

وَقَلِيْلًا مُقِرًّا بِالْبُطْلَانِ وَجَرِبًا بِالْكِذْبِ وَالْبُهْتَانِ عَلَى الْقَائِلِيْنَ بِالسَّمَاعِ كَعَلَّامَةِ الدَّوْرَانِ وَأُعْجُوْبَةِ الزَّمَانِ أَحْمَدَ بْنِ التَّيْمِيَّةِ الْحَنْبَلِيِّ وَمَنْ تَبِعَهُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُمْ وَلِتَبْيَانِ عِبَارَتِهِ الَّتِيْ دَلَّتْ عَلٰى إِنْكَارِ السَّمَاعِ بَلْ عَلٰى بُطْلَانِ اِجْتِمَاعِ الْحَسَنِ لِعَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ ذِكْرًا أَقْوَالَ السَّلَفِ الصَّالِحِ لِيَتَّضِحَ جَلَالَةُ عِلْمِهِ وَنُوْرِ فَضْلِهِ وَمَحَبَّتِهِ عَقِيْدَتِهِ وَالْاِكْتِفَاءِ بِقَوْلِهِ فَقَطْ قَالَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ أَبُو الْفَضْلِ ابْنُ الْحَجَرِ فِي الْمُجَلَّدِ الْأَوَّلِ مِنَ الدُّرَرِ الْكَامِنَةِ فِيْ أَحْوَالِ ابْنِ التَّيْمِيَّةِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ بَعْدَ ذِكْرِ مَنَاقِبِهِ وَزَلَّاتِهِ لِحُرْمَتِهِ زِيَارَةَ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَنِسْبَتِهِ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ مَحَبَّةَ الْمَالِ وَكَالْقَوْلِ بِعَدَمِ صِحَّتِهِ إِسْلَامَ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ لِكَوْنِهِ صَبِيًّا وَرَدَّ الْأَحَادِيْثَ الْمَوْجُوْدَةَ فِيْ

کچھ تھوڑے سے ایسے لوگ بھی ہیں جو صاف الفاظ میں سماعِ حسنؓ از علیؑ کو غلط قرار دیتے ہیں اور قائلین سماع کو کاذب و مفتری تک کہہ جاتے ہیں جیسے علامۂ زمان امام احمد بن تیمیہ الحنبلی اور ان کے متبعین رحمہم اللہ نے علامہ مذکور کی اس عبارت کو واضح کرنے کیلئے جو انکارِ سماع پر دلالت کرتی ہے اور حضرت علیؑ سے حضرت حسنؓ کی ملاقات کو باطل قرار دیتی ہے اسلاف کرام کے چند اقوال ذکر کیے جاتے ہیں تاکہ انکی فضیلتِ علم، بلندیِ مرتبہ اور حسنِ عقیدہ اور صرف انکی ہی بات کو حرفِ آخر سمجھنے کی حیثیت کا پتہ چل جائے۔ شیخ ابو الفضل ابن الحجر نے اپنی کتاب الدرر الکامنہ میں ابن التیمیہ (غفر اللہ لہ) کے احوال میں حضرت امام کے مناقب بھی بیان کیے اور ان کی لغزشوں کا بھی ذکر کیا ہے مثلاً حضور انور کے روضۂ اقدس کی زیارت کیلیے جانے کو حرام سمجھنا حضرت عثمانؓ کی طرف حبِ مال کو منسوب کرکے طعن کرنا، حضرت علیؑ کے اسلام لانے کو ان کی کم سنی کی وجہ سے معتبر

السُّنَنِ وَإِنْ كَانَتْ ضَعِيفَةً
سَبَقَتْكُمْ إِنَّا لَا نَعْتَقِدُ فِيهِ
عِصْمَتَهُ بَلْ إِنَّا نُخَالِفُهُ فِي مَسَائِلَ
أَصْلِيَّةٍ وَفَرْعِيَّةٍ وَقَالَ الذَّهَبِيُّ
فِي التَّارِيخِ بَعْدَ ذِكْرِ فَضَائِلِهِ
فَهُوَ بَشَرٌ لَهُ ذُنُوبٌ وَخَطَأٌ وَقَالَ
الْإِمَامُ الْيَافِعِيُّ رُوحُ اللهِ رُوحَهُ فِي
عِبْرَةِ الْيَقْظَانِ زِيَادَةً عَلَى ذَلِكَ
قَالَ وَاحِدُ الزَّمَانِ ابْنُ تَيْمِيَةَ الْحَنْبَلِيُّ
غَفَرَ اللهُ لَهُ فِي مِنْهَاجِ السُّنَّةِ قَالَ
الرَّافِضِيُّ وَأَمَّا عِلْمُ الطَّرِيقَةِ فَإِلَيْهِ
مَنْسُوبٌ فَإِنَّ الصُّوفِيَّةَ كُلَّهُمْ
يُسْنِدُونَ الْخِرْقَةَ إِلَيْهِ وَالْجَوَابُ
أَنْ يُقَالَ أَوَّلًا أَهْلُ الْمَعْرِفَةِ وَحَقَائِقُ
الْإِيمَانِ الْمَشْهُورُونَ فِي الْأُمَّةِ بِلِسَانِ
الصِّدْقِ فَكُلُّهُمْ مُتَّفِقُونَ عَلَى
تَقْدِيمِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ أَعْظَمُ الْأُمَّةِ
فِي الْحَقَائِقِ الْإِيمَانِيَّةِ وَالْأَحْوَالِ
الْعِرْفَانِيَّةِ وَأَيْنَ مَنْ يُقَدِّمُونَهُ فِي
الْحَقَائِقِ النَّبِيُّ هِيَ أَفْضَلُ الْأُمُورِ
عِنْدَهُمْ إِلَى مَنْ يَنْتَسِبُ إِلَيْهِ لِبَاسُ

نہ جاننا اور سنن میں مذکور احادیث کو معمولی
وجوہ پر ضعیف ٹھہرانا وغیرہ ایسی باتیں
ہیں جنکو ہم انکی لغزشیں شمار کرتے ہیں۔
نوٹ:۔ مذکورہ مسائل میں امام ابن
التیمیہ کا مسلک بعض روایات کی بناء
پر ہے، مگر جمہور علماء نے ان کی توجیہات
مناسبہ کر کے امام مذکور سے سخت اختلاف
کیا ہے)
یہ حضرت علی کا شعر ہے جو شارح نے
امام ابن تیمیہ کی تردید میں لکھا ہے' فخر
الحسن کی عبارت نہیں ہے۔ یہ کہہ کر ابن حجر
نے درر کامنہ میں لکھا ہے کہ ہم امام ابن
تیمیہ کو معصوم نہیں سمجھتے بلکہ بہت سے
اصولی اور فروعی مسائل میں آپکی مخالفت
کرتے ہیں۔ جیسے امام ذہبیؒ نے اپنی تاریخ
میں امام مذکور کے فضائل ذکر کرنے کے بعد
فرمایا ہے کہ وہ ایک انسان تھے گناہ اور غلطی
سے پاک نہیں تھے اور امام یافعی نے عبرۃ
الیقظان میں اس سے بھی بڑھ کر لکھا ہے
کہ ابن تیمیہ حنبلی طریقہ سنت میں یگانہ
روزگار تھے۔ رافضی نے کہا ہے کہ علم

الخِرقةِ فقد ثبت في الصَّحِيحَين
عنِ النّبيّ ؑ انّهٗ قال انّ اللّٰه لا
ينظرُ الى صُورِكُم وامْوالِكم وانّما
ينظرُ الى قلوبِكم واعمالِكم فاين
حقائقُ القلوبيّةِ من لباسِ
الابدانِ ويقالُ ثانيًا الخرقةُ
متعدّدةٌ اشهرها خرقتانِ
خرقةٌ الى عمر وخرقةٌ الى علي
خرقةُ عمرؓ لها اسنادٌ ان اسنادُ
الى اويس القرني واسنادٌ الى ابي
مسلمِ الخولاني وامّا الخرقةُ
المنسوبةُ الى عليؑ فاسنادُها
الى الحسن البصري والمتاخرون
يصلونها بمعروفِ الكرخي فانّ
الجنيدَ صحب السّري والسّري صحب
الكرخي بلاريبٍ وامّا الاسنادُ من
وجهةِ معروف فمنقطعٌ فتاره
يقولون انّ معروفًا صحب علي بن
موسىٰ رضا وهٰذا باطلٌ قطعًا لم
يذكرهُ المصنّفون لاخبارِ معروف
بالاسنادِ الثّابتِ للمتّصلِ كابي نعيم

طریقت حضرت علیؑ کی طرف منسوب ہے، اور
تمام صوفیائے کرام خرقۂ طریقت کو انھیں
کی طرف منسوب کرتے ہیں. رافضی کے
جواب میں اولاً یہ کہا جائے گا کہ جملہ اہل
معرفت و حقائق شناس حضرات حضرت
ابوبکرؓ کے افضل الصحابہ ہونے پر متفق
ہیں اور حقائقِ ایمانیہ و احوالِ عرفانیہ میں
ان کو اعظم الاُمت تسلیم کرتے ہیں لہٰذا جو
حقائقِ ایمانیہ (جوکہ افضل الامور ہیں)
میں مقدم ہے اس سے وہ کیسے افضل ہوسکتا
ہے جسکی طرف لباسِ خرقہ کی نسبت کی
جاتی ہے. صحیحین میں یہ روایت موجود ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا.
اللہ تعالیٰ تمھاری صورتوں اور مالوں کو
نہیں دیکھتا وہ تو تمھارے دلوں اور اعمال کو
دیکھتا ہے لہٰذا قلبی حقائق کے مقابلے میں
بدنی لباس کی کیا حقیقت ہے.

## دوسرا جواب

خرقہ ایک ہی نہیں
تھا بلکہ بہت سے
خرقے تھے ان میں دو مشہور ہیں ایک خرقۂ
عمرؓ اور ایک خرقۂ علیؑ. خرقۂ عمرؓ کے دو اسناد

وَاَبِی الْفَرَجِ ابْنُ الْجَوْزِی فِی کِتَابِهِ
الَّذِی صَنَّفَهُ فِی فَضَائِلِ مَعْرُوفٍ
وَمَعْرُوفٌ کَانَ مُنْقَطِعًا فِی الْکَرْخِ
وَعَلِیُّ ابْنُ مُوسٰی کَانَ الْمَامُونُ
قَدْ جَعَلَهُ وَلِیَّ الْعَهْدِ بَعْدَهُ وَجَعَلَ
شِعَارَهُ لِبَاسَ الْخُضْرَةِ ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ
ذٰلِكَ وَاَعَادَ شِعَارَ السَّوْدَاءِ وَمَعْرُوفٌ
وَلَمْ یَکُنْ مِمَّنْ یَجْتَمِعُ بِعَلِیِّ بْنِ
مُوسٰی وَلَا نُقِلَ عَنْهُ ثِقَةٌ اَنَّهُ
اِجْتَمَعَ بِهِ اَوْ اَخَذَ شَیْئًا بَلْ وَلَا
تُعْرَفُ اَنَّهُ رَآهُ وَلَا کَانَ مَعْرُوفٌ
بَوَّابَهُ وَلَا اَسْلَمَ عَلٰی یَدَیْهِ فَهٰذَا
کُلُّهُ کِذْبٌ وَاَمَّا الْاَسْنَادُ الْآخَرُ
فَیَقُوْلُوْنَ اَنَّ مَعْرُوْفًا صَحِبَ دَاؤُدَ
الطَّائِیَّ وَهٰذَا اَیْضًا لَا اَصْلَ لَهُ وَلَیْسَ
فِی اَخْبَارِهِ الْمَعْرُوْفَةِ مَا یُذْکَرُ فِیْهَا
اَخْذُهُ عَنْ دَاؤُدَ الطَّائِیِّ شَیْئًا وَاِنَّمَا
نُقِلَ عِنْدَ الْاَخْذِ عَنْ اَبِی بَکْرِ ابْنِ
خُبْسِ الْعَابِدِ الْکُوْفِیِّ وَفِی اَسْنَادِ
الْخِرْقَةِ اَیْضًا اَنَّ دَاؤُدَ الطَّائِیَّ صَحِبَ
حَبِیْبَ الْعَجَمِیَّ وَهٰذَا اَیْضًا لَمْ یُعْرَفْ

ہیں۔ ایک سند اُویس قرنیؓ کی طرف اور ایک
ابومسلم خولانی کی طرف اور خرقۂ علیؓ کی سند
حسنؓ بصری کی طرف ہے اور متاخرین اسکو
معروف کرخیؒ سے ملاتے ہیں کہ جنید بغدادیؒ
سری سقطیؒ کے مُرید ہیں اور سقطی بلاشک
شاگرد کرخی ہیں اور جو سند معروف سے ہے
وہ منقطع ہے اور جو کہتے ہیں کہ معروف علی بن
موسیٰ رضاؓ سے ملے ہیں یہ قطعاً غلط ہے
کیونکہ جن مصنفین نے معروف کرخیؒ کے
فضائل میں تصانیف لکھی ہیں مثل ابونعیم
اور ابوالفرج جوزی وہ معروف کرخیؒ کے
اسنادِ متصل کو ذکر نہیں کرتے۔
معروف کرخ میں دنیا سے قطع تعلق
کیے ہوئے عبادت میں مصروف تھے اور علی
بن موسیٰ مامون رشید کے پاس تھے۔ مامون
نے انکو اپنے بعد ولی عہد مقرر کیا تھا اور ان
کا مخصوص لباس سبز رنگ کا مقرر کیا تھا
پھر اس نے اس لباس سے رجوع کر لیا اور
لباس بھی حسب سابق سیاہ رنگ کا اختیار
کر لیا اور معروفؓ ان لوگوں میں سے نہیں
ہیں جو علی بن موسیٰ کو ملے ہیں اور نہ ہی ثقہ

لَهُ حَقِيقَةٌ وَفِيهَا اَنَّ حَبِيبًا الْعَجَمِيَّ
صَحِبَ الْحَسَنَ الْبَصْرِيَّ وَهٰذَا صَحِيحٌ
فَاِنَّ الْحَسَنَ كَانَ اَصْحَابٌ كَثِيْرُوْنَ
مِثْلَ اَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ وَيُوْنُسَ بْنِ
عُبَيْدَةَ وَعَبْدُ اللّٰهِ ابْنَ عَوْفٍ وَمِثْلَ
مُحَمَّدِ ابْنِ وَاسِعٍ وَمَالِكِ ابْنِ دِيْنَارٍ وَ
حَبِيْبِ الْعَجَمِيِّ وَفَرْقَدِ السَّبْخِيِّ وَغَيْرِ
هِمْ مِنْ عِبَادِ اَهْلِ الْبَصْرَةِ وَفِي
الْخِرْقَةِ اَنَّ الْحَسَنَ صَحِبَ عَلِيًّا
وَهٰذَا بَاطِلٌ بِاتِّفَاقِ اَهْلِ هٰذَا
الْمَعْرِفَةِ فَاِنَّهُمْ مُتَّفِقُوْنَ عَلٰى
اَنَّ الْحَسَنَ لَمْ يَجْتَمِعْ بِعَلِيٍّ وَاِنَّمَا
اَخَذَ عَنْ اَصْحَابِ عَلِيٍّ اَخَذَ عَنِ
الْاَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ وَقَيْسِ ابْنِ عَبَادٍ
وَغَيْرِهِمَا عَنْ عَلِيٍّ وَالْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ
وُلِدَ بِسَنَتَيْنِ بَقِيَتَا مِنْ خِلَافَةِ
عُمَرَ كَانَتْ اُمُّهُ اَمَةً لِاُمِّ سَلَمَةَ
فَلَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ اُحْمِلَ اِلَى الْبَصْرَةِ
وَكَانَ عَلِيٌّ بِالْكُوْفَةِ وَالْحَسَنُ فِي
زَمَعِهِ صَبِيٌّ مِنَ الصِّبْيَانِ لَا يَعْرِفُ
دَلَالَةَ ذِكْرٍ كلام تمۃ ۔ قَوْلُهُ فَهٰذَا

لوگوں نے معروفؒ سے ان کا علی بن موسیٰؒ کو
ملنا یا روایت کرنا یا کچھ لینا منقول ہے بلکہ
دیکھنا تک بھی ثابت نہیں اور نہ ہی معروف
کرخیؒ علی بن موسیٰؒ کے دربان تھے اور نہ ہی
اُن کے ہاتھ پر مشرف با اسلام ہوئے تھے۔
یہ تمام باتیں جو ان کی طرف منسوب ہیں محض
غلط ہیں۔ اور دوسری سند جو ذکر کی جاتی
ہے کہ معروفؒ داؤد طائیؒ کو ملے ہیں یہ بھی
بے اصل ہے کیونکہ اُن کے حالات میں کہیں
اُن کا داؤدؒ کو ملنا یا اُن سے روایت کرنا مذکور
نہیں البتہ معروفؒ کا ابوبکر حنش سے روایت
کرنا منقول ہے اور خرقہ کی اسناد میں یہ بھی
مذکور ہے کہ داؤد طائیؒ حبیب عجمیؒ کے
مصاحب ہیں اور اس کی حقیقت بھی
معلوم نہیں اور اسی خرقہ کی سند میں ہے کہ
حبیب عجمیؒ حسن بصریؒ سے ملے ہیں اور
یہ صحیح ہے اسلئے کہ حسن بصریؒ کے بہت سے
اصحاب تھے ان میں سے ایوب سختیانی، یونس
بن عبیدہؒ، عبداللہ بن عوفؒ، محمد بن واسعؒ
مالک بن دینارؒ، حبیب عجمی، فرقد سنجی
وغیرہ بہت سے حضرات اہلِ بصرہ ہیں۔

ثُمَّ كِذْبٌ قَالَ الْإِمَامُ الْيَافِعِيُّ فِيْ
مِرْآةِ الْجِنَانِ عِبْرَةِ الْيَقْظَانِ فِيْ
اَحْوَالِ الْمَعْرُوْفِ الْكَرْخِيِّ مَطْلَعِ الْاَ
نْوَارِ وَمَنْبَعِ الْاَسْرَارِ مَظْهَرِ الْاٰيٰتِ
مَقَرِّ الْكَرَامَاتِ ذُوالْمَقَامَاتِ الْعَالِيَةِ
وَالْاَحْوَالَاتِ السَّنِيَّةِ اَبُوْمَحْفُوْظَ
مَعْرُوْفُ الْكَرْخِيُّ مِنْ مَوَالِيْ عَلِيِّ بْنِ
مُوْسَى الرِّضَاءِ وَكَانَ اَبْوَاهُ نُصْرَانِيَيْنِ
فَاَسْلَمَاهُ اِلٰى مُؤَدِّبٍ وَهُوَ صَبِيٌّ فَكَانَ
الْمُؤَدِّبُ يَقُوْلُ لَهٗ قُلْ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ
فَيَقُوْلُ مَعْرُوْفٌ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ
الْقَهَّارُ فَضَرَبَهُ الْمُعَلِّمُ يَوْمًا عَلٰى
ذٰلِكَ ضَرْبًا مُتَرَجًّا فَهَرَبَ مِنْهُ
وَكَانَ اَبْوَاهُ يَقُوْلَانِ لَيْتَهٗ يَرْجِعُ اِلَيْنَا
عَلٰى اَيِّ دِيْنٍ شَاءَ فَنُوَافِقُهٗ عَلَيْهِ
ثُمَّ اَسْلَمَ عَلٰى يَدِيْ عَلِيِّ بْنِ مُوْسَى
الرِّضَاءِ وَرَجَعَ اِلٰى اَبَوَيْهِ فَدَقَّ
الْبَابَ فَقِيْلَ لَهٗ مَنْ بِالْبَابِ فَقَالَ
مَعْرُوْفٌ فَقِيْلَ عَلٰى اَيِّ دِيْنٍ فَقَالَ
عَلَى الْاِسْلَامِ فَاَسْلَمَ اَبْوَاهُ وَقَالَ
الشَّيْخُ الْمُحَدِّثِيْنَ اَبُوالْفَضْلِ ابْنُ

اور اسنادِ خرقہ میں ہی ہے کہ حسن بصریؓ حضرت
علیؑ کو ملے ہیں اور یہ اہلِ علم کے نزدیک غلط
ہے کیونکہ وہ سب اس پر متفق ہیں کہ
حسن بصریؓ حضرت علیؑ سے نہیں ملے،
اور انھوں نے روایات اصحاب علیؑ سے لی ہیں
مثلاً انھوں نے احنف بن قیس اور قیس
بن عبادہ وغیرہ سے روایت کی ہے جو شاگردانِ
علیؑ ہیں۔ حسن بصریؓ اس وقت پیدا ہوئے
جب حضرت عمرؓ کی خلافت کے دو سال
باقی تھے اور انکی والدہ اُمِّ سلمہؓ کی کنیز تھیں جب
حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے تو حسنؓ کو بصرہ لے
گئے، حضرت علیؑ کوفہ میں تھے اور حسنؓ آپ
کے زمانے میں ایک غیر معروف چھوٹے بچے
تھے (یہاں تک ابنِ تیمیہ کا کلام تھا) ابنِ
تیمیہ کا یہ کہنا کہ معروف کرخی کا علی رضاؑ کے
ہاتھ پر اسلام لانا کذب ہے، بالکل غلط ہے
امام یافعی نے اپنی کتاب مراۃ الجنان عبرۃ
الیقظان میں معروف کرخیؒ کے حالات
لکھتے ہوئے کہا ہے کہ معروف کرخیؒ مطلعِ
انوارِ الٰہیہ و منبعِ اسرارِ معرفت، آیات کے
مظہر اور کرامات کے مقر، صاحبِ مراتبِ

الْحَجَرُ فِي الصَّوَاعِقِ الْمُحرِقَه فِي
اَحْوَالِ عَلِي الرِّضَا بن مُوسَى الْكَاظِمِ
عَلَيْهِمَا السَّلَام وَمِنْ مَوَالِيهِ
مَعْرُوف الْكَرْخِي اُسْتَاذ السَّرِي
السَّقَطِي لِاَنَّهُ اَسْلَمَ عَلَى يَدِهٖ
قَوْلُهُ وَهٰذَا بَاطِنٌ اَهْلِ الْمَعْرِفَةِ
فَاِنَّهُمْ مُتَّفِقُوْنَ عَلَى اَنَّ الْحَسَنَ
لَمْ يَجْمَعْ بِعَلِيّ اَي اَهْلِ الْحَدِيْث
ذَكَرَ الْمُزِّي فِي التَّهْذِيْب عَنْعَنَةً
اِلَى اَبِي نُعَيْمِ الَّذِي هُوَ مُسْتَنَدُهٗ وَ
ثِقَتُهٗ كَمَا يُفْهَمُ عَنْ عِبَارَةِ
السَّابِقِ كَاَبِي نُعَيْمٍ وَقَالَ حَدَّثَنَا
اَبُو نُعَيْم قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْقَاسِم
عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْعَبَّاسِ بْنِ ذِكْرِيَا
الْاَطْرُوش قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو حَنِيْفَه
مُحَمَّد ابن حَنِيْفَةَ الْوَاسْطِي قَالَ حَدَّثَنَا
مُحَمَّد ابْنَ الْمُوْسَى الْجَرْشِي حَدَّثَنَا
ثَمَامَه بِنُ عُبَيْدَه حَدَّثَنَا عَطِيَّة
بن مُحَارِبٍ عَنْ يُوْنُسُ بْنَ عُبَيْد
قَالَ سَاَلْتُ الْحَسَنَ قُلْتُ يَا اَبَا سَعِيْد
اِنَّكَ تَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عالیہ اور احوال سیئنہ تھے۔ یہ علی بن موسیٰ رضا
کے موالی میں سے تھے اور ان کے والدین نصرانی
تھے انھوں نے معروف کو بچپن میں ہی استاد
کے سپرد کر دیا۔ استاد معروف کو کہتا کہ خدا
تین کا مجموعہ ہے (تثلیث کا اقرار کر) تو
معروفؒ کہتے نہیں بلکہ اللہ ایک ہی زبردست
ذات ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ چنانچہ
اس پر ایک دن استاد نے معروفؒ کو سخت
پیٹا تو وہ اس کے پاس سے بھاگ گئے۔
معروفؒ کے والدین حسرت آمیز لہجے میں کہتے
کہ کاش ہمارا بیٹا واپس آجائے اور جس دین پر
چاہے رہے ہم اُسکے دین پر اُسکی موافقت کرینگے
پھر معروفؒ حضرت علی بن موسیٰ رضاؑ کے ہاتھ
پر مشرف باسلام ہو کر واپس اپنے والدین کے
پاس آئے اور گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ پوچھا
گیا کون ہے جواب ملا معروفؒ۔ انھوں نے
پوچھا تو کس دین پر ہے۔ انھوں نے کہا اسلام
پر یہ سُن کر اُن کے والدین بھی مسلمان ہو گئے۔
شیخ المحدثین ابو الفضل ابن حجر نے کتاب
الصواق المحرقہ میں علی رضا ابن موسیٰ کاظم
کے حالات میں لکھا ہے کہ اُن کے موالی میں سے

عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّكَ لَاتُدۡرِكُـهُ اه وَاَيَّدَهُ بِطَرِيۡقٍ اٰخَـرَ اِنۡ شِئۡتَ تَفۡصِيۡلَ الطَّرِيۡقِ فَلۡتَرۡجِعۡ اِلٰى كِتَابِ التَّهۡذِيۡبِ وَصَرَّحَ الدَّارُ قُطۡنِيُّ فِي الۡعِلَلِ وَتَبَيَّنَ الۡحَافِظُ زَيۡنُ الدِّيۡنِ الۡعِرَاقِيُّ فِي شَرۡحِ التِّرۡمِذِيِّ وَعَبَّرَ ابۡنُ الۡاَثِيۡرِ فِي اَسۡمَآءِ الرِّجَالِ لِجَامِعِ الۡاُصُوۡلِ وَاِنۡ قَالَ بِلَفۡظِ قِيۡلَ وَقِيۡلَ اَنَّهُ لَقِيَ عَلِيًّا بِالۡمَدِيۡنَةِ وَاَمَّا الۡبَصۡرَةُ فَاِنَّ رُؤۡيَتَهُ اِيَّاهُ لَمۡ يَصِحَّ لِاَنَّهُ كَانَ فِي وَادِي الۡقُرٰى مُتَوَجِّهًا نَحۡوَ الۡبَصۡرَةِ حِيۡنَ قَدِمَ عَلِيٌّ نَحۡوَ الۡبَصۡرَةِ وَبَيَّنَ الضِّيَاءُ الۡمُقَدَّسِيُّ فِي الۡمُخۡتَارِ فَاِنَّهُ قَالَ قَالَ الۡحَسَنُ الۡبَصۡرِيُّ عَنۡ عَلِيِّ ابۡنِ اَبِيۡ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجۡهَهُ وَقِيۡلَ لَمۡ يَسۡمَعۡ مِنۡهُ وَغَيۡرُ ذٰلِكَ مِنَ الۡمُحَدِّثِيۡنَ الۡكِبَارِ لِقَآءَ الۡحَسَنِ وَاجۡتِمَاعِهِ مَعَ عَلِيِّ الۡمُرۡتَضٰى كَرَّمَ اللّٰهُ وَجۡهَهُ فَمَا يَعۡلَمُ مُرَادَهُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ بِلَفۡظِ الۡاِتِّفَاقِ فَقَوۡلُهُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ بِالۡاِتِّفَاقِ

معروف کرخیؒ تھے جو سِری سقطیؒ کے استاذ ہیں کیونکہ معروفؒ انکے ہاتھ مسلمان ہوئے تھے۔ (جو کسی کے ہاتھ پر اسلام لائے وہ اس کا مولا کہلاتا ہے) اور ابنِ تیمیہ کا یہ کہنا کہ "اہلِ معرفت کا اتفاق ہے کہ حسنؓ علیؑ کو نہیں ملے" غلط ہے جس کی تفصیل ہم بیان کر چکے ہیں کچھ اجمالی ذکر یہاں بھی کیا جاتا ہے اور مزی نے تہذیب میں اپنے عنعنہ کو ابونعیم کی طرف ذکر کیا ہے جو کہ ابنِ تیمیہ کے نزدیک مستند اور ثقہ ہے جیسا کہ ابنِ تیمیہ کی مذکور سابق عبارت سے عیاں ہے (عبارت سے مراد کابی نعیم الخ) چنانچہ وہ اسناد اس طرح ہے۔ حدثنا ابونعیم قال حدثنا ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن العباس بن ذکریا الاطروش قال حدثنا ابوحنیفہ محمد ابن حنیفہ الواسطی قال حدثنا محمد بن الموسیٰ الجرشی حدثنا ثمامہ بن عبیدہ حدثنا عطیہ بن محارب عن یونس بن عبید قال سألت الحسنؓ قلت یا اباسعید اِنک تقول الخ یعنی استاد مذکور کے ساتھ یہ روایت ہے کہ یونس کہتے ہیں میں نے حسنؓ سے پوچھا کہ تم یہ کیسے کہتے ہو کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ حالانکہ تم نے آپؐ کا زمانہ نہیں پایا۔ الخ

اَهْلِ الْحَدِيْثِ عَلٰى عَدَمِ الْاِجْتِمَاعِ
كَرده الْاَحَادِيْثِ الموجُوْدَةِ فِى
اَلْكِتُبُ الْمُعْتَمَدَةِ الْمَشْهُوْرَةِ بِا
لْكِذْبِ بِاَنَّهٗ يَقُوْلُ هٰذَا الْحَدِيْثِ
كِذْبٌ مَوْضُوْعٌ فِى تَكْذِيْبِ الْمُقَابِلِ
سَوَاءٌ كَانَ مِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ اَوْ لَا
وَاِنْ كَانَ فِيْهِ تَكْذِيْبِ مُقْتَدَاءِ
اَهْلِ السُّنَّةِ مَثْلًا اِنْ كَانَ الْحَدِيْثُ
الْمُقَابِلُ سُنِّيًا اَوْرَدِ الْحَدِيْث فِى
مَوَاجِهَةِ غَايَتِهٖ مَافِى الْبَاب كَانَ
الْحَدِيْثُ ضَعِيْفًا فَيَكْذِبُ الْحَدِيْثُ
وَيَحْمِلِ عَلَى الْوَضْعِ كَمَا صَرَّحَ فَخْرُ
الْمُحَدِّثِيْنَ هَادِىْ صِرَاطَ الْمُسْتَقِيْمُ
الشَّيْخ اِبْرَاهِيْمِ الْكُرْدِىْ رُوِّحَ اللّٰهُ
رُوْحَهٗ مَقُوْلَهٗ فِى رِسَالَتِهِ المسلك
الواسط الدَّانِى اِلَى الدَّارِ الملتقط
للصنعانى قال السَّخَاوِىْ فِى الْمُقَاصِدِ
الْحَسَنِيَّتهِ فِى الْاَحَادِيْثُ الْمَشْهُوْرَةِ
عَلَى الالسُنَّته حَدِيْث اِنَّ اللّٰهَ
لِمَا خَلَقَ الْعَقْلَ قَالَ لَهٗ اَقْبَلْ
فَاَقْبَلَ ثُمَّ قَالَ لَهٗ اَدْبِرْ فَاَدْبَرَ

(روایتِ مذکور سے ثابت ہوا کہ ابونعیم کے نزدیک
بھی اجتماع حسنؓ با علیؓ ثابت ہے،) اور اس اسناد
کی تائید دوسرے طریقوں سے بھی تہذیب میں
موجود ہے تفصیل مطلوب ہو تو مذکورہ کتاب
میں دیکھی جا سکتی ہے اور دارقطنی نے عِلَل
میں صراحت کی ہے. حافظ زین الدین عراقی
نے شرح ترمذی میں اس کی وضاحت کی ہے
(یعنی حسنؓ کی ملاقات علیؓ سے) جیسا کہ گزر
چکا اور ابنِ اثیر نے بھی اس ملاقات کا ذکر کیا ہے
اگرچہ قِیلَ کہہ کر کیا ہے. انھوں نے یوں کہہ
کر کیا ہے کہ کہا گیا ہے حسنؓ علیؓ سے مدینہ
میں ملے ہیں لیکن بصرہ میں ان کے باپ کو
دیکھنا صحیح نہیں اسلئے کہ وہ وادی قریٰ میں
بصرہ کی طرف آنے کا ارادہ رکھتے تھے جبکہ
حضرت علیؓ بصرہ آچکے تھے اور ضیاء مقدسی
نے "مختارہ" میں حسنؓ کی ملاقات علیؓ سے یوں
بیان کی ہے کہ قال الحسن البصریؓ عن علیؓ
ابنِ ابی طالبؓ اور بعض نے کہا ہے کہ حسن
نے علیؓ سے حدیث نہیں سنی. ضیاء کے
علاوہ بہت سے بڑے بڑے محدثینِ کرام
حسنؓ کی ملاقات علیؓ سے تسلیم کرتے ہیں لہٰذا

فَقَالَ وَعِزَّتِی مَاخَلَقْتُ خَلْقًا اَشْرَفُ مِنْكَ فِيكَ اٰخُذُ وَبِكَ اُعْطِی قَالَ ابنُ تَيْمِيَه وتبعه غَيْرُهٗ اِنَّهٗ كَذِبٌ مَوْضُوْعٌ بِالْاِتِّفَاقِ انتہیٰ (کلام سخاوی) وَبَيَّنَ الشَّيْخُ اِبْرَاهِيمُ الْكُرْدِی بَعْدَ ذِكْرِ الْاَسَانِيْدِ وَالْبَحْثِ فِيهَا فِی هٰذَا الْحَدِيْثِ وَالْحَاصِلُ اَنَّ الْحَدِيْثَ قَدْ رُوِیَ مَرْفُوْعًا عَنْ عَائِشَةَ رض وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ وَاَبِیْ اُمَامَه وَمُرْسَلًا عَنِ حَسَنِ الْبَصْرِیْ بِسَنَدَيْنِ رِجَالُ اَحَدِهِمَا ثِقَاتٌ وَمُعْضَلًا عَنِ الْاَوْزَاعِیْ وَقَدْ قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ الْحَجَرِ فِی الْقَوْلِ مُسَدَّدْ وَاَنَّ كَثْرَةَ الْفِرَقِ اِذَا اخْتَلَفَ الْمَخَارِجُ يَزِيْدُ الْمَتْنَ قُوَّةً وَاِنْ كَانَ رُوَاةُ الْحَدِيْثِ مَنْ لَا يُعْرَفُ حَالَهٗ۔ انتہیٰ کلام ابن حجر۔ قَالَ الْحَدِيْثُ اِمَّا حَسَنٌ اَوْ تَقَارُبٌ لَهٗ فَلَا يَصِحُّ الْحُكْمُ بِوَضْعِهٖ بِنَاءً عَلٰى قَوَاعِدِ الْفَنِّ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔ انتہیٰ کلام شیخ کردی۔ فَلْيَنْظُرِ الْمُنْصِفُ الْمُعْتَقِدُ لِاَهْلِ السُّنَّةِ اَلْفَاطَهٗ غَفَرَلَهٗ الْكِذْبُ

ابنِ تیمیہ کا یہ کہنا کہ "محدثین بالاتفاق ملاقات حسنؓ با علیؓ کا انکار کرتے ہیں سمجھ میں نہیں آتا کہ اُن کی اس سے کیا مُراد ہے۔ ان کا محدثین کا اتفاق عدم ملاقات پر لکھنا گویا ان تمام احادیث کا رد کرنا ہے جو قابلِ اعتماد اور مستند کُتبِ احادیث میں پائی جاتی ہیں اور کسی حدیث کے متعلق یہ کہنا کہ جھوٹ ہے یا موضوع دراصل ایسا کرنا مقابل کی تکذیب ہے قطع نظر اس سے کہ وہ اہلِ سنت سے ہے یا نہیں اور اس طرح اہلِ سُنت کے مقتدا کی تکذیب لازم آتی ہے مثلاً اگر مقابل سُنّی ہو اور اس کے مقابلے میں حدیث کو لائے تو زیادہ سے زیادہ وہ ضعیف ہوگی تو کیا یہ اسکو جھوٹا کہہ کر اس کو موضوع قرار دیں گے جیسا کہ فخر المحدثین شیخ ابراہیم الکردی نے اپنے رسالہ المسک الواسط الدانی الی الدار الملتقط للصنعانی میں اس کی تصریح کی ہے (انھوں نے اپنے رسالہ میں ابن تیمیہ کے قول کی تصریح کی ہے)۔ سخاوی نے المقاصد الحسنیہ فی الاحادیث المشہورۃ علی الالسنۃ" میں کہا ہے کہ یہ حدیث کہ اللہ تعالیٰ

وَالْمَوْضُوْعُ وَالْاِتِّفَاقُ وَحَمَلَ هٰذِهِ
الْاَلْفَاظَ عَلَى الْحَدِيْثِ وَاِنْ كَانَ
الْمُقَابِلُ رَافِضِيًّا مُؤَيِّدًا مَذْهَبَهُ
بِالْحَدِيْثِ الَّذِيْ ذَكَرَهُ اَهْلُ السُّنَّةِ
فِيْ كُتُبِهِمْ فَمَا لَاحَظَ الْحَدِيْثَ بِاَنَّهُ
صَحِيْحٌ اَوْ حَسَنٌ اَوْ ضَعِيْفٌ عِنْدَ
اَهْلِ السُّنَّةِ بِاَنْ حَمَلَ الْوَضْعَ عَلَى
الْحَدِيْثِ اِنْ كَانَ ضَعِيْفًا لَا يَجُوْزُ
عِنْدَ جُمْهُوْرِ الْمُحَدِّثِيْنَ وَمَا لَاحَظَ
اَنَّ فِيْ تَكْذِيْبِ الْحَدِيْثِ الَّذِيْ رَوَاهُ
اَهْلُ السُّنَّةِ فِيْ كُتُبِهِمْ تَكْذِيْبَ
اَهْلِ السُّنَّةِ فَيَقُوْلُ هٰذَا اَكْذَبُ
مَوْضُوْعٌ جَزَاءً اِنْ كَانَ كَمَا قَالَ
فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ فِيْ جَوَابِ قَالَ
الرَّافِضِيُّ الثَّانِيْ الْجُزْءُ الْمَاثُوْرُ عَنِ
النَّبِيِّ ؐ اَنَّهُ لَمَّا نَزَلَ قَوْلُهُ تَعَالٰى
يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ
مِنْ رَبِّكَ اه۔ لٰكِنْ حَدِيْثُ الْمُوَالَاةِ
قَدْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَحْمَدُ فِيْ
مُسْنَدِهِ عَنِ النَّبِيِّ ؐ اَنَّهُ قَالَ مَنْ
كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ وَاَمَّا

نے جب عقل کو پیدا کیا تو فرمایا کہ آگے آ۔
وہ آئی، پھر فرمایا پیچھے ہو تو وہ پیچھے ہوئی
تو فرمایا قسم ہے میری عزت کی میں نے تجھ
سے اشرف کوئی مخلوق نہیں پیدا کی۔ تیری
وجہ سے ہی گرفت کروں گا اور تیری وجہ
سے ہی عطا کروں گا۔ ابن تیمیہ اور بعض
دوسرے حضرات نے کہا ہے کہ یہ حدیث جھوٹ
ہے اور یہ موضوع ہے بالاتفاق (یہاں تک
سخاوی کا کلام تھا) شیخ ابراہیم کردی نے
اس حدیث کے مختلف اسناد بیان کر کے
بحث کی ہے اور پھر فرمایا ہے کہ خلاصہ
کلام یہ ہے کہ یہ حدیث حضرت عائشہ رضؓ،
حضرت ابوہریرہ رضؓ اور ابوامامہ سے مرفوعاً
مروی ہے اور مرسلاً مروی ہے کہ حسن بصری رضؓ
سے دو سندوں سے جن میں سے ایک کے
راوی ثقہ ہیں اور اوزاعی سے مفصل روایت
ہے اور حافظ ابن حجر نے القول المسدد میں
فرمایا ہے کہ مختلف اسنادِ متن حدیث کو
قوی کر دیتے ہیں اگرچہ اس روایت کے راوی
غیر معروف ہوں لہٰذا حدیث مذکور حسن ہے
یا قریب حسن کے ہے۔ فنِ حدیث کے قواعد

الزِّيَادَةِ وَهِيَ قَوْلُهُ اللّٰهُمَّ وَالِ
مِنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ الخ فَلَا
رَيْبَ اِنَّهُ كِذْبٌ وَنقل الْاَثْرَمُ
فِي سِنِهِ عَنِ الْاِمَامِ اَحْمَدَ اَنَّ
اَلْعَبَّاس سَأَلَهُ عَنْ حُسَيْنِ الْاَ
شْقَرُ اَنَّهُ حَدَثَ بِحَدِيْثَيْنِ اَحَدُ
هُمَا قَوْلُهُ لِعَلِيٍّ اَنَّكَ سنقام بِضُعًا
وَيُعْرَضُ عَلِيٌّ عَلَى الْبَرَاءَةِ فَلَا
تَبَرَّاءُ وَلَامُرُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ
وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ فَانْكَرَهُ
اَبُوعَبْدُ اللّٰهِ جَدًّا وَلَمْ يَشُكُّ فِيْ
هٰذَيْنِ الْحَدِيْثَيْنِ كِذْبٌ قَوْلُهُ لَا
رَيْبَ اِنَّمَا كِذْبٌ اَكَذِّبْنَا كِيْدَيْنِ
وَاَتَمُّ السَّنَد بِنَقْلِ الْاَثْرَم لٰكِنَّ
الْعَجَبَ عَنِ الْاِمَامِ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلُ
مَعْ يَتَقَّنِهِ بِالْكِذْبِ كَمَا يَفْهَم
مِنْ مَقُوْلَةِ الْاَثْرَم اَدْرَجَ قَوْلُ
اَلْكِذْبِ اَللّٰهُمَّ وَالِ عَنْ وَلَاهُ الخ
فِيْ مُسْنَدِهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ
حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلْمَه اَخْبَرْنَا عَلِيِ
اِبْنِ زَيْدٍ عَنْ عَدِيْ اِبْنِ ثَابِتٍ عَنْ

کی رُو سے اس کو موضوع کہنا کسی طرح صحیح
نہیں (یہاں تک شیخ کردی کا بیان تھا)
تو اب انصاف پسند اہلسنت سے عقیدت
رکھنے والے حضرات کا فرض ہے کہ وہ امام
ابنِ تیمیہ کے الفاظ کذب، موضوع اور اتفاق
محدثین کو ملاحظہ فرمائیں اور پھر اس حدیث
پر انکا چسپاں کرنا دیکھیں اور اگر مقابل
رافضی ہو اور اہلسنت کی کتب میں مذکور
روایت سے اس کے مذہب کی تائید ہوتی ہو
تو امام خیال نہیں کرتے کہ یہ حدیث اہلِ
سنت کے نزدیک صحیح ہے یا حسن یا ضعیف
اور اس کو موضوع کہہ دیں اور یہ بھی خیال نہ
کریں کہ جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف
کو بھی موضوع قرار دینا جائز نہیں اور پھر
یہ کہ حدیث کی تکذیب سے خود اہلِ سنت کی
تکذیب لازم آئے گی اور رافضی مقابل کو
کہہ دیں کہ یہ حدیث جھوٹی ہے موضوع
ہے (اس کا نتیجہ کیا ہوگا) جیسا کہ امام ابنِ
تیمیہ نے اپنی اسی کتاب (منہاج السنت)
میں رافضی کے جواب میں کہا ہے جب کہ
رافضی نے کہا ہے کہ خلافتِ علی پر دوسری

بَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ قَالَ كُنَّا مَعَ
رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَنَزَلْنَا
بِغَدِيْرِ خُمٍّ فَنُوْدِيَنَا الصَّلٰوةَ
جَامِعَةً وَلسح رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَحْتَ
شَجَرَتَيْنِ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَاَخَذَ
بِيَدِ عَلِيٍّؑ فَقَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ
اِنِّيْ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ
قَالُوْا بَلٰى قَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ
اِنِّيْ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ
قَالُوْا بَلٰى قَالَ فَاَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ
فَقَالَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ
مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ
مَنْ عَادَاهُ فَلَقِيَهُ عُمَرُ بَعْدَ
ذٰلِكَ فَقَالَ هَنِيْئًا يَا ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ
اَصْبَحْتَ وَاَمْسَيْتَ مَوْلٰى كُلِّ
مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ. قَالَ قَالَ عَبْدُ
الرَّحْمٰنِ ثَنَا بَدِيهِ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا
حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ
عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ بَرَاءِ بْنِ
عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ ٢. وَصَاحِبِ
الْمِشْكٰوةِ مَعَ وُفُوْرِ عِلْمِهٖ وَوَرَعِهٖ

دلیل یہ ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی یا
ایُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ الآیہ یعنی اے
پیغمبر پہنچادے جو کچھ تیرے رب کی طرف سے
تیری طرف اتارا گیا۔ الخ لیکن حدیث
مولاۃ کو ترمذی نے بھی روایت کیا اور احمد
نے بھی اپنی مسند میں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا جس کا میں مولا ہوں علی
بھی اس کے مولا ہیں لیکن روایت میں یہ
زیادہ کہ اللّٰھم وال من والاہ الخ
بے شک یہ زیادہ جھوٹ ہے اور اثرم نے اپنی
سنن میں امام احمد سے نقل کیا ہے کہ عباس
نے ان سے حسین اشقر کے متعلق پوچھا
کہ حسین نے دو حدیثیں بیان کیں ایک
ان میں سے یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے علیؑ سے فرمایا کہ تو عنقریب چند
ناگوار چیزوں پر مجبور کیا جائے گا لیکن
تو بیزار نہ ہوگا یعنی تبرا نہ کرے گا اور
دوسری حدیث اللّٰھم وال الخ تو
ابو عبداللہ امام احمد نے سخت انکار کیا
اور ان حدیثوں کو جھوٹا ہونے میں قطعاً
شک نہ کیا (یہ امام ابن تیمیہ کا کلام تھا)

وَاِهْتِمَامِهٖ بَعْدَ ذِكْرِ الْاَسْمَاءِ
الَّذِیْ رُوِیَ عَنْهُمْ فِیْ هٰذَا
الْكِتَابِ بِقَوْلِهٖ فِیْ مُقَدِّمَةِ
الْمِشْكٰوةِ اِنِّیْ اِذَا نَسَبْتُ الْحَدِیْثَ
اِلَیْهِمْ كَاَنِّیْ اَسْنَدْتُّ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ
مَا لَاحَظَ مَذْهَبَ الْاِمَامِ اَحْمَدَ
حَنْبَلُ فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ كَمَا نَقَلَ
الْاَثْرَمُ وَبَیَّنَ الْحَدِیْثَ رِوَایَتًا الخ
عَنْ بَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَزَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ الخ
وَقَالَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَمَا قَالَ نَقَلْتُ
عَنْ مُسْنَدِ وَالطِّیْبِیِّ اَسْنَادِ صَاحِبِ
الْمِشْكٰوةِ مَا ذَكَرَ فِیْ شَرْحِ هٰذَا
الْحَدِیْثِ كِذْبَ هٰذَا الزِّیَادَةِ وَغَفَلَ
عَنْ مَذْهَبِ الْاِمَامِ اَیْضًا وَالْعَجَبُ
كُلُّ الْعَجَبِ عَنْ قِدْوَةِ الْحُفَّاظِ وَ
الْمُحَدِّثِیْنَ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدِ
بْنِ یَزِیْدِ ابْنِ مَاجَةِ الْقَزْوِیْنِیْ
مَا الْتَفَتَ اِلٰی كِذْبِ هٰذِهِ الزِّیَادَةِ
وَاَدْرَجَ فِیْ سُنَنِهٖ وَقَالَ حَدَّثَنَا
عَلِیُّ ابْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُو الْحُسَیْنِ اَخْبَرَنَا
حَمَّادُ ابْنِ سَلْمَه عَنْ عَلِیِّ بْنِ زَیْدِ بْنِ

امام ابن تیمیہ کا قول لَا رَیْبَ اَنَّہٗ کِذْبٌ
دو تاکید سے مؤکد ہے ایک لا ریب سے
اور ایک اِنَّ حرفِ تاکید سے اور سند کو اثرم
کی نقل کو پورا کر دیا لیکن امام احمد پر تعجب ہے
کہ باوجود اُن کے اس حدیث کے جھوٹے
یقین کرنے کے جیسا کہ اثرام کے قول سے
سمجھ میں آتا ہے انھوں نے اس جھوٹی روایت
(اَللّٰهُمَّ وَالِ الخ) کو اپنی مسند میں درج
کیا ہے، چنانچہ مسند میں ہے حَدَّثَنَا عبد اللہ
حَدَّثَنَا عثمان حَدَّثَنَا حماد بن سلمہ اخبرنا علی
بن زید عن عدی بن ثابت عن براء بن عازب
قَالَ كُنَّا مَعَ الرَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ
سفر فَنَزَلْنَا بِغَدِیْرِ خُمٍّ فَنُوْ
دِیْنَا الصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ وَمَسَحَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تحت شَجَرَتَیْنِ
فَصَلَّی الظُّهْرَ وَاَخَذَ بِیَدِ عَلِیٍّ
فَقَالَ فَاَخَذَ بِیَدِ عَلِیٍّ فَقَالَ
مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ
اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ (الحدیث)
فَلَقِیَهٗ عُمَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ
فَقَالَ هَنِیْئًا یَا ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ

جدعان عن عدي بن ثابت عن
براء ابن عازب قال اقبلنا مع
رسول الله في حجته التي حج فنزل
في بعض الطريق فامر الحديث
وقال الرئيس المحدثين ابن
الحجر المكي في الصواعق المحرقة
في رد الشبهة الحادي عشر من
الرافضي وجواب هذه الشبهة
التي هي اقوا شبهتهم يحتاج
الى مقدمة وهي بيان الحديث
ومخرجيه وبيانه انه حديث
صحيح لامرية فيه وقد اخرجه
جماعة كالترمذي والنسائي
واحمد وطرقه كثيرة جدا
ومن ثم رواه ستة عشر صحابيا
وفي رواية لاحمد انه سمعه
من النبي ثلثون صحابيا و
شهدوا به بعلي لما نوزع في
ايام خلافة كما مر وسياتي
وكثير من اسانيدها صحاح و
حسان ولا التفات لمن قدح في

اصبحت وامسيت مولى
كل مومن ومومنة. یعنی حضورؐ
کے اس ارشاد کے بعد اللّٰھم وال الخ
حضرت عمرؓ حضرت علیؓ کو ملے اور کہا
اے علیؓ مبارک ہو کہ اب تم صبح و شام ہر
مومن مرد و عورت کے مولا ہو۔ اسی طرح
یہ روایت دوسری سند سے بواسطہ براء ابن
عازبؓ بیان کی ہے اور صاحب مشکوٰۃ
جو اپنے علم، پرہیزگاری اور اس اہتمام کے
کہ جو انھوں نے مقدمہ مشکوٰۃ میں کہا
ہے کہ جب ان راویوں کی طرف جن کا
اس کتاب میں ذکر ہے میں کوئی روایت
منسوب کرتا ہوں تو گویا آنحضرتؐ کی طرف
منسوب کرتا ہوں۔ اس سب کچھ کے باوجود
انھوں نے اس حدیث میں امام احمدؒ کے
مسلک کو پیش نظر نہیں رکھا (جس کو
اثرم نے نقل کیا ہے) اور اس روایت کو
براء بن عازبؓ اور زید بن ارقمؓ سے نقل
کر کے فرمایا رواہ احمد یعنی اس کو امام احمدؒ
نے روایت کیا ہے اور یوں نہیں کہا کہ
میں نے یہ روایت مسند سے نقل کی ہے تاکہ

صِحَّتِهٖ وَلَا لِمَنْ رَدَّهٗ بِاَنَّ عَلِیًّا
كَانَ بِالْيَمَنِ بِثُبُوْتِ رَجُوْعِهٖ
مِنْهَا وَاِدْرَاكِهِ الْحَجَّ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ
وَقَوْلُ بَعْضِهِمْ اَنْ زِيَادَةَ اَللّٰهُمَّ
وَالِ مَنْ وَالَاهُ اِلَخْ مَوْضُوْعَةٌ وَمَرْدُوْدٌ
فَقَدْ وَرَدَ ذٰلِكَ مِنْ طُرُقٍ صَحَّحَ
الذَّهَبِیُّ كَثِيْرًا مِنْهَا قَوْلُهٗ هٰكَذَا
رَوَاهُ اَهْلُ الصَّحِيْحِ اِنْ اُرِيْدَ بِهٖ
اَهْلُ الصَّحِيْحِ رَوٰى فِی الصِّحَاحِ
رِوَايَةَ الْحَسَنِ بِوَاسِطِ الْاَحْنَفِ
وَغَيْرِ ذٰلِكَ اِیْ وُجِدَ فِی الصِّحَاحِ
رِوَايَةُ الْحَسَنِ بِوَاسِطَةٍ وَمَا
وُجِدَ فِی الصِّحَاحِ رِوَايَةُ الْحَسَنِ
بِلَا وَاسِطَةٍ بِعَلِیٍّ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهٗ
فَهٰذَا الْوِجْدَانُ لَا يُفِيْدُ الْاِنْحِصَا
الْمَطْلُوْبَ مِنْ قَوْلِهٖ وَاِنَّمَا اَخَذَ اِلَخْ
وَاِلَّا يَلْزَمُ مَحْذُوْرَاتٌ وَاِنْ
اُرِيْدَ اَنَّ اَهْلَ الصَّحِيْحِ ذَكَرَ عَدَمَ
الْاِجْتِمَاعِ بِعَلِیٍّ وَانْحِصَارَ الْاَخْذِ
عَنْ اَصْحَابِ عَلِیٍّ فَلَا يَخْلُوْا مِنْ اَنْ
يَكُوْنَ اَقْوَالَ اَهْلِ الصِّحَاحِ فِیْ

مسند میں الحاق کا شبہ گزرے۔ پھر طیبی شارحِ
مشکوٰۃ نے بھی اس حدیث کی شرح میں
اس زیادۃ کے جھوٹ ہونے کا ذکر نہیں کیا
اور انکو بھی امام احمدؒ کا مذہب اس حدیث
کے متعلق معلوم نہ ہو سکا (یعنی یہ اثرم کا
امام احمدؒ کے مذہب کو جھوٹ ہونے کے
متعلق نقل کرنا کس قدر تعجّب کا باعث
ہے کہ اتنے بڑے بڑے امام تو اس پر مطلع
نہ ہو سکے اور اثرم کو معلوم ہو گیا) پھر سب سے
بڑھ کر تعجب کی بات یہ ہے کہ قُدوۃ الحفاظ
امام ابنِ ماجہ اس حدیث کو اپنی سُنَن میں
روایت کرتے ہیں اور پوری سند بیان کر کے
براء بن عازبؓ سے یہ حدیث نقل کرتے
ہیں تو کیا اتنے بڑے امامِ حدیث کو بھی اس
حدیث کے جھوٹا ہونے کا علم نہ ہو سکا، رئیس
المحدثین ابنُ الحجر مکیؒ نے صواعقِ مُحرقہ میں
رافضی کے گیارہویں شبہ کا جواب دیتے
ہوئے کہا ہے کہ یہ رافضیوں کا سب سے بڑا
اعتراض ہے اس کے جواب کیلئے ایک
مقدمہ ذہن نشین کر لینا ضروری ہے اور وہ
حدیث کا ادراس کو اپنی کتب میں لانے

اِنْحِصَارِ الْاَخْذِ فِی الصِّحَاحِ اَوْ فِیْ
تَصَانِیْفِهِمْ غَیْرَ الصِّحَاحِ فَا
الصِّحَاحُ السِّتَّةُ مَوْجُوْدَةٌ بِفَضْلِ
اللّٰهِ وَلَیْسَ فِیْهَا رَائِحَةُ الْاِنْحِصَارِ
وَاِنْ كَانَ فِیْ تَصْنِیْفٍ اٰخَرَ سِوَی
الصِّحَاحِ فَیَنْبَغِیْ اَنْ یَّذْكُرُوْنَ
اِسْمَ الْكِتَابِ الَّذِیْ حَرَّرَا اَهْلُ
الصِّحَاحِ فِیْهِ وَقَالَ الْحَافِظُ خَاتَمُ
الْمُحَدِّثِیْنَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ
الْبُخَارِیْ فِیْ تَارِیْخِهِ الصَّغِیْرِ سَمِعَ
عَلِیُّ بْنُ زَیْدٍ مِنَ الْحَسَنِ رَاٰی
عَلِیًّا وَالزُّبَیْرَ الْتَزَمَا اَنَّ الْحَسَنَ
مَاكَانَ سِنُّهُ بِاَنْ یَّاْخُذَ الْحَدِیْثَ
فَلَا نُسَلِّمُ لِاَنَّ عُمُرَهٗ فِیْ خِلَافَةِ
عَلِیِّ الْمُرْتَضٰی كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ
مُوَافِقُ مَقُوْلَتِهٖ یَكُوْنُ اَرْبَعَةَ
عَشَرَ سَنَةً وَلَا رَیْبَ عِنْدَ الْبُخَارِیْ
وَمُسْلِمٍ وَغَیْرِهِمْ مِنْ اَهْلِ
الْحَدِیْثِ فِیْ صِحَّتِهٖ اَخْذَ الْحَدِیْثَ فِیْ
خَمْسِ سِنِیْنَ كَمَا تَدُلُّ وَعَلَیْهِ
حَدِیْثُ مَحْمُوْدِ ابْنِ الرَّبِیْعِ وَلَا

والوں کا بیان ہے سو بیانِ حدیث سے متعلق
تو یہ بات ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اسمیں
کوئی شک نہیں اور اس کو ایک جماعت
نے نقل کیا ہے جیسے ترمذی، نسائی،
احمد اور اس حدیث کے اسناد بہت زیادہ ہیں
اس لئے اس کو سولہ[۱۶] صحابہ نے بیان کیا ہے
اور امام احمد کی روایت کے مطابق اس کو تیس[۳۰]
صحابہ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
سُنا ہے اور انھوں نے حضرت علیؑ کے متعلق
اس کی شہادت دی جبکہ اُن کے زمانۂ خلافت
میں نزع پیدا ہوا جیسا کہ اس کا بیان پہلے بھی
آچکا ہے اور آئندہ بھی آئے گا اور اس حدیث
کے اسانید کثیرہ میں سے بہت سے صحیح ہیں
اور حسن ہیں لہٰذا جو شخص اس روایت کی
صحت میں نقص نکالتا ہے اس کی بات
ناقابلِ التفات ہے اور نہ ہی اس شخص کی بات
معقول ہے جو یہ کہہ کر روایت کو رد کرتا ہے
کہ اس حج کے موقع پر حضرت علیؑ یمن میں
تھے کیونکہ جناب علیؑ کا یمن سے واپس آنا
اور حج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ساتھ شرکت کرنا ثابت شدہ ہے۔

نَعْلَمُ اَنَّ الْحَدِيْثَ الَّذِیْ رَوَی
الْحَسَنُ عَنْ عُثْمَانَ بِلَفْظِ رَاَیْتُ
عُثْمَانَ فِیْ صِغَرِ سِنِّهٖ کَمَا ذَکَرَ
فِی الْاِسْتِیْعَابِ قَبْلَ خِلَافَةِ عَلِیٍّ
صَحِیْحٌ مُعْتَمَدٌ عَلَیْهِ وَالْحَدِیْثُ
الَّذِیْ رَوَی الْحَسَنُ عَنْ عَلِیٍّ کَرَّمَ
اللّٰهُ وَجْهَهٗ لَا یُؤْخَذُ بِسَبَبِ صِغَرِ
سِنِّهٖ قَوْلُهٗ لَا نَعْرِفُ وَلَا لَهٗ
ذِکْرٌ اِنْ اَرَادَ بِهٖ اَنَّ الْحَسَنَ مَا
کَانَ لَهٗ شَرَفٌ کَمَا کَانَ شَرَفُ
الصَّحَابَةِ اَوْ کَمَا ذَهَبَ الْحَقُّ
سُبْحَانَهٗ بِسَبَبِ صُحْبَةِ الْاَصْحَابِ
وَالتَّابِعِیْنَ شَرَفًا وَّکَمَالًا وَّسُمِّیَ
بِخَیْرِ التَّابِعِیْنَ فِی الْبَصْرَةِ فِیْ
اٰخِرِ الْعُمُرِ سِنَّ اَرْبَعَةِ عَشَرَ
فَصَحِیْحٌ مُّسَلَّمٌ لَا رَیْبَ فِیْهِ
اِلَّا فَعِرْفَانُ شَرَفِهٖ وَذِکْرِهٖ
بَلْ اِمْتِیَازُهٗ مِنَ الْاَقْرَانِ ظَاهِرٌ
لِتَرْبِیَتِهٖ فِیْ حُجْرِ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ اُمِّ
سَلَمَةَ وَشُرْبُ اللَّبَنِ مِنْهُ وَ
اِرْسَالُ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ الْحَسَنَ اِلٰی.

اور یہ جو بعض نے کہا ہے کہ اَللّٰھُمَّ وَالِ الخ
کی زیادت حدیث میں موضوع و مردود ہے
یہ بھی قابلِ تسلیم نہیں کیونکہ یہ زیادہ بہت
سے اسناد سے مروی ہے اور امام ذہبی نے
ان میں سے اکثر کو صحیح کہا ہے، امام ابن تیمیہ
کا یہ قول کہ ھکذا رواہ اھل
الصحیح اس سے مراد اگر تو یہ ہے کہ
صحاح میں حسنؓ کی روایت علیؑ سے بواسطہ
احنف وغیرہ آتی ہے اور صحاح میں بلاواسطہ
حسنؓ کی روایت علیؑ سے نہیں پائی جاتی تو
اس سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ حسن کی روایت
علیؑ سے بلاواسطہ ہو ہی نہیں سکتی (کیونکہ
یہ حصر مذکورہ دلیل سے ثابت نہیں ہو سکتا)
اگر یہ اصول پیشِ نظر رکھا جائے گا تو بہت
سی خرابیاں لازم آئیں گی یعنی اس کا مطلب
یہ ہوگا کہ جو روایت صحاح میں نہیں آئی
وہ صحیح نہیں حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل
نہیں اور اگر اس قول سے مراد ابنِ تیمیہ کی
یہ ہے کہ اہلِ صحاح نے حسنؓ کے علیؑ کو نہ ملنے
کا ذکر کیا ہے اور حسنؓ کی روایت علیؑ سے بواسطہ
اصحابِ علی میں منحصر ہے تو پھر یہ تفصیل

اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَدُعَآءِ اَمِیْرِ
الْمُؤْمِنِیْنَ الْفَارُوْقِ فِیْ حَقِّہٖ
اَللّٰھُمَّ حَبِّبْہُ اِلَی النَّاسِ وَتَحَنَّکَہٗ
وَقَالَ اَبُوْحَاتِمٍ مُحَمَّدُ ابْنُ حِبَّانَ
ابْنِ اَحْمَدَ التَّمِیْمِیُّ السُّبْتِیُّ غَفَرَ
اللّٰہُ لَہٗ فِی التَّارِیْخِہٖ وَھُوَ مُتَاَخِّرٌ
مِنْ مَوْلَانَا عَلِیِّ الْقَارِیْ کَمَا یُفْھَمُ
فِیْ اَحْوَالِ الْاِمَامِ الْمَامُوْنِ الْحَسَنِ
الْبَصْرِیْ اَنَّہٗ مَاشَافَہَ بَدْرِیًّا
قَطُّ اِلَّا عُثْمَانَ وَعُثْمَانَ لَمْ یَشْھَدْ
بَدْرًا وَلْیَتَّضِحْ اَحْوَالَ ھٰذَا الْمُؤَرِّخْ
نُبَیِّنُ بَعْضَ مَا کُتِبَ فِیْ تَارِیْخِہٖ
فِیْ حَقِّ الْاَشْخَاصِ سِوَی الْحَسَنِ
لِیُقَاسَ وَیُعْلَمُ مَا کُتِبَ فِیْ حَقِّ
الْحَسَنِ قَالَ اَبُوْحَاتِمٍ فِیْ حَقِّ خَیْرُ
التَّابِعِیْنَ الْاُوَیْسِ الْقَرَنِیْ رض
اِخْتَلَفُوْا فِیْ مَوْتِہٖ فَمِنْھُمْ مَنْ زَعَمَ
اَنَّہٗ مَاتَ عَلٰی جَبَلِ اَبِیْ قُبَیْسٍ بِمَکَّۃَ وَمِنْھُمْ
مَنْ زَعَمَ اَنَّہٗ مَاتَ بِدِمِشْقَ وَفِیْ مَوْتِہٖ
یَحْکُوْنَ وَقَدْ کَانَ بَعْضُ اَصْحَابِنَا یُنْکِرُوْنَ
کَوْنَہٗ فِی الدُّنْیَا. (انتھٰی کلام ابوحاتم)

صحاح میں کہیں ہے یا صحاح کے علاوہ
دیگر تصانیف میں اہلِ صحاح نے اس کا ذکر
کیا ہے. سو صحاح ستہ تو بفضلہٖ تعالیٰ موجود
ہیں اور ان میں کہیں اس کا ذکر تک نہیں
اور اگر دیگر تصانیف میں ہے تو کتاب کا
نام لینا چاہیے کہ فلاں کتاب میں اہلِ صحاح
نے اس کا ذکر کیا ہے. حافظ ابن حجر نے کہا
ہے کہ امام بخاری نے تاریخ صغیر میں لکھا
ہے کہ علی بن زید نے حسنؓ سے سُنا کہ اس
نے علی اور زبیر کو باہم موافقت کرتے دیکھا
(یعنی زبیرؓ نے حضرت علیؓ کی بیعت کی)
اور ابن تیمیہ کا یہ کہنا کہ حسنؓ اس وقت
اتنی عُمر کے نہ تھے کہ حدیث روایت کر سکتے
اس کو بھی تسلیم نہیں کرتے اس لئے اُن کی
عُمر حضرت علیؑ کی خلافت کے وقت
ان کے قول کے مطابق ۱۴ سال تھی اور
بخاری، مسلم و دیگر محدثین کے نزدیک پانچ
سال کی عمر میں اخذِ حدیث کا صحیح ہونا ثابت
ہے جیسا کہ اس پر محمود بن الربیع کی حدیث
دلالت کرتی ہے. اور ہم نہیں جانتے کہ وہ
حدیث جو حسنؓ نے عثمانؓ سے روایت کی ہے

وَلَا نَعْلَمُ اَحْوَالَ اَحْبَابِ هٰذَا الْمُؤَرِّخِ الَّذِيْنَ لَا يَرَوْنَ صَحِيْحَ مُسْلِمِ النَّيْشَابُوْرِيِّ بَلْ لَا يُلَاحِظُوْنَ الْمِشْكٰوةَ وَيُنْكِرُوْنَ كَوْنَ اُوَيْسِ الْقَرَنِيِّ الَّذِيْ قَالَ النَّبِيُّ فِيْ حَقِّهٖ خَيْرُ التَّابِعِيْنَ فِي الدُّنْيَا فِيْ مِشْكٰوةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَنَّ رَجُلًا يَاْتِيْكُمْ بِالْيَمَنِ يُقَالُ لَهٗ اُوَيْسٌ لَا يَدَعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ اُمٍّ لَهٗ قَدْ كَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَدَعَا اللّٰهَ اِلَيْهِ فَاَذْهَبَهٗ اِلَّا مَوْضَعَ الدِّيْنَارِ اَوِ الدِّرْهَمِ فَمَنْ لَقِيَهٖ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ وَفِيْ رِوَاتِهٖ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ خَيْرُ التَّابِعِيْنَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهٗ اُوَيْسٌ وَلَهٗ وَالِدَةٌ وَكَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَمُرُوْهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَقَالَ اِبْنُ الْاَثِيْرِ فِيْ اَسْمَاءِ الرِّجَالِ لِجَامِعِ الْاُصُوْلِ اُوَيْسُ بْنُ عَامِرِ بْنِ حَرِيْرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ عَمْرُو بْنِ

کہ میں نے حضرت عثمانؓ کو بچپن میں حضرت علیؑ کی خلافت سے پہلے دیکھا ہے جیسا کہ "الاستیعاب" میں مذکور ہے یہ صحیح اور درست ہے، اور وہ حدیث جو حسنؓ نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے اسکو محض اس لئے قبول نہ کیا جائے کہ وہ کم عمر تھے (حالانکہ حضرت عثمانؓ کے دیکھنے کے وقت وہ اس سے بھی زیادہ کم سن تھے) اور امام ابن تیمیہ کا یہ قول لَا نُعْرِفُ وَلَا لَهٗ ذِكْرٌ (یعنی حضرت علیؑ کے زمانۂ خلافت میں حسنؓ کو کوئی نہیں جانتا تھا اور اس کا کوئی ذکر نہ تھا) اگر اس سے مُراد یہ ہے کہ وہ شرف جو صحابہ کو حاصل تھا یا صحابہ و تابعین کی صحبت سے جو بزرگی حسنؓ کو اخیر عمر میں نصیب ہوئی جسکی بناء پر وہ "خیر التابعین فی البصرہ" مشہور ہوئے ابتدائی زمانے میں نہیں تھا تو اس بات کی صحت میں کوئی شک نہیں۔ یقیناً ایسا ہی تھا اور اگر اس سے یہ مراد ہے کہ حسنؓ کو مطلقاً شرف و بزرگی اور شانِ امتیاز اپنے معاصرین میں حاصل نہیں تھی تو یہ بات ناقابلِ تسلیم ہے کیونکہ ان کا اُمّ المومنینؓ

سَعدُ بنُ عصرانِ بنِ قرنِ القرنی
ادرکَ زمنَ النبیِّ ولم یرَاہُ
وَبشّربهٖ وَرایٰ عمرَ بنَ الخطابؓ
وَمِن بعدہٖ وکانَ مشهورًا
بالزّهدِ والعزلةِ قُتِلَ بِصِفِّیْنَ
وَقالَ ابوحاتمٍ غفرَاللهُ لَهٗ فِیْ
حقِّ یونُسَ بنَ عُبیدِ الذی هُوَ
تلمیذٌ للحسَنِ البصریِّ فِی
تاریخهٖ یونسَ ابنَ عبیدَ بنَ دینارٍ
مولی عبدُالقیس مِن اهلِ البصرۃ
وکانَ اهلِ الکوفةِ ونشاء
بالبصرۃِ یروی عن الحسنِ وابنِ
سیرینَ ولم یسمعْ منَ الحسنِ
شیئًا فانصف ایّها اللبیبُ قولَ
هٰذا المؤرّخ لایعلمُ احوالَهٗ
بدُونَ هٰذا التاریخِ بالقولِ
المحدّثینَ الکبارِ واحکم بما
شئتَ: قالَ امامُ المحدّثینَ محمّدُ
بنِ اسمٰعیلَ البخاریُّ فی باب
الحجامةِ والقیْءِ الصائمُ من صحیحهٖ
قالَ لی عبّاس حدّثنا عبدُالاعلی

حضرت اُمِّ سلمہؓ کی آغوشِ شفقت میں پرورش
پانا اور ان سے دودھ پینا اور حضرت اُمِّ سلمہؓ
کا ان کو اصحابِ رسولؐ کی طرف بھیجنا اور
حضرت عمر فاروقؓ کا ان کے حق میں دُعا
کرنا کہ اے اللہ حسنؓ کی محبت لوگوں کے
دلوں میں ڈال اور حضرت عمرؓ کا کھجور چبا
کر حسنؓ کے مُنہ میں ڈالنا ان کے شرف
امتیاز کے واضح نشان ہیں۔ ابو حاتم محمد
بن حبان ابن احمد التمیمی نے اپنی تاریخ
میں لکھا ہے کہ ابو حاتم نے بھی امام ابن
تیمیہ کیطرح حسنؓ کی ملاقات کا حضرت
علیؑ سے انکار کیا ہے اب اس کا بیان یہاں
سے شروع ہوتا ہے) اور ابو حاتم مولینا
علی القاری کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔
یُفْهَمُ فی اَحْوَالِ الخ۔ یہ ابو حاتم کا قول
ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت حسنؓ کسی بدری
صحابی کو نہیں ملے سوائے حضرت عثمانؓ
کے اور حضرت عثمان جنگِ بدر میں شریک
نہیں تھے سو ہم اس مُؤرخ کی تاریخ سے
بعض دوسرے اشخاص کے متعلق کچھ بیانات
نقل کرتے ہیں جن سے اندازہ ہو سکے گا

حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ وَ
قَالَ ابْنُ الْحَجَرِ الْعَسْقَلَانِيُّ فِي
شَرْحِ هٰذِهِ الْعِبَارَةِ فِي فَتْحِ الْبَارِيْ
قَوْلُهُ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ هُوَ ابْنُ
عُبَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ وَقَدْ اَخْرَجَهُ
الْبُخَارِيُّ فِي تَارِيْخِهٖ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ
طَرِيْقِهٖ وَشُرُوْطُ الْبُخَارِيِّ فِيْ
صَحِيْحِهٖ ظَاهِرٌ عَلٰى مَنْ لَّهٗ خِدْمَةٌ
هٰذَا الْفَنِّ الْمُبَارَكِ وَقَالَ ابْنُ الْاَثِيْرِ
فِي اَسْمَاءِ الرِّجَالِ لِجَامِعِ الْاُصُوْلِ
يُوْنُسُ بْنُ عُبَيْدِ الْبَصْرِيُّ مَوْلٰى
عَبْدُ الْقَيْسِ سَمِعَ الْحَسَنَ وَابْنَ
سِيْرِيْنَ وَقَالَ جَمَالُ الدِّيْنِ الْمِزِّيْ
فِي التَّهْذِيْبِ قَالَ عُثْمَانُ ابْنُ سَعِيْدِ
الدَّارِمِيُّ قُلْتُ لِيَحْيَ ابْنِ مَعِيْنٍ
يُوْنُسُ ابْنُ عُبَيْدٍ اَحَبُّ اِلَيْكَ مِنَ
الْحَسَنِ اَوْ حُمَيْدٍ يَعْنِي الطَّوِيْلَ
فَقَالَ كِلَاهُمَا قَالَ عَلِيُّ بْنُ
الْمَدِيْنِيُّ يُوْنُسُ بْنُ عُبَيْدٍ اَثْبَتُ
فِي الْحَسَنِ مِنْ ابْنِ عَوْنٍ وَقَالَ
مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسَى الْجُرْشِيُّ

کہ انھوں نے حضرت حسنؓ کے متعلق جو کچھ لکھا
ہے اسکا وزن کیا ہے (یعنی وہ بہت سی
غلط باتیں تاریخ میں لکھ گئے ہیں اس
لیے اُن کی بات قابلِ اعتماد نہیں)

ابو حاتم نے حضرت اویس قرنیؓ کے
متعلق لکھا ہے کہ اُن کی وفات میں لوگوں نے
اختلاف کیا بعض کہتے ہیں کہ وہ مکّہ میں
جبلِ ابو قبیس پر فوت ہوئے بعض کہتے ہیں
اُن کی وفات دمشق میں ہوئی اور انکی موت
کے بارے میں مختلف حکایات بیان کرتے
ہیں اور بعض ہمارے اصحاب اُن کے دنیا
میں پیدا ہونے کا ہی انکار کرتے ہیں (یہاں
تک ابوحاتم کا بیان تھا) اس مورخ کے
احباب کے متعلق ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ وہ
کیسے تھے جنھیں صحیح مسلم کے دیکھنے کا بھی
اتفاق نہیں ہوا بلکہ مشکوٰۃ تک بھی جن کی
نظر سے نہیں گزری اور اُن اویس قرنیؓ کے
وجود کا انکار کر رہے ہیں جن کے متعلق حضور
صلی اللہ علیہ نے فرمایا خَیْرُ التَّابِعِیْنَ فِی الدُّنْیَا
مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے حضرت عمرؓ نے روایت کیا کہ آپؐ

حَدَّثَنَا ثَمَامَةُ ابْنِ عُبَيْدَة قَالَ
حَدَّثَنَا عَطِيَّةُ بْنُ مُحَارِبٍ عَنْ
يُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ سَأَلْتُ الْحَسَنَ قُلْتُ
يَا أَبَا سَعِيْدٍ إِنَّكَ تَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ
وَلَمْ تُدْرِكْ قَالَ يَا ابْنَ أَخِيْ لَقَدْ سَأَلْتَنِيْ
عَنْ شَيْءٍ مَا سَأَلَنِيْ عَنْهُ أَحَدٌ قَبْلَكَ
وَلَوْلَا مَنْزِلَتُكَ مِنِّيْ مَا أَخْبَرْتُكَ إِنِّيْ
فِيْ زَمَانٍ كَمَا تَرٰى وَكَانَ فِيْ عَمَلِ الْحَجَّاج
كُلُّ شَيْءٍ سَمِعْتَنِيْ أَقُوْلُهُ قَالَ رَسُوْلُ
اللهِ فَهُوَ عَنْ عَلِيِّ ابْنِ أَبِيْ طَالِبٍ غَيْرَ
أَنِّيْ لَا أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَذْكُرَ عَلِيًّا تُوْرَدُ
فِيْهَا أَحَادِيْثُ تَبَرُّكًا وَذِكْرِيْ ذِكْرٌ۔

خاتمہ

فِيْ جَامِعِ التَّرْغِيْبِ وَالتَّرْهِيْبِ الْإِمَام
زَكِيُّ الدِّيْنِ عَبْدُ الْعَزِيْزِ مُعِيْرِيْ عَنْ جَابِرٍ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ
وَعِلْمٌ فِي الْقَلْبِ فَذَالِكَ الْعِلْمُ النَّافِعُ
وَعِلْمٌ فِيْ اللِّسَانِ فَذَالِكَ حُجَّةُ
اللهِ عَلٰى ابْنِ آدَمَ رَوَاهُ الْحَافِظُ أَبُوْبَكْرٍ
الْخَطِيْبُ فِيْ تَارِيْخِهِ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ
رَوَاهُ ابْنُ عَبْدُ اللهِ الْبَرِّ النَّمَرِيْ فِيْ

نے فرمایا۔ ایک آدمی یمن سے تمہارے پاس
آئے گا اس کو اُویس کہا جائے گا (اور یمن
میں صرف اُس کی والدہ ہونگی اس کے برص
کا نشان ہوگا وہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرے گا
تو اللہ تعالیٰ وہ سفیدی برص کی دور کر دیگا
اور صرف ایک درہم یا دینار کی مقدار رہ
جائے گی جو کوئی تم میں سے اس کو ملے اسکو
تمہارے لئے دعائے مغفرت کرنی چاہیے۔
اور ایک روایت میں یہ ہے کہ میں نے حضور
اکرمؐ سے سُنا۔ آپؐ نے فرمایا تابعین میں سب
سے بہتر ایک آدمی ہے جس کا نام اُویس ہے
اس کی والدہ ہے اور اس کے جسم پر سفیدی
ہے سو اس کو حکم کرو وہ تمہارے لئے دعائے
مغفرت کریگا۔ ابن اثیر نے اسماء الرجال میں
کہا ہے اویس بن عامر بن جریر بن مالک
بن عمرو بن سعد بن عمران بن قرن القرنیؓ۔
نے حضورؐ کا زمانہ پایا ہے مگر آپؐ کو دیکھا نہیں
اور آپؐ نے اس کی بشارت دی۔ حضرت عمرؓ
نے اور بعد والوں نے اُن کو دیکھا وہ زہد اور
ترکِ دنیا میں مشہور تھے اور جنگِ صفین
میں شہید ہوئے۔ ابو حاتم نے یونس بن عبید

كِتَابِ الْعِلْمِ عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا
بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ قَالَ
رَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ اَلْعِلْمُ الْعِلْمَانِ اَلْعِلْمُ
ثَابِتٌ فِی الْقَلْبِ فَذٰلِكَ الْعِلْمُ النَّافِعُ
وَعِلْمٌ فِی اللِّسَانِ فَذٰ لِكَ حُجَّةُ
اللّٰہِ عَلٰی عِبَادِہٖ رَوَاہُ اَبُوْ مَنْصُوْرُ
الدَّیْلَمِیُ فِی مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ وَالْاِ
صُبِهَانِیُ فِی کِتَابِہٖ وَرَوَاہُ الْبَیْهَقِی
عَنْ فُضَیْلِ ابْنِ عَیَاضٍ مِنْ قَوْلِہٖ
غَیْرُ مَرْفُوْعٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رض قَالَ
قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ اَنَّ مِنَ الْعِلْمِ
کَهَیْئَۃِ الْمَکْنُوْنِ لَایَعْلَمُ اِلَّا الْعُلَمَاءُ
بِاللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فَاِذَا انْطَقُوْابِہٖ
لَایُنْکِرُہٗ اِلَّا اَهْلُ الْعِزَّۃِ بِاللّٰہِ
عَزَّوَجَلَّ رَوَاہُ اَبُوْمَنْصُوْرُ الدَّیْلَمِی
فِی الْمُسْنَدِ وَاَبُوْعَبْدُ الرَّحْمٰنِ السَّلَمِی
فِی اَرْبَعِیْنِ الَّتِی فِی التَّصَوُّفِ قَالَ
الشَّیْخُ الْجَامِعُ بَیْنَ الْحَدِیْثِ
وَالتَّصَوُّفِ الشَّیْخُ شَهَابُ الدِّیْنَ
السُّهْرَوَرْدِی فِی الْعَوَارِفُ حَدَّثَنَا
شَیْخُنَا اَبُوالنَّجِیْبُ السُّهْرَوَرْدِی

(جوکہ حضرت حسن رض کے شاگرد تھے) کے
متعلق اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ یونس بن
عبید بن دینار اہل بصرہ میں سے عبد القیس
کے مولا تھے یہ اہل کوفہ سے تھے اور پرورش
بصرہ میں پائی حسن رض اور ابن سیرین سے روایت
کرتے ہیں حالانکہ انھوں نے حضرت حسن رض
سے کچھ نہیں سُنا۔ سوائے صاحب عقل و
شعور آپ خود ہی انصاف کریں کہ اس مورخ
کی یہ تحقیق سوائے اس کی تاریخ کے اور
کہیں نہیں ملے گی بس تم خود ہی اس کا مقابلہ
محدثین کرام کے اقوال سے کر کے فیصلہ کرلو کہ
کس پائے کی یہ تاریخ ہے اور اس کے مورخ
کی کیا حیثیت ہے۔ امام المحدثین امام بخاری رح
نے اپنی صحیح میں "باب الحجامۃ
والقیء للصائم" کے تحت روایت
بیان کی ہے کہ مجھ سے عباس رض نے کہا کہ ہم
سے عبد العلیٰ نے حدیث بیان کی، انھوں نے
یونس سے اور انھوں نے حسن رض سے روایت کی
اور ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں
اس عبارت کی شرح کرتے ہوئے کہا کہ امام
بخاری رح کا قول حدثنا یونس یعنی عبید عن

قَالَ اَخْبَرَنَا الرَّئِيْسُ اَبُوْعَلِيِّ بْنُ بِنْهَانَ۔
قَالَ اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ سَاوَانَ
قَالَ مَادَ عُلَجُ بْنُ اَحْمَدَ قَالَ اَخْبَرَنَا
عُبَيْدُ الْقَاسِمِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا
حَجَّاجُ بْنِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ
زَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ يَرْفَعُهُ اِلَى النَّبِيِّ
قَالَ مَا اَنْزَلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ اٰيَةً اِلَّا وَ
لَهَا ظَهْرٌ وَّبَاطِنٌ وَلِكُلِّ حَرْفٍ
حَدٌّ وَلِكُلِّ حَدٍّ مَطْلَعٌ قَالَ يَا
اَبَا سَعِيْدٍ مَا الْمَطْلَعُ ؟ قَالَ قَوْمٌ
تَعْمَلُوْنَ بِهٖ وَقَالَ الْمُحَدِّثُ
الْمُسْتَقِيْمُ الشَّيْخُ اِبْرَاهِيْمُ الْكُرْدِيُّ
فِيْ رِسَالَةِ مَطْلَعِ الْجَوَادِ اَخْبَرَنَا
شَيْخُنَا الْعَارِفُ بِاللّٰهِ صَفِيُّ الدِّيْنِ
اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَدَنِيُّ قَدَّسَ سِرَّهٗ
بِسَنَدِهٖ اِلَى الطَّبْرَانِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا
جَعْفَرُ ابْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ مَاجَهِ الْبَغْدَادِيُّ
ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ التَّقِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ
شَفِيْقِ الْمَرْزِيُّ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ
اَشْعَثَ الْخُرَاسَانِيُّ صَاحِبُ فُضَيْلِ
ابْنِ عِيَاضٍ مِنَ الْفُضَيْلِ ابْنِ عِيَاضٍ
عَنْ هِشَامِ ابْنِ حَسَّانٍ عَنِ الْحَسَنِ

الحسنؓ اور بخاریؒ اپنی تاریخ میں بھی روایت
یونس کو لائے ہیں۔ بیہقی نے بھی اس
اسناد سے روایت کی ہے اور یہ ظاہر ہے
کہ امام بخاریؒ اپنی صحیح میں صرف متصل
روایات کو ہی لائے ہیں۔ ابن اثیر نے
اسماء الرجال میں بیان کیا ہے کہ یونس
بن عبید بصری جو کہ عبد القیس کے مولا
ہیں انھوں نے حسنؓ اور ابن سیرین سے
روایت کی ہے۔ جمال الدین المزی نے
"تہذیب" میں کہا ہے کہ عثمان بن سعید
دارمی نے کہا، میں نے یحییٰ بن معین سے
پوچھا کہ تم یونس بن عبید کی روایت کو حسنؓ
سے زیادہ پسند کرتے ہو یا حمید طویل کی روایت
کو تو انھوں نے کہا کہ میں دونوں کو پسند
کرتا ہوں۔ علی بن المدنی نے کہا کہ یونس
بن عبید کی روایت حسنؓ سے زیادہ اعتبار
کے لائق ہے بہ نسبت ابن عون کی روایت کے۔
اور محمد بن موسیٰ الجرشی نے کہا ہم سے ثمامہ بن
عبیدہ نے بیان کیا، انھوں نے عطیہ بن محارب
سے اور انھوں نے یونس بن عبید سے کہ
انھوں نے کہا میں نے حسنؓ سے سوال کیا کہ

عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مَنِ انْقَطَعَ اِلَی الدُّنْیَا وَکَلَہُ اللّٰہُ اِلَیْھَا۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْاَلُکَ بِشَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاٰلِہِ الطَّاھِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَاَتْبَاعِہِ الصَّادِقِیْنَ وَعِبَادِہِ الصَّالِحِیْنَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ اِیْمَانًا وَاِسْلَامًا وَاِحْسَانًا مُسْتَمِرًّا وَعَیْنًا دَامِعًا وَخَدًّا رَطْبًا فِیْ حُبِّکَ وَحُبِّ رَسُوْلِکَ وَالنَّجَاۃَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَشَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَمَوْتًا فِیْ بَلَدِ حَبِیْبِکَ اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَبِالْاِجَابَۃِ جَدِیْرٌ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ وَاَحْبَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۔

اے ابو سعید (حسنؓ) آپ حدیث بیان کرتے ہیں تو کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حالانکہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ نہیں پایا تو حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ اے بھتیجے تو نے مجھ سے وہ سوال کیا ہے جو تیرے سوائے کسی نے مجھ سے نہیں کیا۔ اگر یہ قرب جو تجھے میرے ساتھ حاصل ہی نہ ہوتا تو میں تجھے نہ بتلاتا۔ دراصل میں ایسے زمانے میں ہوں کہ دشمنانِ علیؑ کا اقتدار ہے (آپ حجاج کے زمانے کی بات کرتے تھے) میں نے جو کچھ تجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا ہے وہ حضرت علیؑ سے سُنا ہے مگر میں اس دور میں علیؑ کا نام نہیں لے سکتا۔

## خاتمہ

اب ہم چند احادیث تبرکاً ذکر کرتے ہیں جو امام ذکی الدین عبدالعزیز مصری کی الترغیب والترہیب میں ہیں۔ جابرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "علم دو ہیں۔ ایک علم جو دل میں ہوتا ہے اور وہ نفع بخش علم ہے

اور ایک علم زبان میں ہوتا اور جو انسان پر خدا کی حجت ہوتا ہے۔ حافظ ابو بکر الخطیب نے اپنی تاریخ میں سندِ حسن کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے اور اسی روایت کو ابنِ عبد اللہ البر التمری نے کتاب العلم میں حسنؓ سے اسنادِ صحیح کے ساتھ مرسل روایت کیا ہے۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ علم دو ہیں ایک علم جو دل میں قرار پاتا ہے وہ علم نافع ہے اور ایک علم زبان میں ہوتا ہے۔ وہ اللہ کی حجت ہے اپنے بندوں پر۔ اسکو ابو منصور الدیلمی نے مسندِ فردوس میں اور اصبہانی نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے۔ امام بیہقی نے فضیل ابنِ عیاض سے، بواسطہ ابو ہریرہؓ کے یہ غیر مرفوع روایت کی ہے۔

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ علم میں سے کچھ اس طرح مخفی ہے جیسے صدف میں موتی کہ اسکو صرف علماءِ ربانی ہی جانتے ہیں اور وہ جب اسکو بیان کرتے ہیں تو سوائے اہلِ عزت (متکبروں) کے اس کا کوئی انکار نہیں کرتا اس کو ابو منصور الدیلمی نے اپنی مسند میں اور ابو عبد الرحمٰن السلمی نے اربعین میں جو تصوف کی کتاب ہے نقل کیا ہے۔ شیخ شہاب الدین السہروردی جو کہ علم حدیث و تصوف کے جامع ہیں "عوارف" میں فرماتے ہیں کہ ہم سے ہمارے شیخ ابو النجیب سہروردی نے بیان کیا بواسطہ سندِ مذکور کے کہ حجاج بن حمادِ بن سلمہ نے علی بن زیدؓ سے اور انھوں نے حسنؓ سے روایت کی جسکی سند حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک مرفوع ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن کی کوئی آیت نازل نہیں ہوئی مگر اس کے ایک ظاہری معنیٰ ہیں اور ایک باطنی اور ہر بات کی ایک حد ہے اور ہر حد کا ایک مَطّلَع (بلندیٔ مقام) ہے راوی نے کہا۔ اے ابو سعید مَطّلَع کا کیا مطلب ہے تو انھوں نے فرمایا کہ وہ قوم جو قرآن پر عمل کرتی ہے۔ امام الحدیث شیخ ابراہیم الکردی نے اپنے رسالہ "مَطلَعُ الجَوَاد" میں لکھا ہے کہ ہمارے شیخ عارف باللہ صفی الدین احمد بن محمد المدنی نے سند کے ساتھ طبرانی سے روایت کی ہے کہ حدثنا جعفر بن محمد بن ماجد البغدادی حدثنا محمد بن التقی بن حسن بن شفیق المزی حدثنا ابراہیم بن اشعث صاحب فضیل بن عیاض من الفضیل عن ہشام ابن حسان عن الحسن عن عمران بن حصینؓ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دنیا کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ

اس کو دنیا کے سپرد کر دیتا ہے۔ اے اللہ ہم شفیعُ المذنبین، خاتم النبیین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کی آلِ پاکؑ وصحابہ کرامؓ اور سچے متبعینؒ اور نیکو کار روحؒ کے واسطے سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں ایمان و اسلام اور احسانِ مستقل کی نعمت سے مالا مال کر دے اور ہمیں رونے والی آنکھیں اور اپنی اور اپنے حبیبؐ کی محبت میں تڑپنے والے رخسار عطا فرما اور زندگی و موت کے فتنوں سے محفوظ رکھ، اپنی راہ میں مقامِ شہادت عطا فرما اور مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ہمیں موت نصیب فرما تو ہر شے پر قادر ہے اور دعا قبول کرنے کے بھی تو ہی لائق ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمْ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی بِاَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْہِ ط

## حضرت قبلہ خواجہ الحاج الحافظ السیّد محمّد یُوسف علی عَزیزالاُولیاء سلیمانی محقق پاکستانی رحمۃ اللہ علیہ کی نادر و مفید تصنیفات کی تفصیل

## جواب موجود هیں، طلب فرمائیں

| نمبر شمار | نام تصنیف | کیفیت |
| --- | --- | --- |
| ۱ | تاریخ کی نئی دُنیا عالمگیر کی اصلی تصویر | ریاست جے پور کے غیر مسلم جاسوسوں کی قلمی محفوظ ڈائریوں سے مرتب کردہ تاریخ عالمگیر تین حصّوں پر مشتمل ہے جو تحقیق پسند اربابِ ذوق کو تمام ظن و تخمین سے یکسر بے نیاز کر دے گا۔ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ ایک مسلمان کس طرح بادشاہ ہوسکتا ہے اور ایک بادشاہ کیسے مسلمان رہ سکتا ہے، ساتھ ہی سیوا مرہٹہ کے متعلق تحریری ۴۲ سندوں سے یہ وضاحت بھی ملے گی کہ وہ کتنے لاؤ لشکر کے ساتھ آگرے آیا۔ کس کس کی تحویل میں رہا۔ کس طرح راجپوتوں کو ہموار کرتا رہا پھر کتنے جاوہ حشم کے ساتھ کدھر نکل بھاگا۔ شاہی دستک، راجہ نرور کی اطلاعی رپورٹ اور مرزا راجہ جے سنگھ کا انبالی خط بھی شامل ہے۔ |
| ۲ | تصویر کے حقیقی خد و خال (النصف الملاقات) | سموگڑھ اور شکست دارا کے زمانے میں شاہجہاں۔ دارا نادرہ بانو سپہر شکوہ۔ سلیمان شکوہ اور عالمگیر نے جو خطوط خفیہ مرزا راجہ کو بھیجے وہ سب اُردو ترجمے سمیت ہیں اور سیوا مرہٹہ نے جو فارسی منظوم خط اس کے بیٹے سمبھا نے جو سنسکرت میں دو خط مرزا راجہ کو لکھے وہ بھی مع ترجمہ درج ہیں۔ |
| ۳ | اخلاقِ عالمگیر | شاہ دیں پناہ کا مذہب، مسلک، معاشرہ، تمدن، سیاست اور غیر متعصبی کی سینکڑوں نئی فارسی سندیں مع اُردو ترجمہ |

| نمبر شمار | نام تصنیف | کیفیت |
| --- | --- | --- |
| ۴ | ادب<br>ادبِ عزیز (پہلا حصہ) | حضرت ولی اللہ دکنی مغفور سے لے کر جناب حکیم مشرق مبرور تک کے ادوار کا رنگ سخن، ہر سطح، ہر مذاق جملہ اصناف سخن نثر و نظم کے نمونے کلام عزیز سے پیش کرتے ہوئے شاعر باکمال کو موقع بہ موقع بڑھتا ہوا دکھایا گیا ہے۔ |
| ۵ | ادبِ عزیز (حصہ دوم) | امیدگاہِ ادب کا نعتیہ کلام۔ عم مصطفیٰ حضرت امیر حمزہؓ شہدائے بیر معونہ رضی اللہ عنہم۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے مرثیے مع ضروری تعارف |
| ۶ | ادبِ عزیز (آخری حصہ) | خمسۂ نجبا علیہم السّلام (نثر) قرآن ناطق (نظم) جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے مرثیے سے جناب حسنِ مجتبیٰ علی جدہٖ و علیہ السلام کے مرثیے تک —— لواء الحمد نظم۔ شہدائے کربلائے معلّٰی کے مرثیہ، سلام اور اصناف سخن نمونے۔ |
| ۷ | انسانی زندگی کا اخلاقی دستور | ۲۲ سو برس پہلے سنسکرت میں جو "چانک نیتی" کے نام سے لکھی گئی تھی اس کا یہ پہلا اردو ترجمہ باضابطہ انڈکس کے ساتھ ہے۔ |
| ۸ | نوادر عزیز<br>کے دریائے سینہ در سفینہ | بروک کی ہسٹری کے فاضل مصحح نے ۱۹ ویں اور ۲۰ ویں صدی عیسوی کے نہایت خفیہ اسرار، ریاست ٹونک اور جے پور کے رازدانوں کے سینوں سے لے کر قلمبند کئے ہیں۔ آپ بیتی لکھی اور نادر چیزوں کی فہرست شامل ہے۔ |

| نمبر شمار | نام تصنیف | کیفیت |
|---|---|---|
| ۹ | عزیز الملک سُلیمانی | بابائے اُردو کا لکھوایا ہوا جناب قبلہ باوا حضورؒ کا بہت ہی مختصر تعارف۔ |
| ۱۰ | اسلام آلِ عمران | "خلافت معاویہ و یزید" کی بے تُکی اور بے معنی باتوں کی اصلاح بروایات اہل سُنّت۔ |
| ۱۱ | تصدیقِ شہید | "تحقیق مزید" کی خیانت اور غلط فہمی کی اصلاح۔ حضرت امام حسین علی جدہ و علیہ السلام کی شہادت پر اہل سنت کی روایات اور تاریخی مستند واقعات کی روشنی میں سیر حاصل بحث۔ |
| ۱۲ | فقہ کے امامِ اعظم | فقہ حیدری سے علمبردار خادم رسول صلی اللہ علیہ وسلم صحابی حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی محسنانہ بصیرت کے امین جو تھے پانچویں امام اہل سنت اطہار علیٰ جدہما علیہما السّلام کے فیوض برکات سے بہرہ ور، سراج امت حضرت ابو الملتہ الحنیفہ نعمان ابن ثابت کوفی تابعیؒ کی مومنانہ فراست کا تفقّہ فی الدّین۔ |
| ۱۳ | انوکھے انسان کا نرالا ناول | اعتمادِ نفس کا بہترین سبق جو اعتماد محمود کے نام سے چار بار چھپ چکا ہے۔ سیرت پاک پر ایک منفرد کتاب ہے۔ |
| ۱۴ | دینِ عزیز | پیدائش سے موت تک کے ضروری احکامات |

| نمبر شمار | نام تصنیف | کیفیت |
|---|---|---|
| ۱۵ | ایمان عزیز | نوربشر ظہور، توسل رسالت، فیضان اہل قبور، اقتدار محمدی |
| ۱۶ | معجز نما سیرت | رسالت مآبؐ کی نورانی سیرتِ مبارکہ |
| ۱۷ | مبشرات<br>حق آیات | تنزیل حیدری کے مطابق قرآن کریم کی ۵۲ سورتوں کا ترجمہ |
| ۱۸ | ہادیِ برحق<br>یہ کتابیں رحمۃ اللعالمین کے حکم سے لکھی گئی ہیں۔ | صرف مریدان کے لئے۔ حضرت قبلہ باوا حضور کی ۷۰ برس کی ریاضتوں کا نچوڑ |
| ۱۹ | صوتِ سرمدی<br>(حصہ اول) | حضرت قبلہ باوا حضورؒ کی تقریر مبارکہ۔ کیسٹ و کتابچہ |
| ۲۰ | صوتِ سرمدی<br>(حصہ دوم) | حضرت قبلہ باوا حضورؒ کی تقریر مبارکہ کا کیسٹ جسمیں سورۃ فتح کی تفسیر حقیقی بیان کی گئی ہے (جسے سمجھ لیا تو پورے دین کو سمجھ لیا۔) |
| ۲۱ | صوتِ سرمدی<br>(حصہ سوم) | توحید، شرک، کفر اور بدعت، درحقیقت کیا ہیں؟<br>(تقریر مبارکہ کا کیسٹ تیاری کے مراحل میں) |
| ۲۲، | تذکرہ<br>خواجہ عزیز الاولیاءؒ | جسمیں حضرت قبلہ حافظ سید محمدؐ یوسف علی عزیز الاولیاءؒ سلیمانی کی مختصر و جامع سوانح حیات اور تحریر کردہ ۷۶ کتابوں کا نچوڑ پیش کیا گیا ہے اور مریدین کے ملفوظات بھی کتاب کی زینت بنا دیئے گئے ہیں۔ |
| ۲۳، | اورادِ عزیزیہ | سلسلۂ چشتیہ سلیمانیہ، عزیزیہ میں داخل خوش نصیبوں کیلئے وظائف کو یکجا کرکے کتابچہ کی شکل دے دی گئی ہے۔ |
| ۲۴۔ | نغمۂ عندلیب | قبلہ باواؒ حضور کی مختلف کتب سے اخذ کی گئیں نعتوں کا مجموعہ |
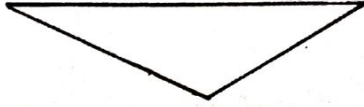
طباعت کیلئے تیار ہے

كُنتُ كَنزاً مَخفِياً
فَاَحبَبتُ اَن اُعرِفَ
فَخَلَقتُ الخَلق

سے

اَلصَّلوٰۃُ ھُوَالدُّعا

تک

السلام و علیکم
امید کرتا ہوں آپ خیریت سے ہوں گے
اس کتاب کو پی ڈی ایف کرنے کا مقصد
فی سبیل اللہ فراہم کرنا ہے لہذا اس سے
تجارتی مقصد نہیں ہے اس کو پڑھ کر
آگے سنڈ کریں اور اس بندہ ناچیز کو
اپنی دعاوں میں یاد رکھیں

خلیفہ مدنی تونسوی
تحصیل تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی
خان پاکستان

+923321717717

pdf by